کتابِ زندگی



یہ کتاب ایک مسلمان مرد یا عورت کی اخلاقی
زندگی کیلئے وہ سرچشمہ ہدایت ہے، جو خود ہادیِ عالم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال
پر مشتمل ہے جسے دنیائے اسلام کے سب سے بڑے محدث
حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے جمع کر کے
امتِ اسلامیہ کیلئے محفوظ کیا۔

نفیس اکیڈیمی - کراچی

کتابِ زندگی

اُردو ترجمہ

الادب المفرد

از
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی

اُن احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و آثارِ صحابہ کا بیش بہا مجموعہ جو تمام تر شخصی اخلاق خاندانی تعلقات، انسانی حقوق، معاشرے اور قومی فرائض سے متعلق ہیں۔

یہ کتاب ایک مسلمان مرد یا عورت کی اخلاقی زندگی کے لئے وہ سرچشمۂ ہدایت ہے جو خود ہادیٔ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر مشتمل ہے۔ جسے دنیائے اسلام کے سب سے بڑے محدث حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے جمع کر کے امتِ اسلامیہ کے لئے محفوظ کیا

نفیس اکیڈمی

بلاسس اسٹریٹ ——— کراچی (پاکستان)

"قیمت [illegible] روپئے"

نوری بکڈپو امین پور بازار فیصل آباد

طبع اول ——— جنوری ۱۹۵۸ء

طبع دوم ——— اپریل ۱۹۶۰ء

طبع سوم ——— فروری ۶۲ء

طبع چہارم ——— اکتوبر ۱۹۶۹ء

طباعت ——— ایجوکیشنل پریس کراچی

والدِ محترم

چوہدری رحمت علی امیر گاہندری مرحوم

کے نام

جن کی انفرادی تربیت اور ادبی ذوق نے باوجود میری علمی بے مایگی کے مجھے علم و ادب کی خدمت کا پرستار بنا کر میرے فکر و نظر کو وسعت بخشی، اور جن کی یاد آج بھی میرے لئے سرمایۂ حیات ہے۔

خدا ان پر اپنی ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

محمد اقبال سلیم گاہندری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

الادب المفرد (کتاب زندگی)

مہذّب زندگی کی راہیں

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

دنیا میں کون آدمی ہے جو اپنی اولاد کو اچھے اخلاق اور ستودہ صفات سے مزین نہ دیکھنا چاہتا ہو، لیکن ہماری ان تمناؤں کا کس طرح خون ہو رہا ہے، ذرا اپنے گردوپیش نظر اٹھا کر دیکھئے، اور اس کی بھی کیا ضرورت ہے اپنے گھر میں، کنبے میں اور خود اپنے ہی خاندان میں دیکھ لیجئے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہماری وہ اولاد جو خود ہمارے ہی خون سے پیدا ہوئی ہے اور جسے ہم بہتر سے بہتر دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں، اس کے نزدیک ہماری حیثیت بہتر و برتر کی نہیں بلکہ خبطی اور بدتر کی ہو رہی ہے۔ اور ہر نوجوان لڑکا اور لڑکی اپنے ماں باپ، بھائی بہن، اور ہمسایہ کے معاملہ میں ایک تحقیر آمیز جذبے سے پُر نظر آتا ہے، اس کے بدترین نتائج ہر طرف ہمیں نظر آتے ہیں، ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں شادی کے جھمیلوں سے آزاد اور اخلاق و آداب زندگی سے بے بہرہ رہنے کی کوشش کر رہی ہیں، کتنے لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو شادی کرنا ہی نہیں چاہتی ہیں، اور کتنے ایسے نوجوان جوڑے ہیں جن کے مقدمات عدالتوں میں چل رہے ہیں، عورتوں کی طرف سے مطالبۂ طلاق اور مردوں کی طرف سے طلب زوجہ کے مقدمات ہیں کہ ان کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے، ہماری غیرت اور شرافت کو کیا ہو گیا ہے، ہماری بہو بیٹیوں کا بھری عدالتوں میں اظہار و بیان ہو رہا ہے۔ اور ہم کسی طرح اس ناسور کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے جو ان ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔

لمحۂ فکریہ کبھی سوچئے اور پوری توجہ کے ساتھ سوچئے، ایسا کیوں ہو رہا ہے، ہمارے بچے کیوں اخلاق و آداب میں، والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں کی حقوق شناسی میں اسی معیار پر نہیں اُترتے جو ہمارے داداؤں اور دادیوں کے لئے کبھی طرۂ امتیاز تھا۔ اور کیا اس بگڑی ہوئی صورت حال کی ذمہ داری خود ہم پر عائد نہیں ہوتی ہے، کیا یہ

امر واقعہ نہیں ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تربیت سے بُری طرح غافل ہیں بچے تو ہمیشہ صحیح فطرت ہی پر پیدا ہوتے ہیں وہ سفید، بے داغ اور سادے کاغذ کی طرح ہیں، انھیں جیسا بنا دیا جائے گا، ویسے ہی بن جائیں گے، اگر آپ انھیں انسانیت اور شرافت کا بہترین نمونہ بنانا چاہیں تو یقیناً بنا سکتے ہیں، اور اگر آپ انھیں مشن اسکولوں کی فضا میں پروان چڑھا کر اپنے معاشرے کے لئے مستقل عذاب بنانا چاہتے ہیں تو انصاف سے سوچئے کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

تعلیم ناقص صدیوں تک انگریزوں کی غلامی نے ہماری تعلیم کو جس راہ پر ڈال دیا ہے۔ اس میں اخلاق و آداب، تہذیب و شائستگی اور ماں باپ کی تعظیم کے لئے کتنی گنجائش ہے، کیا آپ کی نظروں سے یہ حقیقت پوشیدہ ہے، اس اجل پرور تعلیم کا نتیجہ کیا نکل سکتا تھا، کیا آپ ایسی تعلیم سے مزین کرکے اپنی اولاد کو جنیدؒ و شبلیؒ بنانے کی امید رکھ سکتے ہیں۔ دو تین نسلوں تک گھرانوں کے طور طریق نے کردار واخلاق کی تعمیر میں کچھ نہ کچھ کام کیا، مگر بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بقول حافظ سہ

دختران را ہمہ جنگ است وجدل با مادر

ہیچ الفت نہ پسر را بہ پدر می بینم

ہم قوم اور ہمسایہ کے حقوق کی پرواہ کون تعلیم یافتہ نوجوان کرتا ہے، ماں باپ اور اپنی بیوی بچوں ہی کے حقوق شناسی سے پوری نسل کی نسل ہماری ہوتی جارہی ہے شخصی و انفرادی آزادی کا کتنا خطرناک مفہوم ہماری اولاد کو جدید تعلیم کے ماتحت سکھایا جارہا ہے۔ اور کیا اس طرح ہماری یہ اولاد آنکھوں کا نور، دل کا سرور ہونے کی بجائے ہمارے لئے مستقل سوہانِ روح اور باعثِ حزن و ملال نہیں بنتی جارہی ہے۔ صرف ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ اپنی زندگی کو پورے کنبہ اور گھرانے کے تصورات حیات سے علیحدہ کرکے وہ خود مسرت وسکون سے کتنی دور ہوتی جارہی ہے۔

راہِ زندگی بغیر کسی پابندی کے زندگی یقیناً ایک مصیبت ہے، اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی، انسان ایک معاشرے کا جزء ہے، کوئی انفرادی زندگی بسر کرنے والا جانور نہیں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کسی نہ کسی ضابطۂ حیات کی پابندی قبول کرکے اپنے افکار اور اپنے کردار کو مسرت اور سکون سے ہم آہنگ

کرے، ورنہ یہ بڑھتی ہوئی انفرادیت اور شتر بے مہار کی سی آزادی، حیاتِ انسانی کو اتنی دردناک بنا دینے کے لئے کافی ہے جس کا انجام قتل نفس اور خودکشی پر ہوتا ہے۔ حیات انسانی کا یہ سلیقہ اور زندہ رہنے کا وہ وطیرہ جس کی پابندی کرکے کوئی آدمی اپنی زندگی کو اپنے لئے خوش گوار اور دوسروں کے لئے رحمت بنا سکتا ہے۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور اُن کے ارشادات ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھئے کہ صرف اسی طریقہ زندگی کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے سند قبولیت حاصل ہے۔ اور صرف یہی ایک وہ سیرت ہے جس کی پیروی کرنے کی تاکید خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں فرمائی ہے۔ دنیا انگشت بدنداں ہے کہ قرآن کریم موجود ہے اور زندگی بسر کرنے کے لئے رسول کا اتنا بہتر نمونہ بھی موجود ہے، پھر بھی مسلمان کیا سے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ کیا یہی ہے تہذیب اسلامی جس کی طرف ہم ساری دنیا کو دعوت دیں۔ یہ ننگِ انسانیت معاشرہ جو پیدا ہو رہا ہے، کس طرح قابلِ برداشت ہے؟

مقصدِ اشاعت یہ ہیں ہمارے وہ افکار اور ہماری وہ اُلجھنیں جو ہمیں مجبور کر رہی ہیں کہ فوراً فروخت والے اور جلد نفع لانے والے ناولوں، افسانوں اور ڈراموں کو چھوڑ کر کچھ ایسی کتابیں شائع کریں جنھیں لوگ پڑھیں اور اُن سے حقیقۃً کوئی فائدہ اٹھائیں۔ ہم نے اس سے پہلے بھی کئی کتابیں اسی طرح کی پیش کی ہیں جن میں مرحوم مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب "امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی" اور مرحوم مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کی "تاریخ اسلام" (تین ضخیم جلدوں میں) اور صحابیات مصنفہ نیاز فتح پوری بھی شامل ہیں۔ اور اسی مقصد کے ماتحت آج ہم دنیا کے سب سے بڑے محدث، حضرت امام بخاریؒ کی کتاب پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہ امام بخاری ہیں۔ جن کی کتاب الجامع الصحیح کو قرآن مجید کے بعد تمام دنیا کی اور تمام کتابوں سے برتر مقام حاصل ہے۔

ہمیں یہ معلوم ہے کہ بہت کم لوگ اس کتاب کو اپنی اولاد کے سامنے پیش کریں گے اور بہت ہی تھوڑے نوجوان مرد و عورت اس کتاب کو سامنے رکھ کر اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی زحمت اٹھائیں گے۔ لیکن کیا کریں کہ ؏

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں ہمیں ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

یہ کتاب الادب المفرد کیا ہے امام بخاری کی اپنی روایت کردہ احادیث و آثار کا وہ بیش بہا مجموعہ جسے صحیح معنوں میں "کتاب زندگی" کہنا چاہیئے - یہ ایک آئینہ ہے جس میں پیغمبر اسلام کی ہدایات نمایاں دکھائی دیتی ہیں اور آپ کو اس کتاب میں وہ مقدس گروہ زندہ نظر آتا ہے جس نے عرب کے ریگستانوں سے اٹھ کر سارے جہان کو انسانیت کا درس دیا تھا، مقدس صحابہ کی انفرادی و اخلاقی زندگیوں کا عکس نظر آتا ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچے، اور ہمسایہ و ہم قوم کے کیا حقوق ہوتے ہیں۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عملی آدمی اپنی زندگی کو کن ضوابط کا پابند بنا کر دنیا کی مسرتیں اور آخرت کی سر بلندیاں حاصل کر سکتا ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ بھی ایسی کتابیں شائع کرتے رہیں گے جو ہمارے معاشرے کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنے اور نئی نسلوں کے اخلاق کی تعمیر میں ممد و معاون ثابت ہوں، اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم کچھ کر سکیں۔

ایک بندہ بے نوا اس کی توفیق ہی سے کچھ کر سکتا ہے۔

دیباچہ

سید عبد القدوس ھاشمی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب 'الادب المفرد' کا نسخہ میں نے سب سے پہلے اپنے گھر میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ذاتی کتب خانہ میں دیکھا تھا - والد مرحوم کے انتقال کے وقت تو میں نو سال کا تھا، لیکن بعد کو جب میں نے مشہور محدث مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم (اعظم گڑھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر پڑھنا شروع کیا، اور عربی زبان سے کسی قدر واقفیت حاصل ہوئی تو ایک بار اپنے گھر سے کتاب الادب المفرد بھی لیتا گیا، اور مولانا مرحوم کے سامنے پیش کی، مولانا مرحوم بھی میرے والد مرحوم کی طرح حضرت میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، انھوں نے کتاب ہاتھ میں لی، اور مجھ کو ہدایت فرمائی کہ اوقات مدرسہ کے بعد میں یہ کتاب اُن سے پڑھ لوں، چنانچہ کئی ماہ کی مدت میں خاکسار نے یہ کتاب حضرت مولانا مرحوم سے سبقاً سبقاً پڑھی، اور اس کا بڑا حصہ زبانی یاد کرلیا۔

مولانا عبدالرحمٰن مرحوم اسے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے تھے، اور یہ سلسلہ حضرات شاہ اسحٰقؒ، شاہ عبدالعزیزؒ- اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے واسطے سے باسناد مشہور شیخ ابو نصر ابن النیاز کی البخاری تک پہنچتا ہے۔ ابن النیاز کی اسے احمد العبقی البزاز سے اور البزاز اسے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری سے روایت کرتے ہیں۔

الادب المفرد میں امام بخاری نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الجامع الصحیح کے علاوہ دوسری روایات حدیث و آثار جمع کئے ہیں۔ اس میں امام بخاری نے ان شرائط کی پابندی بھی نہیں کی ہے جو الجامع الصحیح کی تدوین میں بسلسلۂ سند اُن کے سامنے رہی ہیں۔ اس لئے کتاب

میں علاوہ احادیث مرفوعہ کے بہ کثرت موقوف آثار بھی ہیں، اور بعض کمزور سندیں بھی مذکور ہیں، لیکن عموماً ایسی سندیں توابع اور شواہد کے لئے درج ہوئی ہیں۔ یہ کتاب ان روایات پر مشتمل ہے جن کا تعلق انسان کے شخصی اخلاق، اور حقوق شناسی سے ہے۔ اور یہ نہایت ہی مفید اور مختصر مجموعہ ہے جس کے ذریعہ آدمی یہ جان سکتا ہے کہ اچھے مسلمان کو کیسا ہونا چاہیئے۔

میں نے بھی اپنے زمانہ تعلیم میں اس کتاب کے بڑے حصہ کا اُردو ترجمہ طالب علمانہ شوق کے ماتحت کیا تھا، لیکن وہ مسودات ۱۹۴۶ء و ۱۹۴۷ء کی ہندوگردی میں ضائع ہوگئے۔ اس لئے اب میں نے اس کا ترجمہ پھر سے کیا ہے۔ حضرت امام بخاری نے جامع الصحیح کی طرح اس میں بھی تقریباً ہر حدیث کو ایک علٰحدہ باب میں درج کیا ہے۔ اور ان ابواب میں کوئی ترتیب بھی قائم نہیں کی ہے۔ لیکن مترجم نے پوری کتاب کو محض سہولت کے لئے فرضی طور پر اکیس اجزاء میں تقسیم کردیا ہے۔ ہر فصل میں خود امام بخاری کے قائم کردہ ابواب اور اُن ہی کے مقرر کردہ عنوانات قائم ہیں۔ اگرچہ میں نے شدت کے ساتھ اس کی ضرورت محسوس کی کہ اس کتاب کی ترتیب بدل دی جائے لیکن اس خیال سے کہ اصل کتاب کو بعینہٖ قائم رکھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ ہر قسم کی تبدیلی سے احتراز کیا ہے۔ جیسا کہ ہر تعلیم یافتہ آدمی کو معلوم ہے، کسی زبان کا بعینہٖ ترجمہ حقیقۃً ممکن نہیں ہوتا اور اصل متن کے لفظ کے لئے اُردو میں ایک ہی لفظ پایا نہیں جاتا پھر بھی حتی الامکان ترجمہ لفظی ہے۔ عبارت کی روانی کے لئے تصرف کو میں نے جائز نہیں رکھا ہے۔ اگر کہیں پر مضمون کے سمجھنے میں کسی دقت کا اندیشہ ہوا ہے تو بین القوسین الفاظ یا جملے لکھکر تشریح کردی ہے۔ اور اگر زیادہ تشریح کی ضرورت سمجھی گئی ہے تو اسے زیرِ حدیث واضح کیا گیا ہے۔

مترجم نے احادیث کے جمع و تدوین سے متعلق ایک مختصر سا مقدمہ علم حدیث بھی لکھدیا ہے جس میں ضروری اصطلاحات، علم حدیث کی تشریح اور امام بخاریؒ کی مختصر سوانح عمری درج ہے۔ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

امیدوار رحمتِ الٰہی

عبدالقدوس الہاشمی کراچی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ علمِ حدیث

حمد و ثنا کا مستحق صرف وہ خدائے بزرگ و برتر ہے جس نے ساری دنیا کو پیدا کیا، اور انسان کو اس دنیا میں اپنی نیابت کا مقام عطا فرما کر اسے بھلے اور بُرے کی تمیز عطا کی۔ ہزاروں درود و سلام انبیائے کرام خصوصًا اس کے افضل ترین آخری نبی محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی پر، اور ان کے اصحاب و اتباع پر۔

آج ۱۳۸۱ھ سے تقریبًا تیرہ سو نوے سال پہلے تاریخ انسانی کا سب سے زیادہ عظیم الشان اور اہم ترین واقعہ رونما ہوا، مکہ معظمہ کے قریب کوہ حرا کے ایک غار میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحی نبوت پہنچائی۔ وحی نبوت یعنی سارے انسانوں کو جتنے حواس ظاہر اور قوائے باطن خدا کی طرف سے دیئے گئے۔ ان سب پر مزید ہر شک و شبہ سے مبرا، ہر غلطی اور آمیزش سے پاک، یقینی اور انتہائی حد تک یقینی ذریعہ علم و دانش، براہِ راست پیدا کرنے والے آقا و مالک کا پیغام اپنے بندے کے نام۔

وحی کا یہ سلسلہ اس وقت سے تقریبًا تیئس سال تک جاری رہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز قبل تک وقتًا فوقتًا یہ وحی نبوت آتی رہی یہاں تک خود اللہ جل و علا نے کہہ دیا کہ

"آج تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اپنی ساری نعمتیں تم پر تمام و کمال نازل کر دیں، اور تمہارے لئے اسلام کو دین بنانے کی رضامندی عطا کر دی۔"

خدائی پیغام

اس وحی میں کیا پیغام دیا گیا، وہ کون سی بات تھی جسے ہم انسان، اللہ کی دنیا میں اللہ کے نائب ہونے کے بعد بھی اپنی محنت اور اپنے

تجربہ سے نہیں معلوم کر سکتے تھے، جس کے لئے ابتدا ہی سے پیغمبروں کا سلسلہ قائم رکھا گیا تھا، اور جس کی آخری اور تکمیل کر دینے والی قسط حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں عطا فرمائی گئی۔ یہ زمانہ پتھر، تانبا، اور لوہے کی دریافت سے بہت بعد کا زمانہ ہے، پہیہ ایجاد ہو چکا تھا، مصر میں الاہرام، اور بابل میں باغ معلق بن چکا تھا، افلاطون اور ارسطو جیسے عقلائے دہر اپنی عقلی موشگافیوں کا کمال دکھا چکے تھے۔ انسان روز بروز اپنے علم و تجربہ کی مدد سے فطرت کی چھپی ہوئی قوتوں پر قابو پاتا جا رہا تھا، اور راہیں ہموار ہو چکی تھیں، کہ کوئی ابن یونس صقلی گھڑی کا رقاص بنا دے اور کوئی عباس ابن فرناس ہواؤں میں اڑنے کو ممکن قرار دے، اسی طرح دوسرے لوگ ہوا، بھاپ، بجلی اور ایٹمی طاقتوں کو تصرف میں لے آئیں۔ آخر وہ کون سی بات رہ گئی تھی جس کے بغیر انسان کی زندگی بے چین تھی، اور جس کا حاصل کرنا انسان کے علم و تجربہ کی بے پناہ گیرائیوں سے بھی باہر تھا، اور جسے صرف وحی نبوت ہی کے ذریعہ بتایا جا سکتا تھا۔

ہاں! ایک بات تھی، اور یقیناً وہ ایسی ہی بات تھی کہ جس کے بغیر نسل آدم فلاح نہیں پا سکتی تھی، فلاح کیا چیز ہے، کیا فلاح اس ذہنی کیفیت ہی کا نام نہیں ہے جو انسان کو ہر قسم کے خطرات سے مامون ہونے اور ضروریات کی تکمیل کے یقین کے بعد انسانی ذہن میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مشرق و مغرب کے سارے ہی انسانوں سے اگر ممکن ہو تو پوچھ لیجئے۔ کیا بے چینی کا کوئی سبب آپ کو اس کے سوا بھی مل سکتا ہے کہ انسان کچھ تمناؤں کے حصول کا متلاشی اور کچھ خطرات سے خوف زدہ ہے۔ غرض یہ کہ انسان کی فلاح کے لئے اسے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کس عقیدہ اور کس عمل سے راضی ہوتا ہے تاکہ جب تک وہ دنیا میں رہے کامیاب و کامران زندگی بسر کرے، اور جب مر جائے تو اسے عافیت و مسرت نصیب ہو۔

اس سوال کا جواب کون دے، اور کس استناد کی بنیاد پر دے، نہ خدا سے کوئی پوچھ کر جواب حاصل کر سکتا ہے اور نہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر کوئی اپنے اعمال و عقائد کے نتائج کو بیان کر سکتا ہے۔ علم انسانی کی گہرائیاں، اور فکر انسانی کی جولانیاں اس سوال کا جواب دینے سے بالکلیہ قاصر ہیں۔ وحی نبوت کے ذریعہ علم یقینی حاصل کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سوال کا جواب دیا۔ اور نہ صرف جواب

دیا بلکہ اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالا، اپنے ساتھیوں اور اتباع کرنے والوں کی اسی طریقہ پر تربیت فرمائی۔ غرض یہ کہ بقول قرآنِ حکیم کتاب و حکمت کی تعلیم بھی ان کے ذمہ تھی اور تزکیہ و تصفیۂ نفوس بھی۔

بے نظیر انقلاب آپ کی تعلیم سے کیا ہوا! تاریخ انسانیت کے بے مثال و حیرت ناک واقعات ظہور میں آئے۔ جو بہت ہی ناکارہ اور بُرے لوگ تھے بہترین نمونۂ انسانیت بن گئے، جو خوں خوار تھے نیکوکار ہو گئے، جہاں دو سو سے زیادہ چھوٹی چھوٹی قبائلی حکومتیں تھیں اور امن و امان کا نام و نشان نہ تھا، وہاں تقریباً ۱۳ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض رقبہ میں ایک مرکزی حکومت بن گئی، اور کس طرح بن گئی! اس طرح کہ صرف دس سال کی قلیل مدت میں اور صرف ۲۰۰ انسانی جانوں کے نقصان سے، ذرا تصور تو کیجیے کہ آج کوئی حکومت ایک شہر میں نظم و نسق قائم کرنے اور امن امان پیدا کرنے میں کتنی جانوں کا نقصان کرتی ہے، کتنی آبادیاں ویرانوں میں بدل جاتی ہیں، کتنے سہاگ لٹتے اور کتنی گودیں خالی ہوتی ہیں، اور پھر اس کے بعد بھی کبھی اس درجہ کا امن ایک شہر میں بھی کوئی شخص قائم کر سکا ہے جیسا کہ حیاتِ نبوی کے آخری دو سال میں نظر آتا ہے۔

اس طرح کے ہزاروں ہی انقلابات ذہن و فکر انسانی میں آئے، انفرادی و اجتماعی اعمال میں آئے، حکومتوں میں آئے اور ایوانوں میں آئے پھر ان کی وجہ سے بے مثال کرشمے ظاہر ہوئے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے یہ تئیس سال اور خصوصاً آخری دس سال بہت ہی مشغول گذرے، تعلیم، تربیت، تنظیم، جنگ، صلح فتح، شکست، دشمنوں کی سازشیں، مخالفت، اور منافقت، سب ہی طرح کے حالات سے نبٹنا پڑا، ہزاروں ہی نہیں، بلکہ ایک لاکھ سے زیادہ زندہ انسان، آپؐ کے ہر قول و عمل کو دیکھتے، سنتے، سیکھتے اور بعض لکھتے اور نوٹ کرتے رہے، لوگ چھوٹی سے چھوٹی باتیں بھی آپ سے پوچھتے اور اپنے اس سوال کا جواب پاتے کہ خدا کس بات سے خوش ہے۔ آپ کی اسی حیات طیبہ کے عظیم الشان ریکارڈ کو 'حدیث' کہا جاتا ہے۔ اس کی حفاظت، اس کی تنقیح، اور اس سے اخذ نتائج کے لئے علم رجال، علم اُصول اور بہت سے دوسرے علوم مدون ہوئے۔ اور کیوں نہ ہوتے جب کہ انسانی فلاح کا دار و مدار ہی پیغمبرؐ کی اتباع

پر تھا۔ جس بات کو ہم اچھی طرح جانیں ہی نہیں، اس کی اتباع کیسے ممکن ہے۔ اور خود قرآن مجید بھی کیا ہے۔ اللہ جل و علیٰ کا کلام قدیم جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایک لاکھ سے زیادہ انسانوں نے سنا، یاد رکھا، دوسروں کو سنایا، اور تقریبًا ستر لاکھ حافظوں کو تمام و کمال بہ تعیین امالہ واشباع اور بہ تحفظ مد و کسر اب بھی یاد ہے۔ خداوند تعالیٰ کے اس کلام پاک پر خود رسول اللہ نے کس طرح عمل فرمایا، اور صحابہ سے کس طرح عمل کرایا اس کے ریکارڈ کو حدیث کہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ان ہی الفاظ میں روایت کیا گیا اور اب تک روایت کیا جاتا ہے۔ اُسے قرآن مجید یا کلام اللہ کہتے ہیں۔ اور اسی بنا پر تو ہم قرآن مجید کے مطبوعہ نسخوں میں چھپائی اور لکھائی کی غلطی کو فورًا محسوس کر لیتے ہیں، مثلاً ان سطور کا لکھنے والا قرآن مجید کو قاری خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم سے اور وہ قاری عنایت اللہ مرحوم اور وہ قاری ضیاء الدین الٰہ آبادی سے، قاری ضیاء الدین قاری عبد الرحمٰن مکی سے اور قاری عبد الرحمٰن مکی شیخ القراء قاری عبد اللہ مکی سے روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح چند اور ناموں کے بعد یہ سلسلہ حضرت زید بن ثابت سے مل جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے الفاظ قرآن مجید کو اسی طرح ادا ہوتے ہوئے دیکھا اور سُنا ہے، اب اگر قرآن مجید کے کسی نسخہ میں خدا نہ کردہ کوئی لفظ یا اعراب غلط درج ہو جائے۔ تو ہم اپنی روایت سے اُس کی یقینًا تصحیح کر دیں گے۔ اور جہاں ہم بھول جائیں گے کوئی دوسرا حافظ ٹوک دے گا۔

حفاظتِ حدیث

اس طرح۔ لیکن کلام اللہ سے بہت کم، اور باقی دوسری تمام باتوں سے زیادہ اہتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کے یاد رکھنے کا اور اس کے تحفظ کا کیا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ سے احکام و ہدایات حاصل کرتے، اُسے یاد رکھتے، دوسروں کو سُناتے دوسرے سننے والوں سے مقابلہ و مذاکرہ کر کے بار بار تصحیح کرتے تھے اور بعض تو ایک ایک لفظ کو فورًا لکھ کر محفوظ کر لیتے۔ پھر دوسرے حاضرین محفل رسالت کو سُنا کر اس کے صحیح ہونے کا یقین مزید حاصل کرتے اور محفوظ رکھتے تھے، یہی ہے وہ ہمارا قیمتی سرمایہ جسے ہم حدیث کہتے ہیں۔

صحابہ کے بعد جب تابعین اور اُن کے شاگردوں کا دور آیا تو یہ سوال پیدا ہوا کہ بیان کرنے والوں کو جانچ کر دیکھ لیا جائے، کسی نے بالارادہ یا بھول کر کوئی بات کسی صحابی کی طرف منسوب کر کے نہ کہہ دی ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی بات نہ منسوب ہو جائے جو آپ نے نہ فرمائی ہو، اس جانچ پڑتال کی سعی سے فن جرح و تعدیل اور فن رجال وجود میں آئے، اور اس وسعت کے ساتھ اس پر توجہ کی گئی کہ آج ہمارے ہاتھوں میں تیس ہزار سے زیادہ راویان حدیث کے حالات موجود ہیں۔ کون کیسا تھا، کون سچا، کون جھوٹا، کون اچھے حافظہ کا تھا اور کون بُرے حافظہ کا۔ اور کون مرضی السیرۃ کون نامرضی السیرۃ تھا، سب پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ ہے۔

فنِ حدیث کی بعض ضروری اصطلاحات کی تشریح سے پہلے مناسب ہے کہ بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا جائے جو عام طور پر تعلیم یافتہ حضرات میں خاص اس فن سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ حدیث کی کسی کتاب کے مطالعہ سے خاطر خواہ استفادہ ان غلط فہمیوں کے ازالہ اور ان اصطلاحات کو ذہن نشین کئے بغیر ممکن نہیں۔

حدیثوں کی تعداد لوگ جب تذکروں اور مضامین میں یہ پڑھتے ہیں کہ امام بخاری کو تین لاکھ حدیثیں یاد تھیں، اور ابو عوانہ کو سات لاکھ حدیثیں تو اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ان بزرگوں کو شاید اتنی عبارتیں حدیث کی یاد تھیں۔ لیکن یاد رکھیے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ احادیث جو بیان کی جاتی ہیں اُن کے دو حصے ہوتے ہیں۔

(۱) متن: یعنی وہ حصہ جہاں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا عمل یا تقریر کی (اجازت) اصل عبارت شروع ہوتی ہے۔ تا اختتام الفاظ

(۲) سند۔ یعنی وہ حصہ جو حدیث بیان کرنے والے سے لے کر اصل الفاظ و عبارت تک حدیث کے بیان کرنے والے راویوں کے نام، القاب یا کیفیت روایت سے متعلق ہوتا ہے۔

محدثین حدیثوں کا شمار متن سے نہیں کرتے بلکہ سند سے کرتے ہیں، ایک ہی حدیث جب متعدد سندوں سے بیان کی جاتی ہے تو شمار میں اسے متعدد قرار دیا جاتا ہے مثلاً

ایک حدیث، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ - متن کے اعتبار سے ایک ہی ہے، اور بطور واقعہ بھی ایک ہی واقعہ اس کے فرمانے کا رہا ہوگا۔ مگر فن حدیث کے اصطلاحی شمار میں یہ اپنی اسناد کی کثرت کی وجہ سے سات سو شمار ہوتی ہے[1]۔

پھر ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے کہ حدیث ابتدائی زمانہ میں صرف رسول اللہ کے اقوال، اعمال و احوال ہی کو نہیں بلکہ صحابہ و تابعین کے اقوال، فتاویٰ، اور آثار کو بھی کہتے تھے۔ مزید برآں یہ کہ سند حدیث اگر ایک راوی کی بجائے دوسرے کا نام آگیا، تو اگرچہ ان دونوں نے ایک ہی شیخ سے روایت کی ہو، لیکن سندیں دو، اور نتیجۃً حدیثیں دو شمار ہوں گی۔

مثلاً زید نے عمرو سے، عمرو نے بکر سے، بکر نے خالد سے روایت کی (۱)

زید نے بکر سے، بکر نے خالد سے روایت کی ——— (۲)

زید نے عمرو سے، عمرو نے حاتم سے، حاتم نے خالد سے روایت کی (۳)

زید نے قاسم سے، قاسم نے عمرو سے روایت کی ——— (۴)

اس طرح جتنی سندیں ہوں گی حدیثوں کی اتنی ہی گنتی قرار پائے گی، چاہے ان سب کا اصل متن پر لفظاً و معنًا بالکلیہ اتفاق ہو، اور ایک ہی متن روایت کرتے ہوں۔

اب جو لوگ اس کو نہیں جانتے کہ فن حدیث میں شمار کا یہی طریقہ ہے وہ اس غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ حدیث کے اتنے متن ہوں گے۔ حالانکہ انتہائی نرمی اور تسامح کے ساتھ بھی اگر سند کی بجائے متن کی بنیاد پر شمار کریں تو حدیثوں کا واقعی سرمایہ دس ہزار سے بھی کم ہے، کہاں سے لاکھ دو لاکھ اور سات لاکھ، جھوٹ سچ، موضوع، منکر مہمل، آثار، فتاویٰ، آرا، سب کو ملا لیجے۔ پھر بھی یہ سرمایہ پینتیس ہزار سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لوگ بیان کر دیتے ہیں کہ لاکھوں حدیثوں کا انبار ہے، کہاں ہے وہ انبار، اور کس جگہ پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید حدیث کی متداول کتابوں میں لاکھوں ہی حدیثیں درج ہوں گی، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ

صحیح بخاری میں (بحذف مکررات) ۲۶۰۲ اکثر ایک ہی حدیث دونوں کی کتابوں میں ہے،

---

[1] توجیہ النظر مصنفہ الحاکم ص۹۳، تلقیح فہوم اہل الاثر مصنفہ ابن جوزی ص۱۸۷

صحیح مسلم میں ۴۰۰۰

موطا امام مالک میں ۶۹۷ اور اس میں بہت سی وہی حدیثیں ہیں جو صحیحین میں پائی جاتی ہیں۔

حدیثوں کی کتابت دوسری غلط فہمی حدیثوں کی روایت کے سلسلہ میں پیدا ہوتی ہے، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عہدِ رسالت میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہی نہ تھا، اور سارا معاملہ حافظہ کے سپرد تھا اس لئے نہ جانے لوگ کتنا یاد رکھ سکے، اور کتنا بھول گئے۔ دیکھئے یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے، عہدِ رسالت میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا، اور مردوں ہی میں نہیں عورتوں میں بھی تھا، بہت سی صحابیات بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ پڑھنا لکھنا جانتی تھیں، اُمّ المومنین حضرت حفصہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، حضرت بی بی اسماء بنتِ ابی بکر لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، حضرت حبیبہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، حضرت بی بی زینب لکھنا پڑھنا جانتی تھیں ان کے علاوہ اور بہت سی صحابیات لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں لین دین کے لکھنے کا عام رواج تھا پورے پورے کھاتے اور دفاتر لکھے جاتے تھے، اسی لئے قرآن مجید نے لین دین کو لکھ لینے کا حکم دیا ہے اور عام طریقہ بھی یہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع ابو شاہ یمنی کے لئے لکھوا کر انھیں دیا تھا، یمن بھیجتے ہوئے احکام ونصاب زکوٰۃ لکھوا کر دیئے تھے۔ حضرت علی نے بھی رسول اللہ کے بعض احکام لکھ رکھے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات اور آپ کے فیصلے وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ اس کا ایک مجموعہ ان کے پاس آخر تک موجود تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص زبانِ رسالت سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ لکھا کرتے تھے، حضرت انس بن مالک نے جو کچھ رسول اللہ سے سُنا تھا لکھ رکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہ کی تمام مرویات خود ابوہریرہ نے لکھوا کر محفوظ کر لی تھیں، حضرت جابر نے جو کچھ سُنا تھا لکھ رکھا تھا۔ پوری طرح تلاش وتفحص کیجئے تو تقریباً چالیس ایسے صحابہ کا ذکر آپ کو ملے گا جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر لکھ رکھا تھا۔

ان ہی صحابہ سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے احادیث سُنیں اور اکثر وبیشتر

نے لکھ کر محفوظ کرلیں، یہی وہ دفتر تھا جس سے دوسری اور تیسری صدی کے جامعین حدیث نے حدیث کی کتابیں مدون کیں [۱]

نوشتوں کی بے اعتباری غلط فہمی کی بنیاد یہ ہے کہ فن روایت میں یہ ممنوع ہے کہ کسی کی تحریر کردہ کتاب سے روایت کی جائے'۔

روایت کے لئے یہ ضروری ہے کہ شاگرد نے استاد سے ملاقات کی، اس سے حدیث روایت کی نیت سے سُنی اور آگے روایت کرنے کی اجازت حاصل کی ہو، شاگرد کی عمر، دماغی حالت، سیرت وکردار، عقاید وافکار اس قابل ہوں کہ روایت کرسکے، اور استاذ میں بھی یہ تمام شرائط پائی جائیں۔ اتنا بوڑھا نہ ہو کہ نسیان غالب آگیا ہو، دماغی حالت خراب ہوگئی ہو، وغیرہ وغیرہ۔

یہ کیوں ممنوع ہے کہ کسی کی تحریر سے روایت کی جائے، اتنی بدیہی بات ہے کہ شاید کچھ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں، آج بھی کسی عدالت میں گواہ کا کچھ لکھ کر بھیج دینا کافی نہیں ہوسکتا، شخصی طور پر گواہ کا حاضر ہو کر بیان کرنا ضروری ہے، نوشتوں میں ہزار طرح کے شکوک وشبہات کی گنجائش ہے۔ اور کون یہ کہہ سکتا ہے کہ جس شخص کی تحریر بتائی جائے، واقعۃً اسی کے قلم کی تحریر ہو۔ فرض کریجئے کہ آج ایک قلمی کتاب آپ کے سامنے پیش ہو اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ تحریر حضرت سید علی سمنانی کی ہے تو آپ اس کے موافق یا مخالف کوئی دلیل اس وقت تک نہیں پیش کرسکتے جب تک آپ کے پاس حضرت سید علی سمنانی کی تحریر کا کوئی دوسرا نمونہ پہلے سے موجود نہ ہو، اور اس کے بعد بھی کوئی شخص پورے یقین کے ساتھ کچھ نہ کہہ سکے گا! کیونکہ خط عمر کے مختلف حصوں میں مختلف طرز اختیار کرلیتا ہے۔ ان سطور کا لکھنے والا ایک مدت دراز تک دنیا کے مشہور سرکاری کتب خانوں میں عربی مخطوطات کے ماہر کی حیثیت سے کارگزار رہ چکا ہے۔ اور اس کے بعد بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ تحریر کی نسبت منسوب الیہ کی طرف ثابت کرسکتا ہے۔ عدالتوں میں بھی یہی طریقہ رائج ہے کہ اگر کبھی تحریر کے بارے میں نزاع واقع ہو تو اسی شخص سے دوسری تحریر لکھوا کر ماہر فن کے پاس

---

[۱] جامع بیان العلم ابن عبدالبر باب کتابۃ العلم۔

متابلہ کے لئے بھیجی جاتی ہے ورنہ جب تک دو تحریریں نہ ہوں کوئی ماہر فن فیصلہ نہیں کرسکتا۔

صحاح ستہ سے قبل تیسری غلط فہمی یہ ہے کہ حدیث کی چھ مشہور درسی کتابیں یعنی صحاح ستہ کے مؤلفین کا زمانہ چونکہ تیسری صدی ہجری ہے۔ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ امام ابوداود سجستانی متوفی ۲۷۵ھ امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، امام نسائی متوفی ۳۰۳ھ، اس لئے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تیسری صدی ہجری سے پہلے احادیث کا کوئی مجموعہ مدون ہی نہیں ہوا تھا حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے۔ احادیث نبوی کے متعدد مجموعے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں مدون ہو چکے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود کا مجموعہ، حضرت عبداللہ بن عمرو کا مجموعۂ حضرت جابر کا مجموعہ، اور اس طرح کے متعدد مجموعوں کا ذکر موجود ہے۔ ان کے دیکھنے والوں کی شہادتیں موجود ہیں۔ عہد رسالت کے بعد جن صحابہ نے مجموعے مرتب کئے، ان میں حضرت ابوہریرہؓ کا مجموعہ، حضرت انس بن مالک کا مجموعہ، حضرت عبداللہ بن عباس کا مجموعہ، حضرت عبداللہ بن عمر کا مجموعہ جو ان کے شاگرد نافع نے ان کے سامنے ہی لکھ کر، اور انھیں سنا کر تیار کیا تھا، حضرت سمرہ بن جندبؓ (صحابی) کا مجموعہ جس سے ان کے صاحبزادے سلیمان بن سمرہ روایت کرتے تھے، ان کے علاوہ بھی متعدد مجموعوں کا ذکر ملتا ہے۔

یہ مجموعے کچھ دو چار احادیث کے مجموعے نہ تھے بلکہ ان صحابہ کرام کی جملہ مرویات کے مجموعے تھے، گویا یوں سمجھئے کہ دس ہزار سے کم متصل السند حدیثوں کا جو سرمایہ آج موجود ہے وہ تمام تر کتابی شکل میں خود صحابہ ہی کے ہاتھوں مدون ہو چکا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوئی، اور آپ کے بعد صحابہ کا دور شروع ہوتا ہے جو آخری صحابی حضرت عامر بن واثلہ (ابوالطفیل رضی اللہ عنہ) کی بمقام مکہ وفات ۱۱۰ھ پر ختم ہوتا ہے۔ اس دور میں ایک حضرت ابوالطفیل ہی نہیں بلکہ بہت سے اصحاب مکہ، مدینہ، بصرہ، کوفہ، شام، اور مصر میں موجود تھے، جن صحابہ سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں، ان ہی کو لیجئے تو آپ کے بعد انس بن مالک ۸۲ سال، ابوسعید الخدری ۶۴ سال، عبداللہ بن عمرؓ ۶۳ سال، عبداللہ بن عباسؓ ۵۸ سال، ابوہریرہؓ

۹۴ سال، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ ۸۴ سال ابو امامۃ الباہلیؓ ۸۰ سال تک زندہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی اشاعت کرتے رہے، لوگ اِن سے سُن کر لکھتے اور کتابوں میں احادیث کو مدون کرتے رہے[۵]

عہد تابعین میں تو بیسیوں کتابیں مدون ہوئیں اور ان کے متعدد نسخے اب بھی کہیں کہیں مل جاتے ہیں اِس لئے یہ سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں کہ احادیث کی تدوین کتابی صورت میں تیسری صدی میں ہوئی، حسب ذیل کتب تو بہر حال تیسری صدی سے پہلے ہی مرتب و مدون ہو چکی تھیں۔

(۱) مسند امام ابوحنیفہؒ ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ۔ بیسیوں جگہ اس کے قلمی نسخے موجود ہیں، اس پر بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں اور کئی بار چھپ چکی ہے۔

(۲) کتاب الزہد والرقائق، عبداللہ بن المبارکؒ ولادت ۱۱۸ھ۔ وفات ۱۸۱ھ، یہ بھی چھپ گئی ہے۔

(۳) مصنف عبدالرزاق، ولادت سنہ وفات ۲۱۱ھ۔ پیر احسان اللہ شاہ مرحوم کے کتب خانہ (قریب سکر، سندھ) میں ایک نسخہ موجود ہے اور ایک ناقص نسخہ مدینہ منورہ میں ہے۔

(۴) مسند ابن ابی شیبہ۔ ولادت — وفات ۲۳۵ھ اس کے بہت سے نسخے ملتے ہیں، کتب خانہ آصفیہ میں بھی ایک مکمل نسخہ موجود ہے، پیر احسان اللہ شاہ مرحوم (سندھ) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔

(۵) مسند ابن راہویہ ولادت وفات ۲۳۸ھ برلن میں ایک مکمل نسخہ نیشنل لائبریری میں ہے۔

(۶) موطا امام مالک ولادت ۹۵ھ وفات ۱۷۹ھ متعدد بار چھپ چکا ہے۔

(۷) مسند ابی یوسف " وفات ۱۸۲ھ چھپ چکا ہے۔

(۸) کتاب الآثار امام ابوحنیفہ روایۃ محمد بن حسن شیبانی ولادت سنہ وفات ۱۸۹ھ چھپ چکی ہے

یہ ان چند کتابوں کے نام ہیں جو سب کی سب دوسری صدی میں مدون ہو چکی تھیں، فہرست طویل ہو جائے گی ورنہ کاتب سطور نے مختلف کتب خانوں میں اور بھی بہت سی کتابیں دیکھی ہیں، جو دوسری صدی میں مدون ہوئی تھیں۔

بات یہ ہے کہ مولفین صحاح ستہ نے پچھلی کتابوں کو اپنی مرویات سے مقابلہ کرکے دیکھا

---

[۵] الاستیعاب، اور الاصابہ

اور فقہی ابواب پر اپنے مجموعوں کو مرتب کیا۔ یہ مجموعے زیادہ بہتر طریقہ پر مرتب کئے گئے تھے، اس لئے درس و تدریس کے لئے مفید قرار دیئے گئے، اور رائج ہوگئے ورنہ یہ کوئی صاحبِ علم کبھی نہیں کہہ سکتا کہ ان سے پہلے حدیث کی کتابیں مدون ہی نہیں ہوئی تھیں۔ ان بزرگوں نے متن حدیث اور اسناد کی تنقیح کے لئے اپنی اپنی شرطیں قائم کیں، اور ان شرائط پر جو روایات انھیں ملیں، انھیں اپنی کتابوں میں درج کر دیا۔ پھر ان روایتوں کی تائید میں جو دوسری روایتیں ملیں انھیں بھی درج کرلیا اگرچہ یہ تائید کرنے والی روایتیں خود اُن کی مقررہ شرائط پر نہ تھیں، یہی وجہ ہے کہ ہم ان کتابوں میں ایسی روایتیں بھی پاتے ہیں جو خود صاحب تالیف کی شرائط مقررہ کے بموجب درست نہیں ہیں۔ اس لئے ان چھ سات کتابوں کے تنقید سے بالاتر ہونے کا کوئی مدعی نہیں ہے، صحاح ستہ ہوں یا موطا امام مالک، روایت و درایت کے اعتبار سے تنقیح کی جاتی ہے، لیکن اس وجہ سے انھیں کلیۃً ساقط الاعتبار قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

اختلاف کے وجوہ اختلافات کے اسباب و وجوہ میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ اسے ذہن نشین کرلیا جائے۔ تاکہ اختلافات کو خطرناک، ہنگامہ خیز اور غیر ضروری اہمیت کا حامل سمجھ کر کوئی دل برداشتہ نہ ہو جائے۔

احادیث کا جو مجموعہ موجود ہے، اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، اور احوال کے علاوہ صحابہ کرام کے اقوال، اعمال، احوال، فتاویٰ اور بعض کبار تابعین کے اقوال و فتاویٰ بھی داخل ہیں۔ آپ انھیں غور سے دیکھیں تو کہیں آپ کو اقوال و اعمال و احوال رسول اللہ میں کوئی اختلافِ بنیادی نظر نہیں آئے گا۔ جو اختلاف جزئیات میں نظر آتا ہے وہ حقیقۃً مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً نماز فرائض پانچ اوقات کی ہیں، فرائض کی تعداد اور رکعت یہ ہے۔ نماز میں قیام، ایک رکوع اور دو سجدہ سے ایک رکعت پوری ہوتی ہے۔ اب رہا یہ اختلاف کہ نماز میں آمین بالجہر ہو یا آہستہ، رفع یدین ہو یا نہ ہو، یہ مختلف طریقے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ایسے بھی پڑھی ہے اور ویسے بھی، اس لئے جس صحابی نے جیسے دیکھا ویسے ہی عمل کیا اور ویسے ہی روایت کی، اسی طرح اور تمام معاملات وغیرہ میں صورت حال ہے۔ یہ عمل کے لئے وسعت کا سامان ہے نہ کہ کسی ذہنی انتشار کا سبب ہے۔ اس کے بعد صحابہ کے فتاویٰ یا تابعین کے فتاویٰ میں جو اختلاف ہے، وہ شخصی رائے

اور قیاس ہے، سارے صحابہ اور تابعین کو ساری ہی حدیثیں تو یاد نہ تھیں، ہو سکتا ہے کہ انھیں روایت ہی نہ ملی ہو اس صورت میں اختلاف رائے ہونا فطری بات ہے۔ اگر حدیث صحیح مل جائے اور آپ کو واجبی تحقیق کے بعد اس کے منسوب بہ رسول اللہ ہونے کا یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے تو اس پر عمل واجب ہے ورنہ جس صحابی کے فتوے پر جی چاہے، عمل کیجئے، اختلاف ہرگز پریشان کن بات نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی کسی طرح صحیح نہیں ہے کہ اہلِ حق کے مابین کہیں کلیات، اور اصول میں اختلاف ہے۔

فرقے بعض لوگ غلط فہمی سے یہ سمجھتے ہیں کہ روایات کے اختلاف سے مسلمانوں میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے۔ حالانکہ یہ سب سے بڑی غلط فہمی ہے، تاریخ کا ادنےٰ علم رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی روایات کے اختلاف سے نہیں بلکہ سیاسی اقتدار کے لئے کشمکش سے پیدا ہوئی ہے حقیقۃً صرف دو ہی فرقے مسلمانوں میں پیدا ہوتے۔

(۱) وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ملکی انتظامات اور سرداری وجانشینی میں وراثت یا وصیت کو تسلیم نہیں کرتے، اور کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک واقعہ تاریخی ہے۔ اگر اُس وقت لوگ حضرت ابوبکر کی بجائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی کو خلیفہ بنا دیتے تو وہ بالکل جائز خلیفہ ہوتے اور ہمیں ان کو خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔ ان لوگوں میں کوئی فرقہ پیدا نہ ہوا۔ فقہی رجزئی اختلافات البتہ ہوتے رہے۔ اور آج بھی ہیں۔ ان اختلافات سے فرقے نہیں پیدا ہوا کرتے۔

(۲) دوسرے وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی عام وراثتی بادشاہتوں کی طرح بذریعہ وراثت ہونی چاہیئے، اور آپ نے اپنے کسی وارث کے لئے وصیت بھی کی تھی، ان میں اب تک ایک سو سے زائد فرقے پیدا ہو چکے ہیں۔ ہر مورث کے بعد اس کی دو، تین، یا چار اولاد سے دو تین اور چار فرقے بن جاتے ہیں۔ کبھی محض انکار سے بھی فرقے پیدا ہوتے ہیں۔ اثنا عشری، خارجی، ناصبی، رجعی، اسماعیلی، سلیمانی، داؤدی، نصیری، نزاری، صباحی، دو یصانی، زیدی، قرامطہ، وغیرہ وغیرہ سب فرقے ان ہی میں سے پیدا ہوئے ہیں۔

روایات حدیث میں اختلاف سے تو کبھی کوئی فرقہ پیدا نہیں ہوا، البتہ خارجیوں کے سوا جن کے نزدیک کذب سے کفر ہو جاتا ہے جو فرقہ پیدا ہوا اُس نے اپنی تائید کے لئے بعد میں کچھ نہ کچھ روایت بنائی، لیکن وہ سب روایتیں ائمہ حدیث کو معلوم ہیں اور وہ بہ تصریح ان کی تغلیط و تردید بھی کردیتے ہیں۔ ہر چیز آفتاب کی طرح روشن اور واضح ہے اس سے ابہام وایہام کی کیا گنجایش ہے۔

تنقیح و توثیق ابتداء میں تو احادیث کے جانچنے اور پرکھنے کی اگرچہ کوئی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ صحابہ باوجودیکہ بے گناہ اور معصوم نہ تھے مگر خدا ترس اور سچے لوگ تھے، اس کی جرأت کوئی نہیں کرسکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات غلط منسوب کردے۔ لیکن پھر بھی صحابہ کے دور میں عموماً حدیثیں تائید وتوثیق کے بعد ہی قبول کی جاتی تھیں، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور میں بھی ہم کو ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جب کسی صحابی نے حدیث بیان کی تو ان بزرگوں نے دوسرے لوگوں سے اس کی توثیق چاہی اور جب دوسروں نے بھی توثیق کردی اُس کے بعد ہی قبول کیا۔ بیان کرنے والے صحابی کو سخت سزا کی دھمکی دی اور اس وقت اُن کی گلو خلاصی نہ ہوئی جب تک دوسرے صحابی نے توثیق نہ کردی۔

عہد صحابہ کے بعد اس تنقیح و توثیق کے معاملہ میں اور زیادہ سختی ہوگئی، چونکہ نئی نسلیں اور خصوصیت کے ساتھ نومسلمین سیاسی وجوہ کی بنا پر نئے خیالات سے متاثر تھے۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ بیان کرنے والوں کے حالات اور عقائد و کردار پر تفصیلی نظر ڈالی جائے۔ ورنہ یہ لوگ اپنے مطلب کی باتیں صحابہ کرام کی طرف اور کبھی کبھی صحابہ کے واسطے سے خود حضور سرور کائنات کی طرف منسوب کردیتے تھے، اس بارے میں نومسلم یہودی اور ایرانی باشندے کافی بدنام تھے۔ اس لئے بڑے بڑے محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل نے راویوں کے شخصی احوال کو بڑی تن دہی اور جاں فشانی کے ساتھ جمع کیا۔ یہ ائمہ جرح و تعدیل تقریباً سب کے سب تابعین (یعنی صحابہ کے شاگرد) ہیں۔

اس زمانہ میں علم سے مراد صرف علم حدیث ہوتا تھا اور ایسے لوگ اسی طرح لفظاً لفظاً یاد کیا کرتے تھے، جیسے قرآن مجید کو ایک حافظ یاد کیا کرتا ہے۔ اور کوشش کرتے تھے کہ

ایک ہی حدیث کو جتنے زیادہ صحابہ اور تابعین سے سن سکیں، سنیں تاکہ ان کا مجموعہ احادیث

زیادہ سے زیادہ موثق قرار پائے۔ اس مقصد کے لئے طالبانِ علم اپنی عمریں صرف کردیتے تھے اور بڑے بڑے طویل سفر کرکے حدیثوں کی سندیں حاصل کرتے تھے[1]

ان ائمہ حدیث نے حدیثوں کو جانچنے کے لئے یہ اصول مرتب کئے ہیں۔

اُصول تنقیح سب سے پہلے تو اصل مضمون حدیث کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر حدیث سے کوئی ایسی بات ثابت ہوتی ہے، جو قرآن مجید کے کسی حکم کے خلاف ہے، تو یقیناً وہ حدیث غلط ہے۔ رسول اللہ کا کوئی قول و فعل یا کوئی حال قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتا، لہذا وہ حدیث ناقابل قبول ہے چاہے اس کی سند میں بیان کرنے والے سب ہی نام سچے لوگوں کے بتاتے ہوں، اور چاہے بیان کرنے والا خود بھی سچا اور قابل اعتماد آدمی ہو، ایسی حدیث اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کوئی حکم حاصل کیا جائے۔

دوسرا درجہ متن کی جانچ پڑتال کا یہ ہے۔ اگر متن حدیث سے کسی شخص کی تعریف و توصیف، یا اس کی منقصت و برائی کے سوا کچھ اور نہ ثابت ہوتا ہو تو ایسی حدیثوں کو جانچ پڑتال سے خارج کردیا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ اپنی مشغول و منہمک زندگی میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں سے پڑا، اور یقیناً آپ نے کسی کو کبھی شاباش و آفرین بھی کہا ہوگا، کسی کو زجر و توبیخ بھی کی ہوگی۔ ایسی باتوں سے نہ کوئی حکم ثابت ہوتا ہے اور نہ حقیقی طور پر ہمارے لئے ان کا جاننا ضروری ہے، اور اس قسم کی روایتوں میں ایک بڑا حصہ وہ بھی ہے جو ہر ایک جماعت نے اپنے پیشوا کی تعریف و توصیف کے لئے بنا کر پھیلا دیا ہے، اس لئے بھی ایسی روایتیں قابل توجہ نہیں ہیں۔ مثلاً انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ والی حدیث بالاتفاق جعلی ہے[2]

اس طرح چھانٹنے کے بعد جو روایتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ ان میں سے ایسی روایتیں پھر چھانٹ کر علیحدہ کردی جاتی ہیں جن میں ذرا سے عمل پر بہت بڑی جزا، یا ذرا سی غلطی پر بہت بڑی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر روایتیں واعظوں اور مقرروں کے زور خطابت سے کچھ کی کچھ ہوگئی ہیں۔ اور ان سے ہماری زندگی کا کوئی مسئلہ یا عقاید کا کوئی نکتہ حل نہیں ہوتا، ان پر جرح و تعدیل اور تنقیح و تفحص میں وقت کون برباد کرے۔

---

[1] جامع بیان العلم لابن عبدالبر للقرطبی، [2] موضوعات ابوعلی القاری

اب بھی ایسی روایات باقی رہ گئیں جو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہیں اور عموماً اور عمر لوا ہی پر مشتمل ہیں ان کی جانچ پڑتال شروع ہوتی ہے۔ اور یہ جانچ پڑتال، کیفیت اسناد، تعداد اسناد، راویوں کے عقاید افکار، اعمال اور رائے کے قابل اعتماد یا ناقابل اعتماد ہونے پر بحث کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

حدیث کے مطالعہ سے پہلے کم از کم حسب ذیل اصطلاحات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

بعض ضروری اصطلاحات علم حدیث

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کو کہتے ہیں۔

(بعض لوگ اس میں صحابہ اور تابعین کے اقوال و آثار کو بھی شامل کر دیتے ہیں)

تقریر: اگر کوئی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و اطلاع کے اندر کیا گیا اور آپ نے باوجود علم و اطلاع منع نہیں فرمایا ہو تو اسے تقریر کہا جاتا ہے۔

اخبار: ان تمام روایتوں کو کہتے ہیں جن میں احکام نہ ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل مثلاً جہاد، صلح وغیرہ کی تفصیلات مروی ہوں۔

ایام: غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکایات و تفصیلات

آثار: صحابہ کرام کے اقوال، افعال، احوال کو، یا کسی تابعی کے اقوال افعال و احوال کو کہتے ہیں۔

سند: حدیث بیان کرنے والے شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک راویوں کے نام و نشان اور ان کے حدیث بیان کرنے کی دیگر تفصیلات کو کہتے ہیں۔ گویا کاتب سطور سید عبدالقدوس ہاشمی سے شروع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نام راویان حدیث کے آئیں گے وہ سند کہلائے گی۔ مثلاً:۔

قال عبد القدوس الہاشمی بن المطلاعہ اوسط حسین حدثنا شیخنا احمد[۲] حسن التونکی قال حدثنا الشیخ حسین[۳] بن محسن الیمانی قال حدثنا احمد بن محمد[۴] بن علی الشوکانی قال حدثنا الامام قاضی محمد[۵] بن علی الشوکانی قال حدثنا عبد[۶] القادر بن احمد الیمانی قال حدثنا السید[۷] سلیمان بن یحیی الصنعانی الاہدل قال حدثنا احمد بن محمد الاہدل قال حدثنا احمد[۸] بن محمد النخلی قال حدثنا محمد البابلی

قال حدثنا ابو العباس سالم بن محمد قال حدثنا النجم محمد بن احمد بن
علی قال حدثنا شیخ الاسلام زکریا الانصاری قال حدثنا الحافظ
ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی قال حدثنا نجم الدین
عبد الرحیم بن رزین الحموی قال حدثنا احمد بن ابی طالب الحجار
قال حدثنا حسین الزبیدی قال حدثنا ابو الوقت عبد الاول السجزی
الهروی قال حدثنا ابو الحسن عبد الرحمن بن مظفر الداودی
قال حدثنا عبد الله بن احمد بن حمویہ السرخسی قال حدثنا ابو عبد الله
محمد بن یوسف الفربری قال حدثنا ابو عبد الله محمد بن اسمعیل البخاری صاحب الجامع
الصحیح قال حدثنا الحمیدی عبد الله ابن الزبیر قال حدثنا سفیان قال حدثنا
یحیی بن سعید الانصاری قال اخبرنی محمد بن ابراهیم التیمی انه
سمع علقمة بن وقاص اللیثی یقول سمعت عمر بن الخطاب رضی الله
عنه علی المنبر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول

انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی فمن کانت هجرته

الی الله ورسوله او الی امرأة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه ۔

یہ پوری حدیث نمونہ کے لئے نقل کر دی گئی ہے۔ اس میں سے خط کشیدہ حصہ حدیث کا متن ہے۔ باقی سارا حصہ سند حدیث کہلاتا ہے۔

تحویل۔ سند کے درمیان میں سے کسی دوسری شاخ کا پیدا ہو جانا۔ مثلاً سند مندرجہ بالا میں سے عبد القادر بن احمد الیمانی محمد بن طیب المغربی سے بھی روایت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ بواسطہ امام مسلم بن حجاج القشیری پھر صحابہ سے مل جاتا ہے، یا شیخ الاسلام زکریا الانصاری سے شیخ شمس الدین محمد الرملی بھی روایت کرتے ہیں جن سے یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہوا احمد بن ابراہیم کردی تک آتا ہے۔ اور یہ ابراہیم الکردی ہیں جن سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی روایت کرتے ہیں۔ اس طرح جو شاخ در شاخ سند حدیث میں پیدا ہوتی ہے۔ اسے اصطلاحاً تحویل کہتے ہیں اور لکھنے میں ایک ح سے اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

صیغہ: اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ راوی اپنے شیخ کے بیان کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ

عموماً حسب ذیل قسم کے الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے ۔

(۱) قال حدثنا = (مختصراً ثنا) اس نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی۔

(۲) قال اخبرنا = (" نا) اس نے کہا کہ ہم کو خبر دی

(۳) قال انبأنا = (" انا) " " " اطلاع دی

(۴) سمعت یقول = ———— میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

(۵) عن فلان = ———— فلاں سے مروی ہے۔

ان پانچ الفاظ میں سے ہر ایک کا الگ الگ درجہ ہے - یہ سب جو بظاہر ہم معنی معلوم ہوتے ہیں، اصطلاحاً ہم معنی نہیں ہیں۔ روایت کی مختلف کیفیات کو ظاہر کرنے کا یہ اصطلاحی طریقہ ہے ۔ موثق اور قابل اعتماد ہونے میں ان کا تقریباً یہی درجہ ہے جو ترتیب مندرجہ بالا میں قائم کیا گیا ہے ۔اگرچہ بعض بعض راویوں نے خصوصاً دوسری صدی کے اواخر اور تیسری صدی کے اوائل میں ایک صیغہ کی جگہ دوسرا صیغہ بھی استعمال کیا ہے، لیکن بہر حال ان صیغوں کے استعمال کا صحیح مقام معلوم کرنا خصوصاً ائمہ جرح و تعدیل کی تصریحات کے بعد کچھ زیادہ مشکل کام نہیں۔

الجرح والتعدیل:- اس تنقید شخصیت کو کہتے ہیں جس میں کسی راوی کے شخصی احوال، اس کی سنجیدگی وغیر سنجیدگی، اس کے شیوخ و تلامذہ، اس کے عقاید و اعمال، اس کے ضبط و ثبت وغیرہ پر معاصرین کے اقوال و شہادات کی روشنی میں بحث کی جاتی ہے اور اور فیصلہ کیا جاتا ہے آیا اس کی بیان کردہ روایت قابلِ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔

اس فن میں عام طور پر تفصیلات زندگی کم مگر اس کی راویانہ زندگی کے احوال زیادہ بیان کئے جاتے ہیں، اور عام تبصرہ کے لئے چند اصطلاحی الفاظ رائج ہیں۔ مثلاً لا بأس به، (بہ ظاہر کوئی بُرائی نظر نہیں آتی مگر پھر بھی کوئی قابلِ تعریف آدمی نہیں ہے) وغیرہ وغیرہ۔

متابع:- وہ روایت جو کسی دوسری روایت کے بعض اجزاء یا پوری عبارت کی توثیق کردے، اگر خود اپنی سند کے اعتبار سے اول درجہ کی روایت ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح وہ سند جو کسی شاگرد کی اس کے استاد سے ملاقات اور اخذ علوم کو ظاہر

کرے، اس کی جمع متابعات۔

شاہد :- وہ روایت یا سند جو کسی دوسری روایت یا سند کی توثیق و تصدیق کرے، الفاظ متابع، شواہد کی جگہ اور شواہد کی جگہ مستعمل ہے مگر حقیقۃً ان دونوں میں باریک سا فرق یہ ہے کہ شواہد کل روایت یا کل سند کی توثیق کرتی ہیں، اور متابع کسی جزء کی

مُتَّصِل :- ہر اُس روایت کو کہتے ہیں جس کے راویوں کا ذکر سند میں روایت کرنے والے آخری شخص سے تابعی یا صحابی تک ہو، اور کوئی نام چھوٹ نہ گیا ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ راوی قابلِ اعتماد ہو۔ اگر تمام راوی ضعاف ہوں گے پھر بھی روایت متصل ہی کہلائے گی، اگرچہ قابلِ قبول نہ ہوگی۔

المسند :- ہر اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند متصل ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مل جائے، صحابی پر یا تابعی پر ختم نہ ہو جائے۔

المرفوع :- ہر وہ روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہو، چاہے متصل ہو یا نہ ہو۔

الموقوف :- وہ روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے کسی صحابی یا تابعی پر ختم ہو جائے۔ چاہے متصل ہو یا نہ ہو۔

المقطوع :- وہ روایت جو تابعی پر ختم ہو، (حضرت امام شافعی اور امام طبرانی کی خصوصی اصطلاح)

المرسل :- وہ روایت جس میں کسی تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو یعنی صحابی سے سننے کا ذکر نہ کرے۔

المنقطع :- وہ روایت جو غیر متصل ہو کہیں پر سے کسی راوی کا نام چھوٹ گیا ہو، عام طور پر یہ اصطلاح ان روایتوں کے لئے مستعمل ہے جن میں راوی نے تابعی کا نام چھوڑ دیا ہو، یا اس طرح راوی کا نام لیا ہو کہ وضاحت کے ساتھ راوی کی شخصیت سمجھ میں نہ آئے۔

المعضل :- وہ روایت جس میں دو راویوں کے نام چھوٹ گئے ہوں۔ چاہے ایک جگہ سے چھوٹ گئے ہوں چاہے دو جگہ سے، یا کسی راوی نے ایسے لفظ سے روایت کی ہو، جس سے حدیث کا کسی سے سننا ثابت نہ ہو۔ مثلاً مجھے فلاں کے بارے میں معلوم ہوا ہے، یا مجھے فلاں کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے۔

المعنعن :- وہ روایت جو عن فلاں عن فلاں کے ذریعہ کی گئی ہو، اور وضاحت

سے راوی یہ نہ بیان کرے کہ فلاں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، ویسے سند متصل ہو، تدلیس بھی نہ ہو، اور ہر شاگرد کا اپنے شیخ سے ملنا بھی ممکن ہو۔

التدلیس۔ اس عمل کو کہتے ہیں کہ راوی نے اپنے شیخ کا نام چھوڑ کر شیخ کے شیخ سے روایت کردی ہو۔ اور راوی ومروی عنہ کے مابین معاصرت ہو، لقا کا امکان بھی ہو، اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں، تدلیس الشیخ جس میں استاذ (شیخ) کا نام چھوڑ دیا جائے۔ تدلیس الاسناد۔ جس میں کسی راوی نے اپنے معاصرین سے بغیر سماع روایت کردی ہو، اسی طرح شیخ کا نام وضاحت سے نہ لیا جائے، مثلاً صرف کینت یا نسبت بیان کردیا جائے تو اسے بھی تدلیس کہا جائے گا۔

تدلیس کرنے والے راوی کو مُدَلِّسْ کہتے ہیں، اور سند یا روایت کو مُدَلَّسْ کہا جاتا ہے۔

الشاذ۔ وہ روایت جو کسی ثقہ راوی نے کی ہو مگر عام طور پر مشہور روایت کے خلاف ہو۔ یہ مخالفت سند میں ہو یا متن حدیث میں۔

المنکر۔ وہ روایت جس کا متن یا سند متن کا کوئی جزء یا سند کا کوئی راوی ایسا ہو جسے عام طور پر محدثین واہل علم نہ جانتے ہوں۔

الاعتبار۔ روایت حدیث میں اس عمل کو کہتے ہیں کہ جس میں راوی نے اپنے شیخ کے شیخ سے روایت کی ہو، اور اپنے شیخ سے بھی اسی روایت کو پیش کیا ہو۔ یا کسی دوسرے نے اس کے شیخ سے روایت کردی ہو۔

الافراد۔ کوئی خاص جماعت یا ایک فرد کوئی ایسی روایت کرے یا کسی روایت میں کمی بیشی کرے جو عام طور پر دوسرے ذرائع اور اسناد میں نہ ہو۔ اسے لفظ تفرّد بہٖ سے ظاہر کرتے ہیں۔

المعلّل۔ وہ روایت جس میں بظاہر کوئی نقص نہ معلوم ہو لیکن وسیع معلومات کے بعد غور و خوض کرنے پر کوئی خرابی نکل آئے ایسی خرابیوں کی دوسری اور تیسری صدی کے ان مسلم الثبوت ائمہ حدیث نے تصریح کردی ہے جن کی معرفت حدیث تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

المضطرب۔ وہ روایت جو مختلف سندوں اور مختلف متون کے ساتھ مروی ہو، اور کوئی ایک دوسرے کی تائید نہ کرے۔ مثلاً مہدی کے متعلق روایتیں، ایسی روایتیں تمام تر

ساقط و ناقابل اعتبار ہوتی ہیں)

المدرج: (۱) وہ روایت جس میں راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کرکے بغیر توضیح اپنا یا کسی دوسرے کا قول بھی روایت کر دے۔

(۲) یا دو اسنادوں سے دو متن مروی ہوں اور راوی ایک ہی سند سے دونوں کی روایت کر دے۔

(۳) یا دو تین اسنادوں سے ایک ہی متن کی روایت کر دے۔

(ایسا کرنا ناجائز ہے، اگر کسی راوی کا یہ عمل کسی ایک جگہ ثابت ہو گا تو دوسری تمام روایتیں بھی جو اس نے روایت کی ہوں گی ساقط قرار پائیں گی)

الموضوع: وہ روایت جو بناوٹی ہو اور کسی راوی نے اپنے ذہن و دماغ سے پیدا کر لی ہو چاہے یہ ذہنی تخلیق کسی روایت میں ایک لفظ کی ہو یا کسی سند میں ایک راوی کے نام کی، چاہے لفظی ہو یا معنوی تخلیق ہو۔

المقلوب: جس میں کسی سند کے ناموں کو آگے پیچھے کر دیا گیا ہو۔ یا کسی نام کی جگہ دوسرا نام رکھ دیا گیا ہو، یا متن حدیث میں کوئی لفظ آگے پیچھے یا تبدیل کر دیا گیا ہو، مثلاً حدیث الاعتصام میں لفظ سنتی کی جگہ اہل بیتی بنا کر بعض لوگوں نے روایت کر دیا ہے۔

الغریب: وہ روایت جس کی سند میں کسی جگہ شیخ سے ایک ہی راوی روایت کرے، اور اس شخص سے وہی روایت دوسرا کوئی شاگرد نہ کرتا ہو بلکہ وہ اپنی روایت میں منفرد ہو۔ متن حدیث میں غریب، عام طور پر عربی زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ کے سوا غیر مانوس لفظ کو کہتے ہیں۔

المعلّق: وہ روایت جس میں راوی نے سلسلۂ روایت میں کسی مقام پر یہ تصریح چھوڑ دی ہو جس سے حدیث کا بیان کرنا ثابت ہو سکے بلکہ شاگرد اور شیخ کے نام مسلسل بیان کر دیئے ہوں۔

المسلسل: وہ روایت جس میں کسی خاص اور ممتاز طریقہ بیان حدیث کا تسلسل موجود ہو مثلاً کسی سند میں سب کے سب رواۃ نے روایت کی تصریح ایک ہی لفظ سے کی ہو جیسے سب حدثنا کہیں، یا سارے راوی ایک ہی نسبت رکھتے ہوں، مثلاً سب دمشقی ہوں۔

العزیز: وہ روایت جس کی سند میں دو جگہ یہ صورت حال واقع ہو کہ شیخ سے صرف ایک ہی شاگرد روایت کرتا ہو تو اس روایت کو العزیز کہا جائے گا۔ الغریب اور العزیز میں صرف اس قدر فرق ہے کہ اگر سند میں ایک جگہ راوی منفرد ہو تو الغریب اور ایک سے زیادہ جگہ ہے تو العزیز۔

الصحیح: وہ روایت ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی، عادل، ضابط ہوں، روایت شاذ اور معلل نہ ہو چاہے وہ حدیث دوسرے قسم کے عیوب روایت رکھتی ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) الصحیح لذاتہ = جس میں صحیح کے مندرجہ بالا صفات موجود ہوں۔

(۲) الصحیح لغیرہ = جس میں اگرچہ مندرجہ بالا صفات مکمل موجود نہ ہوں۔ مگر دوسری روایتوں سے اس کی تائید و توثیق ہو جائے۔

الحسن: اگر کوئی روایت ایسی ہو کہ اس کے رواۃ مشاہیر ہوں کوئی مجہول نہ ہو لیکن عقل و ضبط میں اس درجہ تک نہ ہوں جو صحیح کیلئے ضروری ہے تو وہ روایت روایت حسن ہے۔ اگر کسی تائیدی روایت سے اس کی یہ حیثیت قائم ہو تو ایسی روایت الحسن لغیرہ ہے۔ لیکن ائمہ حدیث کی اکثریت الحسن لغیرہ کو ضعیف روایت قرار دیتی ہے۔ چاہے ہزاروں ہی طرق سے بیان کی جائے۔

عدالت: راوی حدیث کے لئے عادل و ضابط کی شرط ہے۔ وہ مقدمات میں صفت عدالت شاہد سے کسی قدر مختلف ہے راوی کے عادل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عاقل، بالغ اور متقی و پرہیزگار ہو، حلال روزی کھاتا ہو، گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا ہو، گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرے، کذب، بہتان، فسق اور جمہور صحابہ کرام کے معروف عقاید و اعمال سے اختلاف نہ رکھتا ہو، اس قدر غیر معروف بھی نہ ہو کہ کوئی معاصر اس کے حالات، عقائد اور کردار سے باخبر ہی نہ ہو، سنجیدہ اور خوش معاملہ ہو، کہیں راستہ میں کھاتا ہوا یا راستوں پر غیر سنجیدہ حرکات کا ارتکاب کرتے ہوئے نہ دیکھا گیا ہو، بدعات سے محترز ہو، اور فرائض کی پوری پابندی کرتا ہو۔

ضبط: راوی کے ضابط ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان سے کم از کم اتنا واقف ہو کہ حدیث کی عبارت کا صحیح مفہوم پوری طرح سمجھ لے، حرکات کی تبدیلی سے جو فرق معانی میں آ جاتا ہے اس سے کما حقہ واقف ہو، حافظہ اتنا

ہو کہ راویوں کے نام اور حدیث کی عبارت کو یاد نہ رکھ سکے۔ قوت کلام اتنی ہو کہ صحیح طور پر حدیث روایت کر سکے، اس نے حدیث کسی شیخ سے باضابطہ شاگردی کر کے سنی ہو اور اس سے روایت کی اجازت حاصل کی ہو، ایسی صورت نہ ہو کہ کسی نوشتہ میں دیکھ کر یا وعظ کہتے ہوئے کسی واعظ سے سن کر حدیث روایت کرے۔ راوی کی عمر اتنی زیادہ نہ ہو کہ نسیان کا غلبہ ہونے کا اندیشہ ہو، اتنی کم نہ ہو کہ بچگانہ تعامل اور ظاہرداری کا ارتکاب کرے۔

تَعَامُل :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ نے دیکھا، ان سب کو حضورؐ کا ارشاد و ہدایت یہ تھی کہ میرے ہر قول و فعل کو غور سے دیکھو، سمجھو، کہیں شبہ ہو تو پوچھ لیا کرو، انھیں یاد رکھو کبھی نہ بھولو، دوسروں کو یہ باتیں سناؤ، اور سکھاؤ، ان ہی بزرگوں کو دیکھ کر ان کے شاگردوں یعنی تابعین سے دین سیکھا، اور ان تابعین سے پھر تابعین کے بعد والی نسلیں اور اُن کے شاگرد تبع تابعین نے۔ اعمال و عقائد کے اسی مسلسل چلنے سکھانے کو تعامل اُمت کہا جاتا ہے۔ امت اسلامیہ کے عقائد و اعمال اسی مسلسل درس و تدریس پر قائم ہیں۔ اور اسی پیمانہ پر راویانِ حدیث کے عقاید، اعمال اور احوال کو جانچا جاتا ہے اگر کسی نے ایسی انجوبہ روزگار حرکت کی جس کا کوئی نشان تعامل اُمت میں نہ مل سکے تو وہ ہزار سندیں پیش کرے، ناقص السیرۃ اور منکر الاعمال کہلائے گا کیونکہ اتنی بڑی قوم کا کسی کذب و افترا پر اتفاق عقلاً و عادتاً محال ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صحابہ اور تابعین کے مابین بعض تفصیلات و جزئیات میں اختلافات بھی تھے، لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ دین کے اصولی مسائل اور معاملات کے کلی قوانین میں متفق تھے، اور بہرحال ما بہ الاتفاق امور ما بہ الاختلاف سے بہت زیادہ تھے۔ صحابہ کے اختلاف سے متعلق عام طور پر اہلِ علم کا مسلک یہ ہے کہ وسعت عمل کے لئے مفید ہے، مضر نہیں۔ ورنہ شدید قسم کی سخت گیری سے ذہنی گھٹن پیدا ہو جائے گا جو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴ ——— ۲۵۶ھ

ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ الجعفی البخاری، سب سے زیادہ مشہور، مقبول محدث صحاح ستہ کی اولین اور مقبول ترین کتاب الجامع الصحیح کے مؤلف، جمعہ کی رات ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بمقام بخارا پیدا ہوئے۔ بخارا موجودہ روسی مقبوضات ایشیا میں جمہوریہ تاجکستان کے صدر مقام شہر سمرقند سے بجانب مغرب تقریباً ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر وہ تاریخی شہر جو ابتدائے فتوحات اسلامی سے ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں بالشویک روس کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے تک ہمیشہ اسلامی علوم کا مرکز اور مشاہیر علماء کا وطن رہا ہے۔

امام بخاری کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور ان کی تعلیم و تربیت ان کی والدہ ماجدہ کی توجہات کے ماتحت ہوئی۔ یہ بڑی دین دار اور تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ محلہ کے مکتب سے امام بخاری نے معمولی نوشت و خواند اور ضروری حساب کتاب سیکھنے کے علاوہ قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ نو سال کی عمر میں یہ حافظ قرآن ہو چکے تھے۔ اور اپنی غیر معمولی قوتِ حافظہ کی وجہ سے بڑے اچھے حافظ تھے۔

اپنی عمر کے دسویں سال سے انھوں نے علمِ حدیث کی طرف توجہ شروع کی۔ اللہ جل جلالہ کو ان سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی گراں قدر خدمت لینی مقصود تھی، اس لیے انھیں حیرت ناک قوتِ حافظہ بھی عطا کی تھی۔ ۲۱۰ھ تک جب کہ ان کی عمر صرف سولہ سال ہوئی تھی انھوں نے اس فن میں خاصی بصیرت حاصل کر لی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ علمِ حدیث کی طلب سے دنیا بھی ملتی تھی اور دین بھی، اس زمانہ میں علم، صرف فن حدیث ہی کو کہا جاتا تھا جن لوگوں کو امراء، حکام اور خلفاء کے سامنے

غیر معمولی اعزاز و اکرام حاصل تھا، وہ اکثر علمائے حدیث تھے، اور جن کو عوام اپنی عقیدت ومحبت کا مرکز بناتے تھے وہ سب کے سب علمِ حدیث کے خادم ہی ہوتے تھے۔ اس لئے ہر حوصلہ مند نوجوان طالب علم کے دل میں یہ ذوق پیدا ہوتا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اساتذہ سے علمِ حدیث کو حاصل کرے، اور اس فن میں کامل سے کامل تر مقام اسے مل سکے، نوجوان امام بخاری کے دل میں بھی ابتداءً اگر یہی خیال آیا ہو اور انھوں نے غیر معمولی جد وجہد اس فن کے حصول میں کی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن جیسا کہ ان کی آئندہ زندگی میں ہم دیکھتے ہیں، شاید بعد کو انھوں نے امرائے وقت، حکام اور خلیفہ سے دور رہنے اور خالص حصولِ رضائے خداوندی کے لئے علمِ حدیث کی خدمت کرنے کا اپنے دل میں تہیہ کر لیا تھا، وہ اپنی زندگی میں سخت پابندِ سنت، عابد وزاہد، متقی و پرہیزگار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی غیر معمولی حد تک مخلص آدمی تھے۔ انھوں نے دنیاوی جاہ ومنصب، اور تقربِ دربار کی نہ صرف کبھی کوشش نہیں کی بلکہ انتہائی سعی کے ساتھ اپنے آپ کو ان جھمیلوں سے الگ رکھ کر صرف خدمتِ حدیث کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

سفرِ حج

۲۱۰ھ میں وہ اپنی والدہ ماجدہ اور بھائیوں کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائگی کے لئے حرمین گئے، والدہ صاحبہ اور دوسرے بھائی تو حج وزیارت کے بعد واپس چلے آئے لیکن امام بخاری وہیں رہ گئے۔ حجاز، یمن، شام، عراق، اور دیگر اسلامی مراکز میں رہ کر علمِ حدیث کی تحصیل کی، اور وہ کمال حاصل کیا کہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم حدیث تسلیم کئے جانے لگے۔ ان کا حافظہ اور بصیرت اس قدر غیر معمولی تھی کہ سو سو متون حدیث کی اسناد کو ایک دوسرے سے مخلوط کر کے ان کے سامنے امتحاناً پیش کیا گیا، اور امام بخاری نے نہایت اعتماد کے ساتھ اپنے حافظہ سے ساری سندیں سلجھا کر متون حدیث کو بیان کر دیا۔ ان کے معاصرین کی رائے ان کے متعلق یہ ہے کہ حضرت امام مسلم صاحب الصحیح انھیں امیر المومنین فی الحدیث کہتے تھے۔ حافظ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے بخاری سے بڑا کوئی عالم حدیث نہیں، امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ خراسان نے بخاری کے پایہ کا کوئی عالم ہی نہیں پیدا کیا، ابو عمر الخفاف کی رائے ہے کہ وہ امام اسحٰق اور امام احمد سے بیس گونہ زیادہ عالم ہیں۔

امام بخاری دورانِ تعلیم وتحصیل میں بھی گھر آتے جاتے رہتے تھے، اور آخر میں

بھی وہ اپنے گھر پر ہی تھے جب کہ انھیں حاکم صاحب نے قرآن مجید کے کلام ازلی ہونے کا فتویٰ دینے کے جرم میں بخارا سے نکال دیا۔ اور امام بخاری ۲۵۶ھ میں عیدالفطر کی رات کو سمرقند اور بخارا کے مابین ایک قریہ میں جو اس زمانہ میں خرتنگ اور آج کل قریہ خواجہ صاحب کہلاتا ہے اور سمرقند سے جانب مغرب تقریباً انیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ وجزاہ خیراً۔

امام بخاری کے اساتذہ کی فہرست لکھنا آسان نہیں پوری ایک کتاب چاہیئے۔ انھوں نے اس زمانہ کے تمام قابل ذکر شیوخ سے علم حاصل کیا تھا جن میں دو چار مشہور ترین مندرجہ نام یہ ہیں۔ مکی بن ابراہیم بلخی، عبداللہ بن موسیٰ عبسی، ابو عاصم شیبانی، علی بن المدینی امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عبداللہ بن زبیر حمیدی؛

یہی حال ان کے تلامذہ کا ہے، ابو عیسیٰ ترمذی، ابو عبداللہ فربری اور الکشمیہنی کی طرح کے ایک لاکھ سے زیادہ طالب علموں نے ان سے علم حاصل کیا، اپنے وقت میں یہ علم حدیث کے ایک دریائے ذخار تھے جس سے علم کی تشنگی بجھانے کے لئے ہر طالب علم آتا تھا اور اپنے ظرف وطلب کے موجب سیراب ہو کر جاتا تھا۔

تصانیف

ان کی سب سے زیادہ مشہور کتاب الجامع الصحیح ہے جس کا پورا نام امام بخاری نے الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایامہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور ان کے احوال سے متعلق روایات صحیح و مسند کا مجموعہ) رکھا ہے۔ یہ کتاب اتنی مشہور اور اس قدر مقبول ہے کہ حدیث کا سب سے بہتر مجموعہ اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ امام بخاری نے یہ کتاب سولہ سال کی مسلسل محنت و تحقیق کے بعد تالیف کی۔

اب تک صحیح بخاری کی سو سے زیادہ شروح اور حاشیے مختلف زبانوں میں لکھے جا چکے ہیں، اس کی سب سے پہلی شرح غالباً امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ نے لکھی، بعض مشہور شرحیں یہ ہیں:

(۱) فتح الباری، مصنفہ امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ

(۲) عمدۃ القاری، مصنفہ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ

(۳) التلویح ، مصنفہ حافظ علاء الدین مغلطائی بن قلیج الترکی المتوفی ۷۶۲ھ

(۴) ارشاد الساری مصنفہ الفاضل شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ

(۵) الکواکب الدراری مصنفہ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف الکرمانی المتوفی ۷۸۶ھ

(۶) مصابیح الجامع مصنفہ علامہ بدرالدین محمد بن ابی بکر الدمامینی المتوفی ۸۲۸ھ

شروح کے علاوہ بہت سے لوگوں نے صحیح البخاری کا مختصر لکھا۔ اور بہت سے بزرگوں نے رجال بخاری پر مستقل کتابیں لکھیں۔ مثلاً احمد بن محمد بن الحسین الکلاباذی المتوفی ۳۹۸ھ والقاضی ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی المتوفی ۴۷۴ھ وغیرہما،

امام بخاری نے اس کتاب میں ۷۲۷۶ حدیثیں بسند صحیح درج کی ہیں، ــــ ایسا واقعہ نہیں ہے، توابع اور شواہد میں یہ اہتمام باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ صحیح اسناد پر مروی روایات کا یہ سب سے بڑا مجموعہ ہے۔ اور اُمتِ اسلامیہ میں جو اسے حسن قبول حاصل ہے یہ کتاب اس کی یقیناً مستحق ہے۔

امام بخاری نے اس مقبول و مبارک کتاب کے علاوہ اور بھی چند کتابیں تالیف کیں، ان میں سے تاریخ البخاری جو حاملین فن حدیث کا تذکرہ ہے، اور ادب المفرد جو اخلاقی حدیثوں کا مجموعہ ہے، عام طور پر قابلِ حصول ہے۔ تاریخ البخاری کے متعلق مشہور ہے کہ امام بخاری نے تین کتابیں، کبیر، وسیط اور صغیر اس سلسلہ میں تالیف کی تھیں مگر اس وقت ایک ہی ملتی ہے۔ غالباً وہ وسیط ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ اور بھی چند رسالے بخاری کی طرف منسوب ہیں۔

امام بخاری کی سوانح عمری پر عربی، اردو اور انگریزی میں متعدد چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ جن سے اُن کا مکمل تذکرہ مل سکتا ہے۔ مرحوم مولانا عبدالسلام مبارک پوری کی کتاب سیرۃ البخاری میں تفصیلی حالات مل جاتے ہیں۔ امام ابن حجر العسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں بھی تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ ان ماخذوں کے علاوہ مشاہیر اسلام کا کوئی تذکرہ ان کے حالات سے خالی نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقوقِ والدین، اولاد، رشتہ دار، ہمسایہ و یتیمان

(۱) اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے لوگوں کو والدین کے ساتھ احسان کی ہدایت کی ہے ابو نصر احمد بن محمد بن الحسن بن حامد بن ہارون بن عبدالجبار البخاری معروف بہ ابن النبیا کی نے جب کہ ۸۰ھ ہجری میں وہ حج کے لئے ہمارے ہاں آئے تھے یہ روایت کی، بہ ایں طور کہ یہ کتاب ان کے سامنے پڑھی گئی اور انھوں نے اس کا اقرار کیا کہ اسی طرح ان کو ابوالخیر احمد بن محمد بن الجلیل بن خالد بن حریث البخاری الکرمانی العبقسی البزار نے ۳۲۰ھ میں یہ کتاب سنائی تھی اور کہا تھا کہ ان سے ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن الاحنف الجعفی البخاری نے بیان کیا کہ ان سے ابوالولید نے، اور ابوالولید سے شعبہ نے اور ان سے ولید بن العیزار نے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ابو عمرو شیبانی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ سے اس گھر کے مالک نے بیان کیا۔ (اور عبداللہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا) انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا، عرض کیا پھر کون سا فرمایا، باپ ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، عرض کیا پھر کون سا، فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد۔ کہا (راوی نے) مجھ سے انھوں نے یہ حدیث بیان کی، اور اگر میں زیادہ چاہتا تو وہ اور زیادہ بیان کرتے؛

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے، انھوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں، اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔

(۲) **ماں کے ساتھ نیک سلوک** حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کس کے ساتھ نیک سلوک کروں۔ فرمایا، اپنی ماں کے ساتھ، پھر عرض کیا، کس کے ساتھ نیک

سلوک کروں؟ فرمایا، اپنی ماں کے ساتھ، پھر عرض کیا، کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا، اپنے باپ کے ساتھ ۔ پھر قریب سے قریب تر کے ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا، اور اُس نے کہا، میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیام دیا، اُس نے انکار کردیا، اور ایک دوسرے آدمی نے پیام دیا، عورت نے اُس سے نکاح کرنا پسند کرلیا۔ مجھے بڑی غیرت آئی اور میں نے اس عورت کو قتل کردیا۔ کیا میرے لئے توبہ ممکن ہے؟ کہا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا، نہیں، کہا تو جا اللہ سے توبہ کر اور جس قدر ممکن ہو خدا کا تقرب حاصل کر، اس پر میں گیا اور میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا، آپ نے اُس سے یہ کیوں پوچھا تھا کہ ماں زندہ ہے؟ کہا، میں نہیں جانتا کہ ماں کے ساتھ نیک سلوک سے زیادہ اللہ سے قریب تر کرنے والا کوئی دوسرا عمل ہوسکتا ہے۔

(۳) باپ کے ساتھ نیک سلوک

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، عرض کیا پھر کس کے ساتھ، فرمایا، اپنی ماں کے ساتھ، عرض کیا پھر کس کے ساتھ، فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا، اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرو، اُس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ، اُس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے پھر فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، اُس نے چوتھی بار پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی والدہ کے ساتھ، پانچویں بار پھر اُس نے وہی عرض کیا تو فرمایا، اپنے باپ کے ساتھ۔

(۴) والدین کے ساتھ اگرچہ وہ ظلم کریں تم نیکی ہی کرو

حضرت ابن عباس سے مروی ہے انھوں نے کہا، کسی مسلمان کے اگر باپ ماں ہیں اور وہ صبح کو ان کی خیریت دریافت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ اور اگر اس نے والدین میں سے کسی کو ناراض کردیا تو اللہ اس شخص سے اس وقت تک راضی نہ ہوگا جب تک کہ وہ راضی نہ ہوجائیں۔ ابن عباس سے کہا گیا، اگر باپ ماں ظلم کریں جب

بھی، کہا، ظلم کریں جب بھی۔

(۵) والدین سے نرم گفتگو

طیلہ بن میاس کہتے ہیں کہ میں جنگ میں تھا، وہاں بعض گناہ سرزد ہوئے جو مجھے گناہِ کبیرہ ہی معلوم ہوتے تھے۔ میں نے ابن عمرؓ سے ان کا ذکر کیا۔ کہا وہ گناہ کیا ہیں۔ میں نے کہا یہ ہیں، یہ ہیں، کہا۔ یہ تو گناہِ کبیرہ نہیں ہیں۔ گناہ کبیرہ تو نو ہیں۔ شرک، قتل نفس، جہاد سے فراری، قذف محصنہ (شریف عورت پر الزام زنا) سود خواری، مال یتیم کھانا، مسجد میں الحاد (دین کا) مذاق اُڑانا اور والدین کا بیٹے کی نافرمانی کی وجہ سے رو پڑنا۔ ابنِ عمرؓ نے کہا کہ تم جہنم سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں جاؤ؟ کہا خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں، کہاں تمھارے والدین زندہ ہیں؟ کہا والدہ ہیں، کہا خدا کی قسم اگر تم اُس سے نرمی سے باتیں کرو اور اس کو کھلاؤ تو جنت میں ضرور جاؤ گے بشرطیکہ گناہِ کبیرہ سے اجتناب کرو۔

حضرت عروہ سے مروی ہے انھوں نے یہ آیت پڑھی کہ (رحمت سے اپنے عاجزی کے بازو ان کے سامنے جھکا دو) اور کہا کہ ان سے کوئی ایسی چیز جو وہ چاہیں، دریغ نہ کرو۔

(۶) جزائے والدین

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ایک بیٹا اپنے والدین کو اس کے سوا کوئی جزا نہیں دے سکتا کہ اگر انھیں غلام و لونڈی پائے تو خرید کر آزاد کر دے۔

ابنِ عمرؓ نے ایک بار ایک یمنی کو دیکھا کہ اپنی پیٹھ پر ماں کو لئے ہوئے طواف کعبہ کر رہا ہے۔ اور یہ شعر پڑھتا جاتا ہے۔ ؎

میں اس کے لئے ایک سواری کا اونٹ ہوں جب سواروں کو ڈرایا جائے تو میں ڈرتا نہیں

پھر اُس نے کہا اے ابنِ عمر! کیا میں نے ماں کا بدلہ دے دیا؟ ابن عمر نے کہا نہیں اس کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہ ہوا۔ پھر ابن عمر نے طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ ہر دو رکعتیں اس سے قبل کے لئے کفارہ ہو جاتی ہیں۔

حضرتِ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مروان نے انھیں اپنا جانشین بنا دیا تھا، اور ذی الحلیفہ میں تھے۔ ان کی والدہ کچھ دور پر ایک گھر میں تھیں۔ جب وہ گھر سے نکلنا چاہتے تھے تو دروازے کے قریب کھڑے ہو کر کہتے تھے، اماں جان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہ جواب میں کہتیں، فرزند عزیز وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس کے بعد یہ

کہتے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، جیسا کہ آپ نے میری بچپن میں پرورش فرمائی' اور وہ کہتیں خدا تم پر رحم فرمائے جیسا کہ تم نے بڑھاپے میں میرے ساتھ نیک سلوک کیا. جب وہ واپس گھر میں آنے لگتے تو پھر ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کی بیعت کرنے کو حاضر ہوا اور ماں باپ کو گھر میں روتے ہوئے چھوڑ آیا تو آپ نے فرمایا۔ واپس جاؤ۔ جیسے تم نے انھیں رُلا دیا ہے. انھیں ہنسا دو۔

ابو حازم سے روایت ہے کہ ہانی بنت ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ابو مرہ نے بیان کیا کہ ایک بار وہ ابو ہریرہؓ کے ساتھ ان کے وطن العقیق میں گئے۔ جب ابو ہریرہ اپنے وطن میں پہنچے تو بڑی اونچی آواز میں کہا۔ اماں جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ پر اللہ رحم فرمائے. جیسا کہ آپ نے میری بچپن میں پرورش فرمائی ہے۔ ان کی والدہ نے جواب دیا، فرزند عزیز! اور تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے اور تم سے راضی ہو جیسا کہ تم نے بڑھاپے میں نیک سلوک کیا۔ موسیٰ نے کہا کہ ابو ہریرہ کا نام عبداللہ بن عمرو تھا۔ (مترجم) حضرت ابو ہریرہؓ کے نام کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ کیونکہ یہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں' لیکن قریب بہ صواب قول یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔

(۷) والدین کی نافرمانی کرنا

ابوبکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ سب سے بڑے گناہ کبیرہ تمھیں نہ بتا دوں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں؟ آپ نے فرمایا، اللہ کا کسی کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا آپ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے' اور فرمایا، ہاں اور جھوٹی باتیں بنانا' اس کو بار بار کہتے رہے' حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا کاش کہ حضور خاموش ہو جاتے۔

مغیرہ بن شعبہؓ کے منشی وراد کا بیان ہے کہ ایک بار معاویہؓ رضی اللہ عنہ نے مغیرہؓ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث لکھ بھیجیں تو مغیرہ نے مجھ ہی سے لکھوایا کہ میں نے آپ کو کثرت سوال' بربادی مال اور غیر ضروری بحث سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے۔

(۸) جو اپنے والدین پر لعنت کرے اُس پر خدا کی لعنت

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی ایسی بات بھی بتائی ہے۔ جو دوسروں کو نہیں بتائی، علیؓ نے کہا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی بات تو نہیں بتائی جو اوروں کو نہیں بتائی ہو بجز اس کے جو میری تلوار کے میان میں ہے، پھر ایک نوشتہ نکالا (تلوار کی میان میں سے) اس میں لکھا ہوا تھا کہ جو اللہ کے سوا کسی نام پر ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت۔ جو زمین کی حدبندی کا نشان چرلے اُس پر اللہ کی لعنت، جو اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر اللہ کی لعنت، اور دین میں کسی نئی بات کی پرورش کرے اس پر اللہ کی لعنت۔

(۹) اگر گناہ نہ ہو تو والدین کی اطاعت کی جائے

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نو باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اگر تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے پھر بھی شرک نہ کرنا۔ فرض نماز کبھی عمداً نہ چھوڑنا، جس نے عمداً نماز چھوڑ دی اُس سے رہبری کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ کبھی شراب نہ پینا، شراب ہر برائی کی کنجی ہے۔ اپنے والدین کی اطاعت کرنا، اگر یہ کہیں کہ دنیا چھوڑ دو تو اُن کے لئے دنیا چھوڑ دینا والیانِ حکومت سے جھگڑے نہ کرنا، اگرچہ دیکھو کہ تم ہی تم ہو۔ جنگ سے کبھی نہ بھاگنا اگرچہ تم ہلاک ہو جاؤ اور تمھارے سب ساتھی بھاگ جائیں۔ اپنی بیوی کو اپنے پاس سے خرچ دینا، اپنی بیوی پر ڈنڈا نہ اٹھانا اور اللہ عزوجل سے اُسے ڈراتے رہنا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا، اور عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں ہجرت کی بیعت کرنے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں، آپ نے فرمایا۔ واپس جاؤ، جیسے اُن کو رلایا ہے اُنھیں ہنسا دو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص جہاد کے لئے آیا، آپ نے فرمایا تمھارے والدین زندہ ہیں؟ اُس نے کہا، ہاں، آپ نے فرمایا، جاؤ اُن کی خدمت کرو یہی جہاد ہے۔

(۱۰) والدین کو پائے اور جنت میں نہ جائے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ضرور جنت میں

جائے گا) کہنے والے کے منہ پر خاک، کہنے والے کے منہ پر خاک، کہنے والے کی ناک خاک آلود، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس نے کہا، فرمایا کہ جس کے والدین یا ان میں سے ایک بھی اس کی زندگی میں بوڑھے ہو گئے۔ اور وہ جہنم میں جائے۔

(مترجم) یعنی بڑا بدنصیب ہے جو بوڑھے باپ ماں کی خدمت کرکے جنت نہ حاصل کرے۔

(۱۱) جس نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا خدا اس کی عمر زیادہ کرتا ہے حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اُسے خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔

(۱۲) مشرک باپ کے لئے دعائے مغفرت نہ کرنا چاہیے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا قرآن مجید کی آیت اما یبلغن عندک الایۃ۔ سورہ برات کی آیت ما کان للنبی الایۃ سے منسوخ ہو گئی۔[1]

(۱۳) مشرک باپ سے بھلائی کرنا حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا۔ میرے بارے میں قرآن مجید کی چار آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ میری والدہ نے قسم کھالی تھی کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا وہ کچھ نہ کھائیں گی اور نہ پئیں گی۔ اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (اگر والدین اس کی کوشش کریں کہ تم جہالت سے میرا کسی کو شریک بناؤ تو تم ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا میں اُن کے ساتھ نیکی کرتے رہنا) دوسری بار ہوا یہ کہ مالِ غنیمت میں ایک تلوار پائی، مجھے یہ تلوار بڑی پسند آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے بخش دیں، اس پر آیت نازل ہوئی (لوگ تم سے مالِ غنیمت

---

[1] ان دونوں آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔ پہلی آیت، اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو انھیں اُف نہ کہو، اُن سے اچھی طرح باتیں کرو، اور کہو کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے ہماری بچپن میں پرورش فرمائی تھی۔ دوسری آیت سورۃ براۃ یعنی سورۃ توبہ کی، نبی کے لئے اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، ان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں، اگرچہ وہ قرابت دار ہوں، اس کے بعد جب کہ یہ واضح ہو گیا ہو کہ یہ لوگ جہنم والے لوگ ہیں۔ (مترجم)

کے متعلق سوال کرتے ہیں)، تیسری بار یہ ہوا کہ میں بیمار پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو آئے تو میں نے اپنے آدھے مال کی وصیت کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے منع فرمایا پھر میں نے ایک تہائی کو کہا، آپ خاموش رہ گئے، اور یہی تہائی مال کی وصیت کا حکم جاری ہو گیا۔ چوتھی آیت اس طرح نازل ہوئی کہ ایک بار میں نے انصار کے چند لوگوں کے ساتھ شراب پی، ایک شخص نے اونٹ کے نچلے جبڑے کی ہڈی سے میری ناک پہ مار دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ عزوجل نے شراب کی حرمت والی آیت نازل فرمائی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، رسول اللہ کے زمانہ میں میرے پاس میری ماں اسلام کی طرف راغب ہو کر آئیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں، ابن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ آیت (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے سے تمھیں منع نہیں کرتا جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قابل دید پیراہن فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہ اس پیراہن کو خرید لیجئے اور جمعہ کے دن یا جب کوئی وفد آئے اسے پہنا کیجئے۔ فرمایا اسے وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں، اس کے بعد رسول اللہؐ کے پاس ویسے ہی کئی پیراہن آگئے۔ آپ نے ایک ان میں سے حضرت عمر کو بھیج دیا۔ عمر نے عرض کیا۔ میں اسے کیسے پہنوں گا، آپ نے تو اس کے متعلق ایسا کہا تھا۔ فرمایا۔ میں نے تمھیں اس لئے نہ دیا تھا کہ تم خود پہنو، بلکہ اس لئے کہ فروخت کر دو یا کسی کو دے دو۔ اس کے بعد عمر نے اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ میں تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

۱۴) والدین کو گالی نہ دی جائے

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اپنے باپ ماں کو گالی کوئی کیسے دے گا، فرمایا وہ کسی اور شخص کو گالی دے گا، اور وہ شخص اس کے باپ ماں کو گالی دے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کو گالی سنوائے، یہ اللہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۱۵) والدین کی نافرمانی کا عذاب

حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (والدین) کی نافرمانی اور قطع رحم سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں جس کا عذاب فوراً ہی ہونا چاہیئے اور جو عذاب باقی رہ جاتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زنا، شراب خواری اور چوری کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ و رسول اس کو بہتر جانتے ہیں، فرمایا یہ سب بے حیائیاں ہیں اور اُن پر عذاب ہو گا ہاں! اور سب سے بڑے گناہ تمھیں نہ بتادوں۔ وہ ہیں، اللہ عزوجل کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی، آپ اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ اور جھوٹا بیان۔

(۱۶) والدین کو رُلانا

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ والدین کو رُلانا، نافرمانی ہے اور گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔

(۱۷) والدین کی دعاء

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں وہ ہیں جن کی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعاء، اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے دُعا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بچہ بجز عیسٰی بن مریم اور جریج والے بچے کے اپنے پالنے میں نہیں بولا، لوگوں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! جریج والا بچہ کون ہے۔ فرمایا، جریج ایک عابد و زاہد تھا جو اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا، ایک گائے چرانے والا اس کی خانقاہ کے نیچے ٹھیرا کرتا تھا۔ گاؤں میں ایک عورت بھی جو اس چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی۔ ایک دن ہوا یہ کہ جریج نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی ماں آگئی، اُس نے پکارا جریج! جریج نے دل میں سوچا کہ ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز اس نے نماز کو ترجیح دی، ماں نے دوبارہ پکارا، جریج نے دل میں کہا کہ نماز ہے اور ماں ہے، پھر اُس نے نماز کو ترجیح دی

جریج نے ماں کو جواب نہیں دیا تو ماں نے کہا۔ جریج خدا تجھے موت نہ دے جب تک کہ تو کسبیوں کا منہ نہ دیکھے، یہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ اس کے بعد ہوا یہ کہ (گاؤں والی) اس عورت کو بادشاہ کے پاس لایا گیا کہ اس کے بچہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ لڑکا کس کا ہے۔ اس نے کہہ دیا کہ جریج کا، بادشاہ نے کہا، خانقاہ والے جریج کا؟ اس نے کہا ہاں، بادشاہ نے حکم دیا کہ جریج کی خانقاہ توڑ دو۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے جریج کو مارا پیٹا اور پھاوڑے سے اس کی خانقاہ کو توڑ کر منہدم کر دیا۔ لوگوں نے جریج کا ہاتھ رسی سے اس کی گردن میں باندھ دیا اور لے کر چلے، جب وہ رنڈیوں کے پاس سے گذرے تو اس نے کسبیوں کو دیکھا اور مسکرایا۔ رنڈیاں بھی جریج کو دیکھنے لگیں بادشاہ نے کہا کہ یہ رنڈیاں کیا کہتی ہیں جریج نے کہا، کیا کہتی ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کہتی ہیں کہ اس عورت کے تجھ سے بچہ ہوا ہے، کسبیوں سے جریج نے پوچھا گیا تم یہی کہتی ہو انھوں نے کہا ہاں! اب تو جریج نے کہا کہ کہاں ہے وہ بچہ، لوگوں نے کہا عورت کی گود میں۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور بچہ سے پوچھا تیرا باپ کون ہے، بچہ بولا، گائے کا چرواہا۔ بادشاہ نے کہا کیا میں خانقاہ سونے کی بنوا دوں، جریج نے کہا نہیں، کہا چاندی کی بنوا دوں کہا نہیں پھر کیا کروں؟ کہا جیسی تھی ویسی ہی بنوا دو، بادشاہ نے کہا کہ کیوں مسکرائے تھے، جریج نے کہا ایک بات تھی جسے میں جانتا ہوں، میری ماں کی بد دعا مجھے لگ گئی تھی، پھر اس نے لوگوں کو پورا قصہ سنایا۔

(۱۸) عیسائی ماں کے سامنے اسلام پیش کرنا

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جو یہودی و نصرانی مجھے جانتا ہے مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس فکر میں تھا کہ میری والدہ مسلمان ہو جائیں، ایک بار میں نے ان سے مسلمان ہونے کو کہا، انھوں نے انکار کیا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی اس کے بعد میں والدہ کے پاس آیا، انھوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا، کہنے لگیں اے ابوہریرہ میں مسلمان ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دی، اور عرض کیا کہ میرے لئے اور میری ماں کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، اے میرے خدا! یہ تیرا بندہ ابوہریرہ ہے، اور یہ اس کی ماں ہے، تو ان دونوں کو محبوب خلائق بنا دے۔

(۱۹) والدین کی وفات کے بعد حسنِ سلوک

حضرت ابو اسید سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اب کا بھی کوئی موقع ہے کہ میں اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کروں، آپ نے فرمایا ہاں، چار طریقہ پر، اُن کے لئے دعا، اُن کے لیے طلب مغفرت، ان کے وعدوں کی ایفاء، ان کے دوستوں کی تکریم اور اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک (کر کے تم مردہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کر سکتے ہو)۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا بعد موت کے مرنے والے کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ پروردگار یہ کیوں کر ہوا اسے بتایا جاتا ہے کہ تیرے فرزند نے تیرے لئے طلب مغفرت کی۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، ایک رات ہم ابوہریرہؓ کے پاس تھے، ابوہریرہؓ نے دعا کی، اے پروردگار! ابوہریرہ کی، اور میری والدہ کی، اور جو اِن کے لئے طلب مغفرت کرے، ان سب کی مغفرت فرما دے، محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم اُن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ ابوہریرہؓ کی دعا میں داخل ہو جائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ مر گیا تو اس کے اعمال منقطع ہو گئے۔ بجز تین کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، اور وہ اولاد جو اُس کے لئے دعا کرے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا اور اُنھوں نے کوئی وصیت نہیں کی، کیا اس سے اُن کو نفع ہو سکتا ہے کہ میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں، آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

(۲۰) جس کے ساتھ باپ سلوک کرتا تھا، اُس کے ساتھ حسنِ سلوک

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی (بدوی عرب) سفر میں ابن عمر سے ملا۔ اس اعرابی کا باپ حضرت عمرؓ کا دوست تھا۔ اعرابی نے ابن عمر سے کہا کہ تم عمر کے بیٹے نہیں ہو؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں، اس کے بعد انھوں نے اعرابی کو ایک گدھا دے دیا جسے وہ ساتھ لائے تھے، اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر

دے دیا، اُن کے بعض ساتھیوں نے کہا اس اعرابی کے لئے تو دو درہم بہت تھے، اس پر ابن عمرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ کی دوستی کو نباہو، اُسے ختم نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارا نور بجھا دے گا۔

حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سب سے اچھا سلوک یہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

(۲۱) جس کے ساتھ تمہارے والد سلوک کرتے تھے اس سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ تمہارا نور بجھ جائے گا

سعد بن عبادہ الزرقی کہتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا: ہم لوگ مدینہ کی مسجد میں عمرو بن عثمان کے ساتھ بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے بھتیجے کا سہارا لئے ہوئے آئے اور مجلس سے گذر گئے، پھر متوجہ ہوئے اور لوٹے، اس کے بعد کہا کہ ابن دو تین بار عمرو بن عثمان کے پاس سے گذرا، قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں دو بار (مذکور) ہے کہ جس کے ساتھ تیرا باپ بھلائی کرتا تھا اس سے قطع تعلق نہ کر ورنہ اس کی وجہ سے تیرا نور بجھ جائے گا۔

(۲۲) محبت وراثۃً ملتی ہے

ابوبکر بن حزم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محبت متوارث ہوتی (وراثۃً ملتی ہے)۔

(۲۳) باپ کا نام نہ لو، اس سے پہلے نہ بیٹھو اور اُس کے آگے نہ چلو

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے دو اشخاص کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ تمہارے کیا ہوتے ہیں، اُس نے جواب دیا، یہ میرے والد ہیں۔ اس پر ابوہریرہ نے کہا، ان کا نام نہ لو، ان سے آگے نہ چلو اور نہ ان سے پہلے بیٹھو۔

(۲۴) کیا باپ کا کنیت سے ذکر کیا جائے؟

شہر بن حوشب سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ہم ابن عمرؓ کے ساتھ سفر کو روانہ ہوتے تو اُن سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! نماز، ابو عبداللہ یعنی بخاری کہتے ہیں کہ ہمارے لوگوں نے وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن دینار

حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ابو حفص عمر نے فیصلہ کیا۔

(۲۵) واجب حق اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک

کلیب بن منفعہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کے ساتھ حسن سلوک کروں، آپ نے فرمایا، اپنی ماں، بہن، بھائی اور اپنے غلام کے ساتھ جو تم سے قریب ہو، یہ واجب حق ہے اور قرابت داروں کے حقوق کی حق شناسی کرو۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ؛ اور اپنے قریب کے قبیلہ والوں کو ڈراؤ؛ نازل ہوئی تو آپ نے ایستادہ ہو کر آواز دی اے بنی کعب بن لوئی! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے بنی عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے بنی عبد المطلب! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اے محمد کی بیٹی فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا! تیرے لئے میں اللہ کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رکھتا، بجز اس قدر کہ تمھارا حق رشتہ داری ہے اور میں اس کو حق کی حد تک پورا کروں گا۔

(۲۶) رشتہ داروں کے حقوق کی حق شناسی

حضرت ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوران سفر راستہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، آپ مجھے ایسی بات بتائیے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے، آپ نے فرمایا، اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نمازوں کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو یا کرو، اور رشتہ داروں کے حقوق کی حق شناسی کرو۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو رحم کھڑا ہو گیا، حکم ہوا کیا ہے، عرض کیا کہ یہ ہے قطع رحم سے تیری پناہ چاہنے والے کی جگہ، حکم ہوا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں ہے جو تجھے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا، جو تجھے توڑے گا اُسے توڑ دوں گا۔ رحم نے کہا، پروردگار! ہاں راضی ہوں یہ سب تیرے لئے ہو، پھر ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

(کیا اگر تم با اختیار ہو جاؤ تو زمین میں فساد کرنے اور رحمی تعلقات کو کاٹنے چلے ہو)

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے یہ آیت (دو قرابت داروں کو اُن کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو) آخر آیت تک پڑھی اور کہا کہ اگر کسی کے پاس مال ودولت ہو تو اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں واجب تر بن حقوق بتا دیئے اور بہترین عمل بتا دیئے اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو بتایا کہ اللہ سے رحمت کی امید میں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ اور ان سے نرم باتیں کرو) ایک اچھا وعدہ ہے گویا کہ یہ تھا اور اُمید ہے کہ آئندہ ہوگا انشاء اللہ۔ اور اپنے ہاتھ اپنی گردن میں لٹکائے مت رکھو، یعنی کچھ نہ دو، اور نہ بالکل کھول دو، یعنی اپنا سب کچھ دے دو، یہاں تک ملامت زدہ ہو کر بیٹھ رہو، یعنی آئندہ آنے والے ملامت کریں اور تمھارے پاس کوئی چیز نہ پائیں، فرمایا کہ جنھیں تم دے رہے وہ تم کو پریشان حال کر دیں۔

(۲۷) صلہ رحم (رشتہ داروں سے نیک سلوک) کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے قرابت دار ہیں، میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں، وہ میرے حق میں بُرائی کرتے ہیں، وہ میرے خلاف جہالت کرتے ہیں اور میں برداشت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر بات وہی ہے جو تم کہہ رہے ہو تو گویا ان کے لئے باعثِ ملال ہو، جب تک تم اس طریقہ پر قائم ہو اُن کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھاری امداد ہوتی رہے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں رحمٰن ہوں، اور میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لئے نام اپنے نام سے مشتق کر کے دیا۔ جو اسے جوڑے گا اُسے جوڑوں گا اور جو توڑے گا اُسے توڑوں گا۔

ابوالعنبس سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس اُن کی طائف والی اراضی الوہط میں گیا تو انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اپنی انگلی موڑی اور فرمایا۔ رحم رحمٰن کا ایک شعبہ ہے۔ جو اسے جوڑے گا، خدا اسے جوڑے گا، اور جو اسے توڑے گا خدا اسے توڑ دے گا قیامت کے دن رحم کو تیز گفتار اور فصیح زبان دے دی جائے گی۔

حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم اللہ کا ایک شعبہ ہے۔ جو اسے جوڑے گا خدا اسے جوڑے گا، اور جو اسے توڑے گا، خدا اُسے توڑے گا۔

(۲۸) صلۂ رحم سے عمر بڑھ جاتی ہے

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر طویل کردی جائے، اسے چاہیئے کہ صلۂ رحم کیا کرے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر بڑھا دی جائے، اسے چاہیئے کہ صلۂ رحم کیا کرے۔

(۲۹) جس نے صلۂ رحم کیا اُس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا جو اللہ سے ڈرتا ہو اور صلۂ رحم کرتا ہو، اس کی موت میں تاخیر کردی جاتی ہے، اس کے مال میں اضافہ کردیا جاتا ہے اور اس کے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

(۳۰) قریب سے قریب تر کے ساتھ حُسنِ سلوک

حضرت مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ماؤں کے ساتھ (حسنِ سلوک کی) ہدایت فرماتا ہے، پھر تمھاری ماؤں کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے پھر تمھارے باپوں کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے، پھر تمھیں قریب سے قریب تر کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام ابوایوب سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ ابوہریرہ جمعرات کی شام کو قبل شب جمعہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ابوہریرہ جمعرات کی شام کو قبل شب جمعہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ مجھے ہر قاطع رحم (رشتہ داروں سے سلوک نہ کرنے والا) سے نفرت ہے، وہ اٹھ جائے، کوئی نہ اُٹھا۔ تین بار اُنھوں نے یہی کہا، ایک نوجوان نے اپنی پھوپھی کو دو سال سے چھوڑ رکھا تھا، وہ اپنی پھوپھی کے پاس گیا، اس

نے پوچھا کہ بھتیجے! کیسے آئے، بولا کہ ابوہریرہ کو ایسا ایسا کہتے سُنا ہے، اُس نے کہا کہ واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ انھوں نے ایسا کیوں کہا۔ ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ کے حضور میں بندوں کے اعمال ہر جمعرات، جمعہ کی شب کو پیش کیے جاتے ہیں تو کسی قاطع رحم کا عمل قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جو کچھ اپنی ذات پر اور اپنی بیوی بچوں پر صرف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر دیتا ہے، شروع کرتا ہے ان لوگوں سے جن کا خرچہ اس کے ذمہ ہے پھر اگر اس سے زیادہ ہوا تو قرابت دار قریب سے قریب تر، اور جو اس سے بھی زیادہ ہو تو پھر اوروں پر پھیلاتا ہے۔

(۳۱) جن لوگوں میں قاطع رحم ہو گا اُن پر رحمت نہیں نازل ہو گی

حضرت عبداللہ بن ادفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں پر رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں کوئی قاطع رحم ہو۔

(۳۲) قاطع رحم کا گناہ

حضرت جبیر بن مطعم نے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے قاطع رحم جنت میں نہیں داخل ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ رحم رحمٰن کا ایک شعبہ ہے۔ کہتا ہے پروردگار! مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ مجھے توڑا گیا (یعنی میرے رشتہ کا حق نہ پہچانا گیا)، پروردگار! میرے ساتھ یہ ہوا، (اللہ تعالیٰ) اسے جواب دیتا ہے، کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تیرا (حق) توڑے گا، میں اس سے ناطہ توڑوں گا، اور جو تیرا ناطہ جوڑے گا میں اس سے ناطہ جوڑوں گا۔

سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ لڑکوں اور بے عقلوں کی حکومت سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ اُن سے ابن حسنہ جہنی نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے ابوہریرہ سے کہا اُس کی نشانی کیا ہے کہ رحم کے ناطے توڑے جائیں گے، گمراہ کی اطاعت کی جائے گی اور راست باز کی نافرمانی ہوگی۔

(۳۳) قاطع رحم کی دنیا میں سزا حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی گناہ دنیا میں اس سے زیادہ فوری سزا کا مستحق نہیں ہے جتنا کہ قطع رحم اور اللہ سے بغاوت، اور آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہے۔

(۳۴) ناطہ جوڑنے والا مکافات کرنے والا نہیں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ناطہ جوڑنے والا مکافات کرنے والا نہیں ہوتا۔ لیکن وہ شخص جس کا ناطہ توڑا جائے اور وہ جوڑ دے،

اس روایت میں سفیان کہتے ہیں کہ اعمش نے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا ہے، مگر حسن اور فطر نے مرفوع کیا ہے۔

(۳۵) جو ظالم قرابت دار سے سلوک کرتا ہے اس کی فضیلت حضرت البراء (بن العازب) سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل سکھلیئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ فرمایا غلام کو آزاد کرو اور غلامی سے گردن چھڑاؤ، اس نے کہا: کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں، فرمایا، نہیں، غلام آزاد کرنا تو یہ ہے کہ تم کسی غلام کی آزادی حاصل کرنے میں امداد کرو۔ دوسرے یہ کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اچھی باتوں کا حکم دو، بری اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو نیکی کے سوا ہر بات سے اپنی زبان کو روکے رہو۔

(۳۶) حالت کفر میں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا، اور اس کے بعد مسلمان ہو گیا

عروہ بن الزبیر حضرت حکیم بن حزام سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں دینداری سمجھ کر جاہلیت میں جو صلہ رحم، غلاموں کی آزادی، اور صدقے کیا کرتا تھا، کیا ان کا اجر بھی مجھے ملے گا؟ حکیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جب مسلمان ہوئے تو اپنے اعمال خیر کے ساتھ مسلمان ہوئے۔

(۴۷) مُشرک رشتہ دار کو تحفہ دینا اور اُس کے ساتھ سُلوک

ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک قابلِ دید پیراہن دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ اسے خرید لیتے اور جمعہ کے دن اور باہر کے جب وفد آتے تو پہنا کرتے، آپ نے فرمایا۔ اسے تو صرف وہی لوگ پہنتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس ہدیہ میں چند ویسے ہی پیراہن آئے۔ آپ نے ان میں سے ایک حضرت عمرؓ کے پاس ہدیۃً بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے یہ پیراہن میرے پاس بھیج دیا، حالانکہ اس کے بارے میں آپ سے میں یہ سُن چکا ہوں؟ آپ نے فرمایا، میں نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم پہنو، بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ بیچ دو یا کسی کو دے دو۔ حضرت عمرؓ نے اسے اپنے ایک سوتیلے بھائی کو ہدیۃً دے دیا جو مشرک تھے۔

(۴۸) اپنے نسب ناموں کو یاد رکھو تاکہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر سکو،

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر یہ کہتے سنا ہے کہ اپنے نسب ناموں کو یاد رکھو پھر رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرو، واللہ دو بھائیوں کے مابین ایک بات ہوتی ہے، اگر آدمی یہ جان جائے کہ دونوں ایک ہی ماں کے بطن سے ہیں تو یہ علم اسے اپنے بھائی کی تذلیل سے روک دے گا۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، اپنے نسب ناموں کو یاد رکھو، اپنے رشتہ واروں کے ساتھ سلوک کرو، دور کے رشتہ دار کو بھی اگر قریب کرو تو قریب تر ہوتے ہیں، اور قریبی رشتہ دار بھی اگر دور کرو تو دور تر ہو جاتے ہیں قیامت کے دن رحم اپنے مالک کے حضور میں آکر شہادت دے گا کہ کس نے اُسے جوڑا، اور کس نے اُسے توڑا

(۴۹) کیا آزاد کردہ غلام یہ کہے کہ میں فلاں قبیلہ کا ہوں،

عبدالرحمٰن بن حبیب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے پوچھا، تم کس قبیلہ کے ہو، میں نے کہا، تم تیم سے، کہا اسی قبیلہ سے ہو یا ان کے موالی میں سے ہو؟ میں نے کہا موالی میں سے کہا کہ پھر

تم نے یہی کیوں نہ کہا کہ موالی میں سے ہوں۔

(۴۲) کسی قوم کے موالی اُن کے جزء ہوتے ہیں

حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنی قوم کو میرے پاس جمع کرو، تو عمر نے لوگوں کو بلایا۔ جب سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوگئے تو عمرؓ حضور کے پاس گئے اور عرض کیا، اپنی قوم کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا ہے۔ انصار نے سُنا تو کہا کہ شاید قریش کے بارے میں کوئی وحی آئی ہے۔ سننے اور دیکھنے کے لئے لوگ آگئے کہ دیکھئے قریش کو کیا کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے، اور اُن ہی کے درمیان میں کھڑے ہوکر آپ نے پوچھا، تم میں کوئی غیر تو نہیں ہے، لوگوں نے عرض کیا، ہاں ہم میں حلیف بھی ہیں۔ ہماری بہنوں کی اولاد بھی ہے اور ہمارے موالی بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا، حلیف اپنے ہیں، بہنوں کی اولاد بھی ہم ہی میں سے ہے، اور ہمارے موالی بھی ہم ہی میں سے ہیں، سُن رکھو کہ میرے دوست تم میں سے صرف متقی لوگ ہیں، اگر تم لوگ ویسے ہو تو بہت اچھا ورنہ پھر مجھ کو یہ نہ ہو کہ قیامت کے دن کو اپنے اعمال لے کر حاضر ہوں اور تم (گناہوں کی) گٹھریاں لے کر آؤ، اور وہی پیش کی جائے۔ پھر آپ نے پکارا، اے لوگو! آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر ملا دیئے (گویا کہ، قریش کے سروں پر ہاتھ رکھ رہے ہوں۔ فرمایا اے لوگو! قریش اہلِ امانت ہیں جو ان کے خلاف عمل کرے گا، زہیر کہتے ہیں کہ شاید فرمایا، مصائب پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا لے گا۔ آپ نے اسے تین بار فرمایا۔

(۴۳) دو یا ایک بیٹی کی پرورش

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انھیں بوجھ نہ سمجھے اور انھیں اچھا پہنائے۔ یہ لڑکیاں اپنے باپ کے لئے بمقابلہ جہنم حجاب ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور انھیں اچھی طرح رکھے تو یہ بیٹیاں اسے جنت تک پہنچا دیں گی۔

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش کرے۔ ان سے محبت کا سلوک کرے اور

ان کی پرورش کا بوجھ اٹھائے وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ کسی نے عرض کیا۔ اور جس کی دو بیٹیاں، وہ، یا رسول اللہ؟ فرمایا۔ اور جس کی دو بیٹیاں ہوں، وہ بھی۔

(۴۲) **تین بہنوں کا بار اٹھانا** حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کسی کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ شخص جنت میں جائے گا۔

(۴۳) **شوہر کے گھر سے نکالی ہوئی بیٹی** موسیٰ بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا۔ تجھے سب سے اچھا صدقہ نہ بتا دوں۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا۔ تیری وہ بیٹی جو تیرے پاس لوٹا دی گئی ہو اور اس کے لیے کمانے والا تیرے سوا کوئی اور نہ ہو۔ (البخاری ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت سراقہ سے بیان کرتے ہیں)

حضرت مقدام بن معدی کرب سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ۔ جو تم خود کھاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔ جو اپنی اولاد کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے خادم کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔

(۴۴) **بیٹیوں کی موت چاہنا بری بات ہے** حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی تھا۔ اس کی تین بیٹیاں تھیں۔ اس نے اپنی بیٹیوں کی موت چاہی۔ اس پر حضرت ابن عمر غضبناک ہو گئے اور کہا۔ کیا تم ان کو رزق پہنچاتے ہو۔

(۴۵) **اولاد آدمی کو بخیل اور بزدل بنا دیتی ہے** حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر نے کہا۔ بخدا اس زمین پر کوئی شخص مجھے عمر سے زیادہ پسند نہیں ہے۔ وہ باہر گئے اور واپس آئے تو میں نے کہا کہ آپ نے اولاد کے ہوتے ہوئے ایسی قسم کیسے کھائی۔ کہا کہ (عمر) ہمارے نزدیک عزیز تر ہیں اور لڑکے تو بہرحال دل سے لگے ہی ہوتے ہیں۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب کہ ابن عمر سے ایک شخص نے مچھر کے خون سے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے پوچھا۔ تم ہو کہاں کے؟ کہا عراق کا ہوں۔ ابن عمر

نے کہا کہ ذرا اس شخص کو دیکھنا، یہ مچھر مارنے کو پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرزند کو قتل کردیا جن کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ دونوں میرے لئے دُنیا کے دو پھول ہیں۔

(مترجم) یہ روایت تمام تر جعلی ہے کوئی راوی اس میں ایسا نہیں جو مجروح نہ ہو۔

(۴۶) بچے کو کاندھے پر اُٹھانا

حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور حضرت حسن صلوات اللہ علیہ ان کے کاندھے پر تھے، آپ فرماتے تھے، اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

(۴۷) لڑکا آنکھ کی ٹھنڈک ہے

عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا، کہ ایک دن ہم حضرت مقداد بن الاسود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص گذرا اور اس نے کہا کہ کیا مبارک ہیں یہ دونوں آنکھیں، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، واللہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی وہ دیکھتے جو آپ نے دیکھا، اور ان معرکوں میں شریک ہوتے جن میں آپ شریک ہوئے ہیں۔ اس پر مقداد ناخوش ہوئے، ہمیں تعجب ہوا کہ اس نے تو اچھی ہی بات کہی۔ (یہ ناخوش کیا معنی) اس کے بعد حضرت مقداد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا، لوگ ایسی باتوں کی تمنا کیوں کرتے ہیں جن سے اللہ نے ان کو غائب کردیا ہے کیا معلوم کہ اگر ان حالات میں ہوتے تو کیا کرتے۔ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں نے بھی دیکھا جنھیں خدا نے منہ کے بل جہنم میں جھونک دیا، انھوں نے رسول اللہ کی بات نہ مانی، ان کی تصدیق نہ کی، اور اللہ عزوجل کی حمد نہ کی۔ تم کو خدا نے ایسے حالات میں پیدا کیا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو جانتے ہی نہیں ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جو پیغام لاتے تھے، اسی کی تصدیق کرتے ہو، اچھا ہی ہوا کہ تم ان امتحانوں سے بچ گئے جو دوسروں پر پڑ چکے۔ واللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی سخت حالات میں مبعوث ہوئے تھے، کوئی نبی دنیا میں نہ آیا تھا، ایسی شدید جاہلیت تھی کہ لوگ بت پرستی سے بہتر کسی دین کے قائل ہی نہ ہوتے تھے، ان حالات میں رسول اللہ ایک فرقان لے کر آئے جس کے ذریعہ آپ نے حق و باطل کے مابین فرق کردیا۔ باپ اور بیٹے کے مابین فرق

کر دیا۔ حتی کہ ایک آدمی اپنے باپ کو، بیٹے کو اور اپنے بھائی کو حالتِ کفر میں دیکھتا تھا
حالانکہ خود اس کے دل کا قفل ایمان کی وجہ سے کھل چکا ہوتا تھا، اور جانتا تھا کہ (اس
کا عزیز) مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اس منظر سے کسی آدمی کی آنکھوں میں ٹھنڈک نہیں آتی
تھی، اور یہی وہ بات ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور وہ لوگ جو کہتے
ہیں کہ اے میرے پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

(۴۸) کسی دوست کیلئے مال اولاد میں کثرت کی دعا

انس بن مالک سے مروی ہے۔ انھوں
نے بیان کیا، ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں، میری والدہ
اور میری خالہ اُم حرام، آپ تشریف لائے اور فرمایا تمہیں نماز نہ پڑھاؤں حالانکہ یہ کسی نماز
کا وقت نہ تھا۔ کسی نے کہا اور انس کو کہاں کھڑا کیا، کہا کہ دائیں طرف، پھر ہم سب کو
نماز پڑھائی۔ رسول اللہؐ نے گھر والوں سے ہمارے لئے دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کے لئے
دعا کی، میری والدہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کا یہ ادنیٰ خادم ہے انس، اس کو
دعا دیجئے۔ آپ نے اس پر میرے لئے ہر طرح بھلائی کی دعا فرمائی اور آخر دعا میں
فرمایا۔ اے اللہ! اس کے مال، اور اس کی اولاد میں کثرت دے اور اس کو برکت
عطا فرما۔

(۴۹) مائیں رحم دل ہوتی ہیں

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک عورت
حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی،
بی بی عائشہ نے اُسے تین کھجوریں عطا کیں اس نے اپنے دونوں بچوں کو ایک ایک کھجور
دے دی اور تیسری اپنے لئے رکھ لی، بچوں نے کھجوریں کھا لیں اور اپنی ماں کی طرف دیکھنے
لگے، اس نے تیسری کھجور کو دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں بچوں کو دے دیا، اس کے
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت بی بی عائشہ نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا،
آپ نے فرمایا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرمایا کیونکہ
اُس نے اپنے دونوں بچوں پر رحم کیا۔

(۵۰) بچوں کا بوسہ لینا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ کیا

آپ لوگ اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہیں، ہم لوگ تو بوسہ نہیں لیتے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کروں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علیؓ کا بوسہ لیا، اس وقت آپ کے پاس الاقرع بن حابس التمیمی بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

(۵۱) باپ کی طرف سے ادب آموزی اور اولاد سے حسنِ سلوک

ولید بن نمیر اور اس سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ صلاح اللہ کی طرف سے ہے اور ادب باپ کی طرف سے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ اُن کے والد انھیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اُنھیں گود میں لیے تھے۔ اُن کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے نعمان کو یہ یہ چیزیں دے دیں، آپ نے فرمایا تم نے اپنے سارے بچوں کو دیا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا، تو پھر کسی اور کو گواہ بناؤ، اس کے بعد آپ نے فرمایا، کیا تمھیں یہ پسند نہیں ہے کہ تمھارے سارے بچے تمھارے ساتھ حسن سلوک کرنے میں برابر ہوں، عرض کیا، کیوں نہیں، فرمایا تو پھر ایسا نہ کرو۔

(۵۲) باپ کا اپنی اولاد سے حسنِ سلوک

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ان کا نام ابرار رکھا ہے کیونکہ انھوں نے بر (حسن سلوک) کیا اپنے باپ کے ساتھ اور بیٹوں کے ساتھ، جیسا کہ تمھارے باپ کا تم پر حق ہے، تمھارے بیٹے کا بھی تم پر حق ہے۔

(۵۳) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا

حضرت ابو سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص پر اللہ رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ دوسری سند سے ان ہی جریر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا۔ اور حضرت بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ اعرابی آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ لوگ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں، واللہ! ہم لوگ بوسہ نہیں لیتے، آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمھارے دل سے رحمت خارج کردی ہے تو میں کیا کروں؛

ابو عثمان سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا، اس نے کہا کہ میرے اتنے لڑکے ہیں، میں نے کسی کا بوسہ نہیں لیا تو عمرؓ نے خیال کیا یا عمر نے کہا کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے صرف ان ہی پر رحم فرماتا ہے جو سب سے بہتر سلوک کرتا ہو۔

(۵۴) رحمت کے سو حصے ہیں

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے۔ ننانوے حصے تو رکھ لیے اور صرف ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا، اسی کی بنا پر لوگ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، یہاں تک کہ گھوڑی اپنے کھر کو اٹھا لیتی ہے کہ اس کے بچے پر نہ پڑ جائے۔

(۵۵) ہمسایہ کے متعلق تاکید

حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ شاید وہ ہمسایہ کو وارث قرار دیں گے۔

حضرت ابو شریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایہ پر احسان کرے، جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات بولے ورنہ چپ رہے۔

(۵۶) **ہمسایہ کا حق** مقداد بن الاسود سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے زنا کے متعلق سوال کیا لوگوں نے عرض کیا کہ حرام ہے اللہ و رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص کا دس گھروں سے چوری کرنا اس سے کمتر ہے کہ اپنے ہمسایہ کے گھر سے چوری کرے۔

(۵۷) **(بھلائی کی) ہمسایہ سے ابتدا کرنا** حضرت ابن عمر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- کہ جبریل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے، حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا شاید وہ ہمسایہ کو وارث قرار دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک بکری ذبح کی تو اپنے غلام سے کہنے لگے ہمسایہ یہودی کو گوشت دیا، ہمسایہ یہودی کو دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جبریل مجھے ہمسایہ کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا، شاید وہ ہمسایہ کو وارث قرار دیں گے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبریل مجھے ہمسایہ کے متعلق مسلسل تاکید کرتے رہے، حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ یقیناً وہ اُسے وارث قرار دیں گے۔

(۵۸) **اُسے ہدیہ دینا چاہیے جس کا دروازہ قریب تر ہو** حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میرے دو ہمسائے ہیں، ان میں سے کسے ہدیہ بھیجوں، آپ نے فرمایا جس کا دروازہ قریب تر ہو۔

(یہی روایت دوسری سند سے بھی پہنچی ہے)

(۵۹) **ہمسایوں میں قریب سے قریب تر (کا لحاظ رکھا جائے)** ولید بن دینار حسن سے روایت کرتے ہیں کہ اُن سے ہمسایہ کے متعلق سوال کیا گیا تو کہا کہ چالیس گھر (اپنے گھر کے) آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں، اور چالیس گھر بائیں۔

علقمہ بن بجالہ بن زید نے کہا کہ ابوہریرہ نے کہا، نزدیک کے ہمسایہ کو چھوڑ کر دور کے ہمسایہ

سے شروع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ نزدیک کے ہمسایہ کے مقابلہ میں دروازہ بند رکھنا ہے۔

(۶۰) ہمسایہ کے مقابلہ میں دروازہ بند رکھنا

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ایک زمانہ یا فرمایا کہ ایک وقت ہم پر وہ بھی آیا تھا کہ اس وقت ایک شخص اپنے درہم و دینار کا حق دار اپنے مسلمان بھائی سے زیادہ کسی اور کو نہ سمجھتا تھا۔ اب وہ وقت آگیا کہ درہم و دینار ہمارے نزدیک مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہت سے لوگ قیامت کے دن اپنے ہمسایہ سے لٹکے رہیں گے، ہمسایہ کہے گا کہ اے پروردگار! اس شخص نے میرے مقابلہ میں اپنا دروازہ بند رکھا تھا اور مجھے اپنے رواجی حسنِ سلوک سے محروم کردیا کرتا تھا۔

(۶۱) ہمسایہ کو چھوڑ کر پیٹ بھر کھانا

حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن الزبیر سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ وہ مسلمان نہیں، جو خود پیٹ بھر کھائے اور ہمسایہ بھوکا ہو۔

(۶۲) شوربے میں پانی زیادہ پڑ جائے تو ہمسایہ میں تقسیم کردے

حضرت ابوذر (غفاری) سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی ہدایت فرمائی ہے بات سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ کان کٹے غلام ہی کی بات ہو۔ جب شوربہ پکاؤں اور اس میں پانی زیادہ ہو جائے تو اپنے ہمسایہ گھروں کو دیکھ لوں، اور اُن کو دے دوں، اور نماز پڑھ لوں اپنے وقت پر، اور اس کے بعد اگر دیکھو کہ امام نماز پڑھا رہا ہے، پھر یا تو اپنی نماز پر قائم رہو (یا امام کے پیچھے دوبارہ پڑھ لو) اور پچھلی نماز تمھاری نفل نماز ہو جائے گی۔

حضرت ابوذر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! جب شوربہ پکاؤ اور شوربہ کا پانی زیادہ ہو جائے تو اپنے ہمسایوں کو دے دو، یا اپنے ہمسایوں کو تقسیم کردو۔

(۶۳) بہترین ہمسایہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو، اور بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے لئے بہتر ہو۔

(۶۴) نیک ہمسایہ حضرت نافع بن عبدالحارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک مسلمان کی خوش بختیوں میں سے ہے، وسیع مکان، نیک ہمسایہ، اور پسندیدہ سواری۔

(۶۵) بُرا ہمسایہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بُرے ہمسایہ سے۔"

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ لوگ اپنے ہمسایوں کو، اپنے بھائیوں کو اور اپنے باپ کو قتل نہ کریں۔

(۶۶) ہمسایہ کو دُکھ نہیں دینا چاہیے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! فلاں عورت ساری رات نمازیں پڑھتی ہے، دن کو روزے رکھتی ہے، عمل کرتی ہے، صدقہ دیتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے دکھ پہنچاتی ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس میں کوئی بھلائی نہیں، وہ جہنم والیوں میں سے ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، فلاں عورت فرض نمازیں پڑھتی ہے کافی صدقہ بھی دیتی ہے اور کسی کو دُکھ نہیں پہنچاتی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جنت والیوں میں سے ہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن غراب کے گھرانے کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کی کوئی پھوپھی کہتی تھی کہ اس نے اُم المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کہ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر چاہے اور عورت اپنی ذات سے اُسے روک دے، چاہے غصہ کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ عورت کا دل نہ چاہتا ہو، تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ بی بی عائشہؓ نے جواب دیا، ہاں، تمھارے شوہر کا یہ تم پر حق ہے کہ جب تمھیں چاہے تو تم اپنے

سے اسے روکو نہیں چاہے تم اس وقت سواری ہی پر ہو' وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے حضرت بی بی عائشہ سے عرض کیا ہم میں سے اگر کسی کو حیض کا زمانہ ہو' اور میاں بیوی کے لئے ایک ہی بستر اور ایک ہی لحاف ہو تو کیا کرے' جواب دیا۔ اپنے تہبند کو اچھی طرح باندھے اور اسی کے ساتھ سو رہے' شوہر کو تہبند کے اوپر کی حد تک حق حاصل ہے۔ میں تمھیں بتاتی ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ ایک بار ہوا یہ کہ باری میری تھی' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ٹکیہ پکائی' آپ تشریف لائے اور دروازہ بند کیا۔ پھر مسجد میں چلے گئے' جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تھے تو دروازہ کو بند کر دیتے تھے' مشکیزہ لٹکا دیتے' پیالہ کو ایک طرف کر دیتے اور چراغ بجھا دیتے تھے۔ میں آپ کا انتظار کرتی رہی کہ واپس تشریف لائیں تو ٹکیہ آپ کو کھلاؤں' آپ واپس تشریف نہ لائے اور مجھے نیند آگئی' جب آپ کو سردی محسوس ہوئی تو آپ میرے پاس آئے' مجھے اٹھایا اور فرمایا' مجھے ذرا گرما دو' ذرا گرما دو۔ عرض کیا' میں کپڑے سے ہوں' فرمایا۔ ذرا اپنی ران کھول دو' میں نے ران کھول دی' آپ نے اپنا گال اور سر میری ران پر رکھ دیا' اس طرح آپ گرما گئے۔ اتنے میں میرے ایک ہمسایہ کی بکری کا بچہ آگیا' اور ٹکیہ کی طرف بڑھا' میں نے ٹکیہ اٹھا کر پیچھے رکھ دی' حضرت عائشہ نے کہا' میں جو ہلی جلی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند ٹوٹ گئی' میں نے بکری کو جلدی سے دروازہ کی طرف ہنکا دیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ٹکیہ جو اٹھا لی' رکھ لو' ہمسایہ کو بکری کے بارے میں دکھ نہ پہنچاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی چیرہ دستیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔

(۶۷) کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کی ذرہ برابر تحقیر نہ کرے

عمرو بن معاذ الاشہلی اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اے ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کی تحقیر نہ کرے' چاہے وہ ایک جانوروں کے پائی پلانے کے برتن ہی کے سلسلہ میں ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کی تحقیر نہ کرے۔

چاہے بکری کے کھر کے بارے میں ہو۔

(۷۸) ہمسایہ کی شکایت

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا ایک ہمسایہ ہے جو مجھے دکھ پہنچاتا ہے، آپ نے فرمایا جاؤ اپنا سامان نکال کر راستہ پر رکھ دو، وہ گیا اور اُس نے سامان نکال کر راستہ پر رکھ دیا، اب لوگ وہاں جمع ہوگئے اور پوچھنے لگے، یہ کیا ہوا، اُس نے کہا کہ میرا ہمسایہ مجھے دکھ پہنچاتا ہے۔ اب لوگ کہنے لگے، اُس ہمسایہ پر خدا کی لعنت، خدا اُسے رُسوا کرے۔ یہ بات ہمسایہ تک پہنچی، وہ آیا اور اس نے کہا، اپنے گھر میں جاؤ، خدا کی قسم اب کبھی دُکھ نہ پہنچاؤں گا۔

ابوجحیفہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اپنے ہمسایہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، اپنا سامان اٹھاؤ اور راستہ پر رکھ دو اب جو شخص وہاں سے گذرتا اس ہمسایہ پر لعنت کرتا، وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا، یہ تو تجھے انسانوں سے ملا۔ اور خدا کی طرف سے لعنت انسانوں کی لعنت سے بھی زیادہ ہے۔ اس کے بعد شکایت کرنے والے سے فرمایا، تمھارا بدلہ ہوگیا، یا اسی قسم کا کوئی جملہ فرمایا۔

حضرت جابر سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کہ اپنے ہمسایہ کے مقابلہ میں آپ کی اعانت حاصل کرے، وہ شخص رکن اور مقام کے مابین بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اُس شخص نے دیکھا کہ آپ ایک سفید پوش شخص کے برابر وہاں پر کھڑے ہیں جہاں لوگ جنازوں کی نماز میں پڑھا کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر تشریف لائے تو اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ سفید پوش شخص کون تھا جو آپ کے پاس کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا؟ عرض کیا جی ہاں! دیکھا، آپ نے فرمایا تم نے خیر کثیر دیکھا، وہ میرے رب کے پیامی جبرئیل علیہ السلام تھے، مجھے ہمسایہ کے بارے میں تاکید کر رہے تھے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا شاید وہ ہمسایہ کی بھی میراث مقرر کرنے والے ہیں۔

(۶۹) ہمسایہ کو اتنا ستایا کہ وہ گھر چھوڑ کر بھاگ گیا ابو عامر حمصی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ثوبانؓ کہا کرتے تھے: جب کبھی دو آدمی ایک دوسرے سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ رکھیں تو اُن میں سے ایک برباد ہو جاتا ہے، اور اگر دونوں اسی حالتِ مقاطعہ میں مر گئے تو دونوں ہی ہلاک ہوئے۔ اور کوئی شخص اپنے ہمسایہ پر ظلم و چیرہ دستی کرتا ہے اتنا کہ ہمسایہ گھر چھوڑ کر بھاگ جائے تو ایسا شخص ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۷۰) یہودی ہمسایہ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمروؓ کے پاس تھا، اور اُن کا غلام بکری کی کھال اُتار رہا تھا، اُنھوں نے کہا کہ: لڑکے! جب اس کام سے فارغ ہو جانا تو سب سے پہلے گوشت اپنے ہمسایہ یہودی کو دینا۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ ہمسایہ کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے تھے کہ ہم ڈرے یا کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ اسے وارث قرار دے دیں گے۔

(۷۱) کرم (اعزاز و امتیاز) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، اکرم ترین کون شخص ہے۔ فرمایا، اکرم ترین اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ لوگوں نے عرض کیا، سوال یہ نہیں ہے۔ فرمایا، اکرم ترین، حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی ہیں، نبی اللہ کے فرزند، اور خلیل اللہ کے پڑپوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا، ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، فرمایا تو کیا تم عرب کی سرزمین سے پوچھتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں فرمایا، جو تم میں سے جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین میں سوجھ بوجھ بھی حاصل کر لیں۔

(۷۲) نیکوکار اور بدکار دونوں کے ساتھ احسان کرو محمد بن علی بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ: ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے؟) ایک ضابطہ ہے نیکوکار کے لئے بھی اور بدکار کے لئے بھی۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ابو عبید نے کہا ہے کہ ایک ضابطۂ عامہ ہے۔

(۵۳) **یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بیوہ اور مساکین کی خدمت کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے برابر ہے یا اس کے برابر ہے جو تمام دن روزے رکھے اور ساری رات نمازیں پڑھا کرے۔

(۵۴) **اپنے یتیم کا بار اُٹھانا** ام المومنین حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں مجھ سے اس نے سوال کیا میرے پاس سے اس وقت ایک کھجور کے سوا کچھ نہ مل سکا، میں نے اسے کھجور دے دی، اس نے دو ٹکڑے کرکے اپنی بچیوں کو دیا، اس کے بعد اٹھی اور چلی گئی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے ان سے یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا۔ جو ذرا بھی ان بچیوں سے قریب ہوگا، اور ان کے ساتھ احسان کرے گا، یہ بچیاں اس کے لئے بمقابلہ جہنم ایک حجاب حائل ہو جائیں گی۔

(۵۵) **یتیم کے اخراجات برداشت کرنے کی فضیلت** ام سعید بنت مرۃ الفہری اپنے والد سے اور ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں اس طرح، یا یوں ہوں گے "سفیان کا شک" اس کے بعد آپ نے بیچلی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

حسن سے مروی ہے کہ ایک یتیم حضرت ابن عمر کے کھانے پر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن انھوں نے کھانا منگوایا اور اس یتیم کو تلاش کیا، وہ ملا نہیں۔ ابن عمر کھانا کھا چکے تب وہ یتیم آیا۔ انھوں نے یتیم کے لئے کھانا طلب کیا، ان کے ہاں کھانا اب نہ تھا تو ستو اور شہد لایا گیا، ابن عمر نے کہا لو کھاؤ، واللہ میں نے کھانا چھپا کر نہیں رکھا ہے حسن کہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ ابن عمر نے کھانا اٹھا نہیں رکھا تھا۔

سہل بن سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں اور یتیم کا کفیل جنت میں اس طرح ہوں گے اور اپنی انگشت شہادت اور بیچلی انگلی سے اشارہ فرمایا۔

ابوبکر بن حفص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ اپنے دسترخوان پر کسی یتیم کو ساتھ

لئے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔

(۷۶) سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کا سب سے اچھا گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ میں اور یتیم کا کفیل جنت میں اس طرح ہوں گے اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

(۷۷) یتیم کے لئے رحم دل باپ کی طرح بن جاؤ

داؤد کہتے ہیں کہ یتیم کے لئے رحم دل باپ کی طرح بن جاؤ اور یہ جان لو کہ جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹو گے، مرفہ الحالی کے بعد مفلسی کیسی بری چیز ہے اور اس سے بھی زیادہ بلکہ اس سے بھی بری چیز ہدایت کے بعد گمراہی ہے، اجب کسی سے وعدہ کرو تو پورا کرو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو اس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہو جائے گی، اور ایسے دوست سے خدا کی پناہ مانگو جسے تم یاد کرو تو تمہاری مدد نہ کرے اور جب بھول جاؤ تو تمہیں یاد نہ کرے۔

ابو عمارہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایسے مسلمانوں کے عہد میں ہوں جب کہ ایک شخص کہتا ہے دوستو، تمہارے یتیم، تمہارے یتیم، دوستو! تمہارے ہمسائے، میں تمہارے اعلیٰ ترین افراد کی طرف جاتا ہوں جنھیں روز تم گھٹیا درجہ میں شمار کرتے ہو، اس کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں، اگر دیکھنا چاہو تو دیکھو ایک فاسق تیس ہزار کے ساتھ جہنم کی طرف جا رہا ہے، اللہ سے جو اسے حصہ ملا اسے اس نے سستے داموں بیچ دیا۔ دیکھنا چاہو تو دیکھو، شیطان کی راہ اس کی مقصود ہے، اور وہ اسی راہ میں زندگی برباد کر رہا ہے، نہ اس کا نفس اسے نصیحت کرتا ہے، اور نہ کوئی آدمی۔

(۷۸) اس عورت کی فضیلت جس نے صبر کیا اور بیوہ ہو کر بچے کو لے بیٹھی رہی دوسرا نکاح نہ کیا

حضرت عوف بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں اور غمگین چہرہ والی وہ عورت جس کا شوہر مر گیا، اور اس نے اپنے بچے کو دیکھ کر

صبر کر لیا، اس طرح جنت میں ہوں گے۔ (ایک ہی جگہ)

(۷۹) یتیم کی تادیب شمیسۃ العتکیہ کہتی ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یتیم کی تادیب کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ میں یتیم کو مارتی ہوں کہ لوٹ جاتا ہے۔

(۸۰) جس کا بچہ مر گیا ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں تو جہنم کی آگ اُسے نہیں چھو سکتی، بجز اس کے جس نے جھوٹی قسم کھائی ہو۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے لئے دُعا فرمائیں، میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں، آپ نے فرمایا۔ جہنم کے سامنے تو نے مضبوط دیوار بنا دی ہے۔

خالد العبسی کہتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا مر گیا، مجھے اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ تو میں نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے جس کے ذریعہ ہم اپنے دلوں کو مردوں کے غم سے تسلی دے سکیں، کہا میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا، تمھارے چھوٹے بچے جنت کی تتلیاں ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے، آپ فرماتے ہیں، جس کے تین بچے مر جائیں اور صبر کرے وہ جنت میں جائے گا عرض کیا، یا رسول اللہ اور دو بچے، فرمایا اور دو بچے بھی، راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر سے کہا کہ اگر آپ لوگ ایک بچہ کہتے تو آپ ایک بچہ بھی فرما دیتے جابر نے کہا واللہ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک لڑکے کو لے کر آئی اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ فرمایا، تم نے جہنم کے مقابلہ میں مضبوط باڑھ لگا دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی مجلس میں ہم لوگ، تو

حاضر ہو نہیں سکتے، اس لئے ہمارے واسطے الگ دن مقرر فرمادیں تاکہ اس دن ہم لوگ آپ کے پاس آجائیں، فرمایا۔ فلاں کے گھر فلاں وقت،" اس وقت آپ ان عورتوں کے ہاں گئے، اور آپ نے ان کو جو کچھ ہدایت فرمائی اس میں ایک یہ بات بھی تھی، آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جس کے تین بچے مرجائیں اور وہ صبر کرے تو جنت میں جائے گی، ایک عورت نے کہا، اور دو بچے یا رسول اللہ" فرمایا اور دو بچے بھی۔ اس روایت میں سہیل بیان کرتے بڑی سختی سے حدیثیں یاد کرتے تھے، کوئی اُن کے سامنے لکھنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔

حضرت اُم سلیم سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی کہ آپ نے فرمایا۔ اے اُم سلیم! جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے۔ ان پر اللہ کی رحمت و فضل کی وجہ سے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دو بچے، فرمایا اور دو بچے بھی۔

صعصعہ بن معاویہ نے بیان کیا کہ اُن سے ابوذرؓ سے ملاقات ہوئی وہ ایک مشکیزہ حمائل کئے ہوئے تھے، صعصعہ نے کہا، ابوذر آپ کو بچے سے کیا کام، کہا تم سے حدیث نہ بیان کردوں، کہا ضرور بیان کیجئے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس مسلمان کے تین ایسے لڑکے مرگئے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے، ان بچوں پر رحمت وفضل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ باپ کو بھی جنت میں جگہ دے گا۔ اور جس شخص نے کسی مسلمان کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے نجات دے گا۔

حضرت انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جس کے تین لڑکے ایسے مرگئے جو ابھی بالغ نہ ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحمت و فضل کی وجہ سے اس شخص کو بھی جنت میں داخل کردے گا۔

(۸۱) جس کسی کا حمل ساقط ہو

حضرت سہل بن حنظلیہؓ سے مروی ہے، ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، وہ کہتے تھے کہ اسلام میں اگر میرے گھر ایک حمل بھی ساقط ہو، اور میں صبر کروں تو یہ بات مجھے ساری دنیا و مافیہا کی ملکیت سے زیادہ پسند ہے، ابن الحنظلیہ ان صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

تم میں کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ عزیز ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی نہیں جسے اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ عزیز نہ ہو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی نہیں جس کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ عزیز نہ ہو، تمھارا اپنا مال تو وہ ہے جو تم نے آگے بھیج دیا ہو اور تمھارے وارث کا مال وہ ہے جو تم نے آئندہ کے لیے اٹھا رکھا ہو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بانجھ تم کسے شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا، بانجھ وہ ہے جس کے کوئی اولاد نہ ہوتی ہو۔ (فرمایا۔ بانجھ تم کسے شمار کرتے ہو لوگوں نے عرض کیا بانجھ وہ ہے جس کے کوئی اولاد نہ ہوتی ہو) فرمایا، بانجھ وہ ہے جس نے اپنی کسی اولاد کو آگے نہ بھیجا ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پہلوان کسے شمار کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا وہ شخص جسے کوئی زیر نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں پہلوان وہ ہے جو غضب کی حالت میں اپنے آپ کو سنبھالے رہے۔

غلاموں، جانوروں کے ساتھ نرمی اور مصالحت بین الناس وغیرہ

(۱) **حسن ملکہ** حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑے تو آپ نے فرمایا۔ اے علی ایک صفحہ لاؤ میں اس پر وہ چیز لکھ دوں جس سے میری اُمت کبھی گمراہ نہ ہو، میں ڈرا کہ کہیں بات مجھ سے چھوٹ نہ جائے میں نے عرض کیا۔ میرے ہاتھ ہی میں ایک صفحہ موجود ہے، آپ کا سر آپ کی کہنی اور میرے بازو پر تھا۔ اور مجھے ہدایت فرما رہے تھے، نماز کی، زکات کی اور غلاموں کے متعلق، اور اسی طرح کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی روح پرواز کرگئی، اور آپ نے لا الہ الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ کی شہادت کا حکم دیا۔ اور جو اس کی شہادت دے گا جہنم کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دعوتیں قبول کیا کرو، ہدیہ واپس نہ کرو، اور مسلمانوں کو مارا نہ کرو۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری گفتگو تھی، نماز نماز اور غلاموں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو۔

(۲) **سوء ملکہ** حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے، ہم تم کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ جانوروں کے ڈاکٹر جانوروں کو پہچانتے ہیں، ہم نے تم میں سے اچھوں بروں کو پہچان لیا۔ تمھارے اچھے وہ ہیں جن سے بھلائی کی اُمید رکھی جائے، اور بُرائی سے مامون رہا جائے، اور بُرے وہ ہیں جن سے بھلائی کی نہ اُمید رکھی جائے نہ بُرائی سے مامون سمجھا جائے اور جو نہ مودد غلام کو آزادی دے۔

ابو امامہؓ سے مروی ہے، وہ کہا کرتے تھے کافر نعمت وہ ہے جو اپنے عطایا کو روک

سکھے، تنہا اُترے، اور اپنے غلام کو مارے۔

حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اونٹ پر پانی لے آئے غلام سو گیا، اس پر اس کا آقا آگ کا ایک شعلہ لے کر اس کا منہ جلانے لگا، غلام گھبرا کر بھاگا اور کنویں میں گر گیا۔ صبح کو حضرت عمر کے پاس غلام کو لایا گیا تو انھوں نے اس کے چہرے پر داغ دیکھا، اور اسے آزاد کر دیا۔

(۳) لونڈی کو بدوی کے ہاتھ فروخت کر دینا

عمرو بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی کو مدبر کیا، اس کے بعد حضرت عائشہ کی طبیعت خراب ہو گئی، آپ کے بھتیجوں نے ایک زطی طبیب سے مشورہ کیا، اس نے کہا کہ تم لوگ ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھ رہے ہو جس پر ان کی لونڈی نے سحر کر دیا ہے، حضرت عائشہ کو اس کی خبر کی گئی تو انھوں نے لونڈی سے پوچھا، اس نے اقرار کیا کہ ہاں سحر کیا ہے: بی بی عائشہ نے کہا، اور تو نے مجھے کبھی کیوں اس سحر سے نجات نہیں دیتی ہے، پھر کہا اسے کسی بدخو بدوی کے ہاتھ بیچ دو۔

(مترجم) مدبر اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے وعدہ کر دیا جائے کہ آقا کی وفات پر وہ کسی کے آزاد کئے بغیر خود بخود آزاد ہو جائے گی، یہ روایت اپنی سند کے اعتبار سے بھی ناقابل اعتماد اور منکر ہے۔ اور متن کے اعتبار سے بھی غلط، حضرت عائشہ نے نہ کبھی لونڈی خریدی نہ مدبر کیا۔ البتہ آزاد کرنے کے لئے دو ایک مرتبہ انھوں نے قیمت ادا کی مگر کسی کو لونڈی یا غلام بنا کر رکھا نہیں۔ حضرت بی بی بریرہ بھی حضرت ابوبکر کی آزاد کردہ ایک عورت تھیں، حضرت عائشہ کی مملوکہ لونڈی نہ تھیں۔

(۴) خادم کو معاف کر دینا

ابو امامہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دو غلام لے کر آئے، ایک کو حضرت علی کو دے دیا، اور کہا اسے مارنا نہیں، ہمیں نمازی کو مارنے کی ممانعت کی گئی، اور میں نے دیکھا کہ جس وقت سے ہم آتے ہیں یہ غلام نماز پڑھ رہا ہے، اور دوسرا ابوذر کو دے دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ پسندیدہ سلوک کرنا، تو انھوں نے آزاد کر دیا۔ آپ نے فرمایا، تم نے کیا کیا، ابوذر نے کہا آپ نے حکم دیا تھا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، تو میں نے اسے آزاد کر دیا۔

حضرت انس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ کے ساتھ کوئی خادم نہ تھا۔ ابو طلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر کہا، یا نبی اللہ! انس ہوشیار اور سمجھ دار لڑکا ہے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ انسؓ کا بیان ہے کہ پھر میں نے مدینہ میں تشریف آوری سے وفات تک سفر و حضر میں آپ کی خدمت کی، لیکن آپ نے کبھی مجھ سے کسی کام کے کرنے پر یہ نہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر کبھی یہ فرمایا کہ ایسا کیوں نہ کیا۔

(۵) جب غلام چوری کرے

ابوہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ دو، چاہے ایک نش ہی میں سہی'۔ ابو عبداللہ بخاری کہتے ہیں، کہ نش بیس ہے، نواۃ پانچ اور اوقیہ چالیس۔

(۶) خادم قصور بھی کرتا ہے

عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، باڑے میں گڈریے نے ایک بکری کا بچہ چھوڑ دیا تھا، آپ نے فرمایا، چلو جانے دو، یہ نہیں فرمایا ——— کہ ہمارے پاس سو بکریاں ہیں اور ہم ان کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتے۔ پھر جب گڈریا بکری کے بچے کو لے کر آیا تو ہم نے ایک بکری ذبح کر دی، آپ نے جو کچھ فرمایا تھا ان میں سے یہ بات بھی تھی۔ اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارو جیسے تم اپنی لونڈی کو مارتے ہو، اور جب ناک میں پانی ڈالو تو خوب اچھی طرح ڈالو، البتہ جب روزہ دار ہو تو ایسا نہ کرو'

(۷) مہر لگا کر خادم کے کچھ سپرد کرنا

ابو العالیہ کہتے ہیں کہ ہم کو حکم دیا جاتا تھا کہ ہم خادموں کو کوئی چیز حوالہ کرنے سے پہلے اس پر مہر لگادیں، اس کو ناپ کر اور گن کر چیز حوالہ کریں، تاکہ ان کی عادت بھی خراب نہ ہو اور ہمیں بھی بدگمانی نہ ہو'

(۸) خادم کو سامان گن کر دینا

حضرت سلمان سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں اپنے خادم کو گن کر کوئی چیز حوالہ کرتا ہوں تاکہ بدگمانی کا کوئی موقع نہ رہے۔ ان کا دوسرا لفظ ہے کہ مشکیزوں کے بندھن بھی گن کر دیتا ہوں'

(۹) خادم کو ادب آموزی

یزید بن عبداللہ بن قسیط کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عمر نے اپنے غلام کو سونا یا چاندی دے کر بازار بھیجا اس نے اسے خرچ کرنا شروع کیا، لوگوں نے دیکھ لیا۔ اب وہ ابن عمر کے پاس لوٹا تو ابن عمر نے اسے دردناک حد تک مارا اور کہا کہ جا میرا حصہ دے دے اور برباد نہ کر۔

حضرت ابومسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا، پیٹھ پیچھے سے آواز سنی "ابومسعود جان لو کہ جتنی قدرت تمھیں اس غلام پر حاصل ہے، اللہ کو تم پر اس سے بھی زیادہ قدرت حاصل ہے۔ میں نے منہ پھیر کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ غلام اللہ کے لیے آزاد ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم آزاد نہ کر دیتے تو جہنم تمھیں پالیتی، یا شاید یہ لپک لیتی۔

(۱۰) یہ کبھی نہ کہو کہ خدا تیرے چہرے کو داغ دار کرے

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہ کہا کرو کہ اللہ تیرے چہرے کو داغ دار کرے اور اس کے چہرے کو بھی جو اس کے مشابہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

(۱۱) چہرے کو بچا کر مارو

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو اس کے چہرے کو بچا کر مارے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانور کے پاس سے گزرے، جس کے تھوتھنے پر دھونکنی کا داغ دیا گیا تھا، آپ نے فرمایا جس نے ایسا کیا اس پر خدا کی لعنت، نہ کوئی چہرے کو پھلائے اور نہ چہرے پر کبھی مارے۔

(۱۲) جو غلام کو طمانچہ مارے اُسے چاہیے کہ آزاد کر دے۔ (اگرچہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے)

ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ سوید بن مقرن کے گھر میں ہم پارچہ فروشی کرتے تھے۔ ایک لونڈی نکلی، اس نے ایک شخص سے کچھ کہا، شخص نے لونڈی کو طمانچہ مار دیا، تو سوید بن مقرن نے کہا کیا تم نے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ میں نے اپنے آپ کو سات اشخاص میں ایک پایا ہے (یعنی ہم لوگ سات آدمی تھے) اور ہمارے پاس ایک ہی خادمہ تھی

ہم میں سے ایک آدمی نے اُسے طمانچہ مار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا اسے بے جرم مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔

حضرت معاویہ بن سوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک غلام کو طمانچہ مار دیا وہ بھاگ گیا۔ اس پر میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ قصاص لے لو، ہم لوگ مقرن کے بیٹے سات تھے اور ایک ہی خادمہ تھی، ہم میں سے ایک نے اس کو طمانچہ مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا، ان سے کہہ دو کہ اسے آزاد کر دیں، عرض کیا گیا کہ اس کے سوا ان کے پاس کوئی خادم نہیں ہے، فرمایا کہ تو ایسی صورت میں اس سے خدمت لیں، اور جب ضرورت نہ رہے تو اسے آزاد کر دیں۔

سوید بن مقرن المزنی سے ابو شعبہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو طمانچہ مار دیا۔ کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ صورت (انسانی) واجب الاحترام ہے۔ میں سات بھائیوں میں ساتواں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا ہمارے پاس ایک ہی خادم تھا، ہم میں سے ایک نے اسے طمانچہ مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اُسے آزاد کر دیں۔

ابو عمرو زاذان سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابن عمرؓ کے پاس تھے انھوں نے اپنے غلام کو بلایا جسے انھوں نے مارا تھا۔ اُس کی پیٹھ کھول کر دیکھی، کہا کہ تمھیں تکلیف ہو رہی ہے اُس نے کہا نہیں اس کے بعد ابن عمر نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اور ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا کہ مجھے اس کا اتنا بھی اجر نہیں ملے گا جتنا اس تنکے کا وزن ہے۔ میں نے کہا، اے ابو عبدالرحمن! آپ ایسا کیوں کہتے ہیں، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کو بے قصور حد شرعی تک مارے یا اس کے چہرے پر طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے۔

(۱۳۰) غلام کا قصاص

حضرت عمار بن یاسر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو غلطاً مار پیٹ کرے گا تو قیامت کے دن

اس کی وجہ سے اسے بیڑیاں پہنائی جائیں گی۔

ابولیلی نے بیان کیا کہ سلمانؓ سفر کو نکلے، جانور کو چارہ دیتے تھے تو ہو دے سے گرتا رہتا، اس پر اپنے خادم سے کہا اگر مجھے اس کا ڈر نہ ہوتا کہ قصاص واجب ہوگا تو میں تجھے دکھ پہنچاتا۔

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اہلِ حقوق کے حقوق ضرور ادا کرو۔ حتیٰ کہ بن سینگ کی بکری کے عوض سینگ والی بکری دے دی جائے۔

حضرت اُمّ سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں تھے آپ نے ایک پیش خدمت لڑکی کو بلایا جو آپ کی خادمہ تھی یا شاید بی بی اُمّ سلمہ کی، اُس کے آنے میں دیر لگائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناخوش گواری کے اثرات ظاہر ہوئے۔ بی بی اُمّ سلمہ اُٹھ کر پردہ کے پاس گئیں، تو دیکھا کہ لڑکی مسواک سے کھیل رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر قیامت کے دن پاداش کا خطرہ نہ ہوتا تو اسی مسواک سے تجھے مارتا۔ محمد بن الہیثم نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ لڑکی کسی جانور سے کھیل رہی تھی، جب اُمّ سلمہؓ اُسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ قسم کھاتی ہے کہ اس نے آپ کی آواز نہیں سُنی، اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ لڑکی کے ہاتھ میں اس وقت مسواک تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کو مارے گا قیامت کے دن اُس سے بدلہ لیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے کسی کو مارا قیامت کے دن اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

(۱۴۷) غلاموں کو ویسا ہی پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو۔

عبادہ بن ولید بن عبادہ بن الصامت سے مروی ہے: میں اور میرے والد دونوں انصار کے قبائل میں قبل اس کے کہ یہ لوگ ختم ہو چکیں، تحصیل علم کے لئے روانہ ہوئے، سب سے پہلے جن بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیسر تھے، ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا، دونوں

آقا وتوکر کے لباس ایک ہی ہے (متخالف) بسردہ (چادر) اور معافری (علاقہ شدہ) ہم تھے میں نے ان سے کہا ، چچا جان ! اگر آپ غلام سے چادر لے لیتے اور اپنی معافری اسے دے دیتے یا اس سے معافری لے لیتے اور چادر دے دیتے، تو آپ کا بھی ایک جوڑا ہو جاتا اور غلام کا بھی ایک جوڑا۔ انھوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، اللہ برکت دے بھتیجے ! میری دونوں آنکھوں نے دیکھا، ان دونوں کانوں نے سنا، اور قلب کی طرف اشارہ کرکے ، میرے اس قلب نے یاد رکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ جیسا کھاتے ہو، اور ویسا ہی پہناؤ جیسا پہنتے ہو۔ میرے لیے دنیا کی کوئی نعمت اسے دے دینا" اس سے آسان تر ہے کہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں سے یہ کچھ لے لے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کے بارے میں حسن سلوک کی ہدایت فرمایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے، جیسا کھاؤ، ان کو کھلاؤ اور جیسا پہنو ویسا انھیں پہناؤ۔ اور اللہ عزوجل کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔

(۱۵) غلاموں کو گالی دینا

المعرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر کو دیکھا، وہ جیسا جوڑہ پہنے تھے ویسے ہی ان کا غلام بھی پہنے تھا۔ ہم نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو گالی دی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کر دی، آپ نے مجھ سے کہا کہ کیا تم نے اس کو ماں کی گالی دی؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تمھارے خدام تمھارے بھائی ہیں جنھیں خدا نے تمھارے قبضہ میں دے دیا ہے، جس کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہیے کہ جیسا خود کھائے ویسا اسے کھلائے، اور جیسا خود پہنے ویسا اسے پہنائے۔ اور اس سے ایسا کام نہ لے جو اس کے بس کا نہیں، اگر ایسے کام کے لیے کہے تو کام کی تکمیل میں خود بھی اس کی امداد کرے۔

(۱۶) غلاموں کی (مفوضہ کام میں) امداد

سلام بن عمرو کسی صحابی بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، ان کے ساتھ احسان کرو، جو کام تم سے نہ ہو سکے اس میں ان کی مدد لو، اور جو ان سے نہ ہو سکے

اس میں تم ان کی مدد کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کام کرنے والے کی اعانت کرو، کیونکہ اللہ کا کارندہ یعنی خادم ناکام نہیں ہوتا۔

(۱۷) غلام پر اس کی طاقت سے زاید کام نہ ڈالو

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام کا حق خوراک و لباس ہے، اور یہ کہ اس پر طاقت سے زاید کام نہ ڈالا جائے۔

معرور بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک بار ابوذر کو دیکھا خود تو ایک کپڑا پہنے تھے اور غلام کو پورا جوڑا دے رکھا تھا۔ ہم نے کہا کہ آپ غلام سے جوڑا لے لیتے اور اپنا کپڑا اسے دیدیتے تو اچھا ہوتا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ تمہارے بھائی ہیں جنھیں خدا نے تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے، جس کے قبضہ میں کوئی بھائی ہو تو اُسے چاہیے کہ جیسا خود کھائے اسے بھی کھلائے اور جیسا خود پہنے اسے بھی پہنائے، اور اس کو ایسے کام کے لئے نہ کہے جو اس کے بس کا نہ ہو۔ اور کہے تو خود اس کی تکمیل کار میں مدد کرے۔

(۱۸) کسی شخص کا اپنے غلام اور خادم پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

حضرت مقدامؓ سے مروی ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو اپنے آپ کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے جو اپنے بچوں کو بیوی کو اور خادم کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو باقی رہ جانے اور جسے دیا جائے اسے اوروں سے بے نیاز کردے، اور اوپر کا ہاتھ (یعنی دینے والے کا) نیچے کے ہاتھ (یعنی لینے والے کے) سے بہتر ہوتا ہے۔ اور صدقہ کی ابتدا کرو اُن سے جن کے اخراجات تمہارے ذمہ ہیں۔ تمہاری بیوی کہے گی میرا خرچ دو ورنہ مجھے طلاق دیدو۔ غلام کہے گا میرا خرچ دو ورنہ مجھے بیچ دو وہ کہے گا مجھے کس کے سپرد کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا۔ اپنی ذات پر خرچ کرو، اُس نے کہا میرے ایک اور دینار بھی ہے، فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کرو، کہا میرے پاس اس کے علاوہ ایک اور بھی ہے، فرمایا۔ اپنے خادم پر خرچ کرو اور اس کے بعد تم خود دانا و بینا ہو۔

(۱۹) اگر کوئی اپنے غلام کے ساتھ کھانا ناپسند کرے حضرت جابر سے کسی نے پوچھا اگر خادم کو مشقت اور تپش سے بچاۓ تو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ کھانے پر اسے بلاۓ، کہا کہ ہاں، اگر کوئی شخص خادم کے ساتھ کھانا نہ پسند کرے تو اسے ہاتھ ہی میں ایک لقمہ دے دے۔

(۲۰) غلام کو ویسا ہی کھلاۓ جیسا خود کھاۓ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کے بارے میں اچھے سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جیسا کھاؤ ویسا کھلاؤ، جیسا پہنو ویسا پہناؤ، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔

(۲۱) خادم کو کھانے پر ساتھ بٹھانا حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لاۓ تو اسے چاہیۓ کہ خادم کو بھی ساتھ بٹھاۓ اور اگر خادم راضی نہ ہو تو کھانے میں سے کچھ اسے دے دے۔

ابو محذورہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوۓ تھے کہ صفوان بن اُمیہ ایک بڑا سا بادیہ لے کر آۓ جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور چند لوگ اسے اُٹھاۓ ہوۓ تھے۔ انھوں نے لاکر حضرت عمر کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر نے بہت سے مساکین اور لوگوں کے غلام جو اُن کے قریب تھے ان سب کو بلالیا اور سب نے اُن کے ساتھ ہی کھایا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو برباد کردیا یا شاید یہ کہا کہ رسوا کردیا جس نے اپنے غلاموں کو ساتھ کھلانے سے نفرت کی، صفوان نے کہا بخدا ہم ان سے نفرت نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنی ذات پر انھیں ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ خدا کی قسم ہم اچھے قسم کا کھانا پاتے ہی نہیں جسے خود کھائیں اور انھیں بھی کھلائیں۔

(۲۴۲) غلام اپنے آقا کی بہی خواہی کرے

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر غلام نے اپنے آقا کی بہی خواہی کی اور اپنے پروردگار کی عبادت بھی اچھی طرح کی تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔

ایک شخص نے عامر شعبی سے کہا کہ ابو عمر ہم لوگ کہتے ہیں کہ جس نے اپنی ام ولد (وہ لونڈی جس سے اولاد پیدا ہو گئی ہو) کو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لیا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے قربانی کے جانور پر سواری بھی کرے۔ اس پر عامر نے کہا کہ ابو بردہ نے مجھ سے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں سے فرمایا۔ تین قسم کے لوگ وہ ہیں جنھیں دوہرا اجر ملے گا ایک تو وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اس کے لئے دو اجر ہیں، دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا، اور اپنے آقا کا بھی، تیسرا وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو جس سے وہ ہم بستر بھی ہوتا ہو، اس نے اچھا ادب سکھایا، اچھی تعلیم دی، پھر اُسے آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کر لیا، اس کے لئے دوہرا اجر ہے، عامر نے کہا کہ ہم نے یہ علم تمھیں بغیر خرچ دے دیا، اور لوگ اس کے لئے پہلے مدینہ تک سفر کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس غلام نے اللہ کی اچھی طرح عبادت کی اور اپنے آقا کا وہ حق ادا کر دیا جو اس پر اطاعت و بہی خواہی کا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔

ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ غلام کے لئے دو اجر ہیں، جب کہ اس نے اللہ کا حق عبادت یا فرمایا حسن عبادت، اور اس آقا کا حق جس کا وہ غلام ہے۔ دونوں ادا کر دیئے۔

(۲۴۳) غلام چرواہا ہے (ذمہ دار)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص راعی (چرواہا یعنی ذمہ دار) ہے۔ اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا، حاکم جو لوگوں پر مقرر ہے راعی ہے اور اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ، اور ایک شخص اپنے گھر والوں

کا راعی ہے اور اپنی رعیت کا جواب دہ، اور کسی کا غلام راعی ہے اور اپنے آقا کے مال کا جواب دہ ہے، یاد رکھو، تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے تھے کہ غلام جب اپنے آقا کی اطاعت کرتا ہے تو خدائے عزوجل کی اطاعت کرتا ہے، اور جب نافرمانی کرتا ہے تو خدائے عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے۔

(۲۴) غلام ہونے کو پسند کیا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان جب اللہ کا اور اپنے آقا کا حق ادا کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ابوہریرہ نے کہا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج، اور اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک (کے اجر ہوتے) تو میں اسے پسند کرتا کہ غلام ہو کر مروں۔

(۲۵) غلام کو میرا بندہ نہ کہو

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ "میرا بندہ" میری ساری اُمت اللہ کے بندے ہیں، اور تمہاری عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ میرا غلام، میری لونڈی، میرا چھوکرا، میری چھوکری کہا کرو۔

(۲۶) کیا "میرے آقا" کہے

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی میرا بندہ اور میری بندی ہرگز نہ کہے، اور نہ غلام میرا پالن ہار، اور میری پالن ہار کہے اچھا ہے کہ میرا چھوکرا اور میری چھوکری کہے، اور میرا آقا اور میری آقا کہے۔ تم سب کے سب بندے ہو اور پروردگار اللہ عزوجل ہے۔

مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا۔ میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ لوگوں نے حضور سے عرض کیا، آپ ہمارے آقا ہیں، فرمایا آقا تو اللہ ہے، لوگوں نے کہا کہ آپ ہم سے افضل ہیں، سب سے زیادہ بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ فرمایا جو کہو سو کہو مگر شیطان تم میں گھسنے نہ پائے

(۲۷) آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ امانت دار راعی ہے اور

جواب دہ ہے۔ ایک شخص اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور جواب دہ، عورت اپنے شوہر کے گھر میں راعیہ ہے اور جواب دہ۔ یاد رکھو! تم میں سے ہر شخص راعی (ذمہ دار چرواہا) ہے اور اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہے۔

حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث سے روایت ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم متعدد ہم سن نوجوان تھے۔ آپ کی خدمت میں بیس راتیں گذاریں۔ تو آپ نے یہ خیال فرمایا کہ اب ہمیں اپنی گھر والیاں یاد آرہی ہیں' آپ نے ہم سے پوچھا کہ گھر میں کس کس رشتہ دار کو چھوڑ آئے ہیں ہم نے عرض کیا۔ آپ بڑے نرم دل اور بڑے رحیم تھے فرمایا۔ اچھا اپنے اہل وعیال میں واپس جاؤ۔ ان کو تعلیم دو، اور اچھی باتیں بتاؤ جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ویسے ہی نماز پڑھا کرو۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی ایک آدمی اذان کہہ دیا کرے اور امامت وہ کرے جو سب سے بڑا ہو۔

(۲۸) عورت راعیہ (ذمہ دار) ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر شخص اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے۔ ایک لیڈر راعی ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے، آدمی اپنے اہل وعیال میں راعی ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر میں راعیہ ہے اور خادم اپنے آقا کے مال میں راعی ہے۔ یہ باتیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں' اور مجھے خیال ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص اپنے باپ کے مال میں (بھی راعی ہے)۔

(۲۹) جس کے ساتھ نیکی کی جائے اُس کا بدلہ دے

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ نیکی کی جائے اُسے چاہیے کہ بدلہ دے، اگر بدلہ نہ دے سکے تو اس کی تعریف کرے۔ جب اس نے تعریف کی تو اس نے شکریہ ادا کیا۔ اگر اس کے احسان کو چھپایا تو اس نے کفران نعمت کیا۔ اور

جس نے اپنی وہ صفت بیان کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ ایسا ہے جیسے دو جھوٹے کپڑے پہن لئے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ کی پناہ چاہے، اسے پناہ دو، اور جو اللہ کے نام پر مانگے اسے عطا کرو۔ اور جو تمھارے ساتھ نیکی کرے اس کا بدلہ دو، اور اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لئے دعا کرو تاکہ وہ جان لے کہ تم نے بدلہ ادا کر دیا۔

(۳۰) جو بدلہ نہ ادا کر سکے وہ دعا کرے

حضرت انسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ مہاجرین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سارا اجر انصار لے گئے فرمایا نہیں جب تک کہ تم ان کے لئے دعائے خیر کرتے رہو اور ان کی تعریف کرتے رہو تم کو بھی اجر ملے گا۔

(۳۱) جو لوگوں کا شکریہ نہ ادا کرے

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نفس سے فرمایا نکل، عرض کیا میں بغیر جبر نہیں بدن سے نکلوں گا۔

(۳۲) کسی شخص کی اپنے بھائی کو امداد

حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا، کون سا غلام بہتر ہے، فرمایا سب سے قیمتی، اور اپنے لوگوں میں سب سے پسندیدہ۔ عرض کیا کہ اگر بعض عمل کی استطاعت نہ ہو تو فرمایا کسی ضرورت مند کی امداد کرو، کسی مجبور کے ساتھ نیکی کرو، عرض کیا اور اگر ضعیف ہو جاؤں، ارشاد فرمایا لوگوں کو برائی سے منع کر دو یہ بھی ایک صدقہ ہے جس کے ذریعہ تم اپنی ذات کا صدقہ ادا کرو گے۔

(۳۳) دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہیں

حضرت قبیصہ بن برمہ الاسدی کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوں گے اور دنیا میں برائی والے ہی آخرت میں برائی والے

ہوں گے۔

حضرت حرملہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ گھر سے نکلے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو پہچانا اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلنے لگے تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور آیا کروں گا تاکہ علم زیادہ ہو۔ میں آپ کے پاس آکر سامنے کھڑا ہوگیا اور میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے کیا عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا۔ اے حرملہ بھلے اور اچھے کام کیا کرو اور برے اور ناپسندیدہ کاموں سے بچو۔ میں پھر لوٹا اپنی سواری کے قریب آیا اور واپس آکر پھر آپ کے سامنے ذرا قریب کھڑا ہوگیا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ مجھے کس عمل کا حکم فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، اے حرملہ پسندیدہ کام کیا کرو۔ ناپسندیدہ سے پرہیز کرو۔ اور دیکھ لیا کرو کہ جب تم لوگوں میں سے اٹھ کر چلے جاؤ تو لوگ تمھیں کیا کہتے ہیں، تمھارے کان جو اُن سے سننا پسند کریں، وہی کام کرو اور جب تم لوگوں میں سے اٹھ جاؤ تو لوگ جو کچھ کہیں وہ اگر تمھیں ناپسند ہوں تو ایسا کام نہ کرو۔ حرملہ کہتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو میں نے اس بارے میں غور کیا معلوم ہوا کہ ان دونوں صورتوں نے تو کوئی بات چھوڑی ہی نہیں۔

معتمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے حدیث ابی عثمان عن سلمان کہ دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوتے ہیں۔ بیان کی تو انھوں نے کہا کہ میں نے اُسے ابوعثمان سے سُنا ہے اور وہ سلمان سے روایت کرتے تھے۔ تو میں نے یہ بات سمجھ لی اور کسی سے یہ حدیث میں نے مطلقاً بیان نہیں کی۔ ابوعثمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ایسا ہی فرماتے تھے۔

(۲۴۲) ہر بھلائی ایک صدقہ ہے

حضرت جابر بن عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر بھلائی ایک صدقہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، اگر کسی سے یہ ہو سکا یا نہ کر سکا تو؟ فرمایا، کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو

فرمایا اچھی باتوں کا حکم دیا کرے، یا فرمایا پسندیدہ باتوں کا حکم دیا کرے، لوگوں نے عرض کیا کہ جو یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا۔ بُری باتوں سے رُکا رہے۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ فرمایا، اللہ پر ایمان لانا، اور اللہ کی راہ میں جہاد کہا سب سے بہتر غلام کون ہے؟ فرمایا جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور اپنے لوگوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ عرض کیا۔ اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا، کسی حاجت مند کی مدد کرو یا کسی مجبور کے ساتھ بھلائی کرو، اگر میں یہ نہ کروں، فرمایا کہ لوگوں کو برائی سے منع کرے کیونکہ یہ بھی ایک صدقہ ہے، اپنی جان پر اس کا صدقہ کرو۔

ابوذرؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اہلِ ثروت اجر لے گئے وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں، اور (اس پر مزید) یہ کہ وہ اپنے فاضل اموال کو صدقہ میں دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں کچھ نہیں دیا ہے کہ تم صدقہ کر سکو، ہر سبحان اللہ اور ہر الحمد للہ کہنے کے ساتھ ایک صدقہ ہے، اور تم میں سے ہر آدمی کے بدن میں صدقہ (کی گنجایش) موجود ہے۔ عرض کیا گیا۔ کیا شہوت میں بھی، فرمایا۔ اگر حرام جگہ پر شہوت کو استعمال کرے تو گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح جب کسی نے حلال جگہ پر اس قوت کو استعمال کیا تو اس کا اجر ملے گا۔

(۳۵) تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرنا

حضرت ابو برزہ سلمی سے روایت ہے، کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں، جو مجھے جنت میں پہنچا دے۔ فرمایا۔ عام راستوں پر سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دو۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص راستہ پر گذرا، اس نے وہاں کانٹا دیکھا، کہا کہ اسے ضرور ہٹا دوں۔ شاید کسی مسلمان کو دکھ دے۔ تو اس شخص کی مغفرت ہو گئی۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے میری اُمت کے اعمال پیش کیے گئے، اچھے بھی اور بُرے بھی، تو میں نے ان

کے اچھے اعمال میں راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا اور برے اعمال میں مسجد میں ناک کا ریٹھا پایا جس کو زمین کے اندر نہیں دبا گیا تھا۔

(۳۶) **پسندیدہ بات** حضرت عبد اللہ بن یزید الخطمی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر پسندیدہ بات ایک صدقہ ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تھی تو فرماتے تھے یہ فلاں کے پاس لے جاؤ، وہ خدیجہ کی دوست تھی، یہ فلاں کے گھر لے جاؤ، وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، تمھارے نبی نے فرمایا ہے کہ ہر پسندیدہ بات ایک صدقہ ہے۔

(۳۷) **ترکاریوں کی کیاری پر جانا اور کاندھے پر تھیلا اٹھانا** عمرو بن ابی قرۃ الکندی کہتے ہیں کہ میرے والد نے سلمانؓ کے سامنے اپنی بہن کی نسبت پیش کی انھوں نے انکار کیا اور اپنی ایک آزاد کردہ لونڈی سے نکاح کر لیا جس کا نام بقیرہ تھا۔ ابو قرہ کو یہ بات پہنچی کہ حذیفہ اور سلمان کے مابین کوئی بات ہے، وہ سلمان کی تلاش میں آئے۔ انھیں بتایا گیا کہ وہ اپنے ترکاریوں کی کیاری پر ہیں۔ وہ اسی طرف چلے تو سلمان سے ملاقات ہوئی۔ وہ ایک تھیلے میں ترکاریاں لے ہوئے تھے، تھیلے کے کنڈے میں ڈنڈا لگا کر کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ ابو قرہ نے کہا اے ابو عبد اللہ! آپ کے اور حذیفہ کے مابین کیا بات ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ سلمان کہتے ہیں، آدمی بڑا عجلت پسند واقع ہوا ہے۔ دونوں چلتے رہے، یہاں تک کہ سلمان کے گھر پہنچے، سلمان گھر میں گئے، السلام علیکم کہا اور ابو قرہ کو بلایا، ابو قرہ اندر گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک بستر پڑا ہے، سرہانے پر اینٹیں رکھی ہیں، کچھ ترکاری کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ سلمان نے کہا کہ اپنی لونڈی کے بستر پر جو اس نے اپنے لئے بچھا رکھا ہے بیٹھو۔ پھر باتیں کرنے لگے۔ کہا کہ حذیفہ وہ باتیں بیان کیا کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں پر غصہ کی حالت میں فرمائی تھیں، یہ باتیں میرے پاس لائی گئیں اور مجھ سے سوال کیا گیا۔ تو میں نے کہہ دیا کہ حذیفہ جو بیان کرتے ہیں، اسے وہی جانتے

ہیں، میں اسے ناپسند کرتا تھا کہ لوگوں میں کینہ پھیلے، حذیفہ سے لوگوں نے جاکر کہا کہ سلمان نہ تمھاری تصدیق کرتے ہیں اور نہ تکذیب، اس کے بعد حذیفہ میرے پاس آئے اور کہا کہ اے سلمان بن آم سلمان، میں نے بھی کہا: اے حذیفہ ابن ام حذیفہ یا تو اس حرکت سے باز آجاؤ ورنہ میں حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجوں گا۔ جب میں نے عمرؓ سے ڈرایا تو انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اولاد آدم میں سے جس کسی شخص پر میں لعنت کروں یا اس کی ناپسندیدگی کے باوجود برا بھلا کہوں تو میں اس پر رحمت کر رہا ہوں۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا، ہم لوگوں کی زمین پر چلو، ہم سب چلے، میں اور ابی بن کعب پیچھے تھے، بڑے زور کا بادل اٹھا، اُبیؓ نے دعا کی، اے اللہ! ہم سے اس کی تکلیف کو دفع کر دینا۔ جب ہم لوگ بڑھ کر ان لوگوں سے ملے تو ان کے کجاوے بھیگ گئے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ جیسے ہم بھیگے، تم نہ بھیگے، میں نے کہا کہ ابی نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ اللہ ہم سے اس تکلیف کو دفع کر دے، حضرت عمرؓ نے کہا، کیا تم لوگوں نے اپنے ساتھ ہم لوگوں کے لئے بھی دعا نہ کی تھی۔

(۳۸) جائداد کی طرف جانا

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں ابو سعید الخدری کے پاس آیا۔ وہ میرے دوست تھے، میں نے ان سے کہا کہ نخلستان کی طرف نہ چلیں، پھر ہم لوگ چلے، اس وقت وہ سیاہ چادر اوڑھے ہوتے تھے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ درخت پر چڑھ کر پھل توڑ لائیں تو آپ کے دوستوں نے عبداللہ بن مسعود کی پنڈلیوں کو دیکھا اور ان کی پنڈلیوں کے دبلاپے سے ہنس پڑے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ ہنستے کیا ہو، عبداللہ میزان (حشر) میں احد (پہاڑ) سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

(۳۹) ایک مسلمان اپنے بھائی کا آئینہ ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، ایک مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب اس میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی اصلاح کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اس کی چیز کی حفاظت

کرتا ہے، اور اس کے پیٹھ پیچھے اس کی حمایت کرتا ہے۔

حضرت المستورد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کسی مسلم کا ایک لوالہ کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ ویسا ہی لوالہ اسے جہنم کا کھلائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کا کپڑا پہن لے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ جہنم کا لباس پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے مقابلہ کے مقام پر کھڑا ہوگا۔ اللہ اسے اپنے مقابلہ پر کھڑا کرے گا۔

(۳۹) ناجائز کھیل اور مذاق

عبداللہ بن السائب اپنے باپ اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے یعنی آپ فرماتے تھے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوست کی کوئی چیز نہ لے نہ مذاق سے اور نہ سنجیدگی سے، اگر کوئی اپنے دوست کی چھڑی لے لے تو اسے واپس کردے۔

(۴۰) اچھے کام کی راہ بتانے والا

حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں پریشان ہوں، مجھے ایک سواری عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو نہیں ہے فلاں کے پاس چلے جاؤ شاید وہ تم کو سواری دیدے انھوں نے سواری دے دی۔ آپ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ جس نے اچھے کام کی راہ بتائی اس کو عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔

(۴۱) لوگوں سے درگزر کرنا، اور معاف کرنا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آلود بکری لے کر آئی۔ آپ نے اس بکری کا گوشت کھایا، آپ بیمار پڑ گئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ اس یہودیہ کو قتل نہ کردیں، آپ نے فرمایا۔ نہیں، ہم اس زہر کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقوم میں ہمیشہ دیکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر منبر پر فرماتے تھے (معافی کی راہ اختیار کر اور اچھے کام کا حکم دو، اور جاہلوں سے درگذر کرو) کہا واللہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق سے ایمان حاصل کیا جائے، ہم جب تک کہ لوگوں کے ساتھ ہیں ضرور حاصل کریں گے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ تعلیم دو، آسانی کرو، سختی نہ کرو، اور جب کوئی تم میں سے غصہ ہو تو چاہیے کہ چپ ہو جائے۔

(۱۴) لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا

عطاء بن یسار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کو بیان کیجئے جس کا ذکر تورات میں ہے۔ کہا ہاں واللہ آپ کی بعض وہ صفتیں، جو قرآن مجید میں ہیں۔ تورات میں بھی ان کا ذکر ہے۔ (اے نبی ہم نے تم کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے) اور ان پڑھوں کی پناہ بنا کر، تم میرے بندے ہو، رسول ہو، تم کو میں نے متوکل کا نام دیا ہے۔ نہ کھُرے ہو نہ سخت دل ہو، نہ بازار میں شور و شغب کرنے والے ہو اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہو بلکہ معاف کرتے اور درگزر کرتے رہو، اور اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا سے اس وقت تک ہرگز نہ اٹھائے گا جب تک کہ تم کج رو قوم کو سیدھی راہ پر نہ لے آؤ، کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ اندھی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ بہرے کان سننے لگیں اور وسعتِ قلب پیدا ہو جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ آیت (اے ہم نے تم کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے) تورات میں بھی اسی طرح ہے۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی بات سنی ہے جس سے اللہ نے مجھے نفع پہنچایا، یا کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے معاملہ میں شک و شبہ کی اتباع کرو گے تو لوگوں کو خراب کر دو گے، میں شک و شبہ کی اتباع نہیں کرتا کہ ان کو خراب کر دوں۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ حضرت حسن اور حضرت حسین پکڑے ہوئے تھے، اور ان کے پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر تھے، آپ نے ان سے کہا چڑھ جاؤ بچے رسول اللہ کے سینہ پر چڑھ گئے، آپ نے منہ کھولا اور ان کا بوسہ لیا اور فرمایا اے اللہ! ان سے محبت فرما، میں ان کو عزیز رکھتا ہوں۔

(۴۴۲) **تبسم (مسکراہٹ)** حضرت جریرؓ کہتے تھے کہ جب سے میں مسلمان ہوا، رسول اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی مجھے دیکھا تو مسکرائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس دروازے سے ایک شخص داخل ہوگا جو خیر و برکت والا ہے اور اس کے چہرے پر فرشتے کے پوچھنے کا نشان ہے، اس کے بعد جریر داخل ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ حضرت بی بی عائشہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کھل کر ہنستے کبھی نہیں دیکھا کہ حلقوم نظر آجاتا، آپ صرف مسکراتے تھے۔ آپ جب کبھی گہرا بادل یا تیز ہوا دیکھتے تھے تو آپ کے چہرے پر اس کے اثرات معلوم ہوتے تھے، بی بی عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ لوگ جب گہرا بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ شاید پانی برسے گا۔ اور آپ جب دیکھتے ہیں اور آپ کے چہرے پر انقباض کے اثرات نمایاں ہوجاتے ہیں، فرمایا اے عائشہ! مجھے اس کا اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب نہیں ہے۔ ایک قوم پر ہوا سے عذاب آچکا ہے، اور ایک قوم نے بادل سے عذاب دیکھا ہے، لوگ کہتے تھے کہ یہ تو برسنے والا بادل ہے اس سے پانی برسے گا۔

(۴۴۳) **ضحک (کھل کے ہنسی)** حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہنسی کم کرو۔ بہت ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بہت زیادہ نہ ہنسا کرو، بہت ہنسنا دل کو مُردہ کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے تو چند لوگ صحابہ میں سے ہنس رہے تھے، اور باتیں کررہے تھے، اس پر آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ اختیار میں میری جان ہے، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنسا کرتے اور بہت رویا کرتے، پھر آپ تو واپس چلے گئے اور لوگوں کو رلا دیا، اور اللہ عزوجل نے وحی بھیجی، اے محمد میرے بندوں کو مایوس نہ کرو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور فرمایا، البشارت ہو، سیدھی راہ پر چلو، اور ایک دوسرے سے قریب آجاؤ۔

(۴۴) جب سامنے آئے تمام تر آئے اور جب منہ پھیرے تمام تر پھیرے

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ وہ اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ مجھ سے بیان کیا ہے اس نے جس کے لب خوبصورت، رنگ سفیدی مائل تھا، اور جب سامنے آتے تھے تو تمام تر، اور جب منہ پھیرتے تھے تو تمام تر، کسی آنکھ نے اس جیسا کبھی دیکھا ہے اور نہ کبھی دیکھ سکے گی۔

(۴۵) جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم سے فرمایا، تمھارے پاس کوئی خادم ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا جب میرے پاس قیدی آئیں تو آنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو قیدی لائے گئے، صرف دو، اس وقت ابوالہیثم بھی آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ایک چن لو عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی میرے لئے چن دیجئے فرمایا جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہے۔ اس کو لے جاؤ، میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور لے جا کر اس کو بہت اچھی طرح رکھو۔ ابوالہیثم کی بیوی نے کہا کہ رسول اللہ نے جتنی اچھی طرح رکھنے کو فرمایا ہے تم نہ رکھ سکو گے، اس لئے بہتر ہے کہ اسے آزاد کردو، ابوالہیثم نے کہا اچھا تو وہ آزاد ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے کوئی ایسا نبی یا اپنا جانشین نہیں بھیجا جس کے دو اندرونی داعیے نہ ہوں، ایک داعیہ تو اسے اچھی باتوں کا حکم دیتا اور بری باتوں سے روکتا ہے، دوسرا داعیہ وہ ہے جو اس کو دکھ نہیں پہنچنے دیتا (یا اس کی بہی خواہی کرتا ہے) اور جو برے اندرونی داعیہ سے بچ گیا وہ واقعۃً بچ گیا۔

(۴۶) مشورہ

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے پڑھا، اور اُن سے معاملات میں مشورہ کرلیا کرو۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، واللہ جب کسی قوم نے مشورہ کا طریقہ اختیار کیا تو راہِ راست پر رہی، جو ان کے سامنے حاضر ہیں ان ہی کی کوئی فضیلت نہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی، اور ان کے معاملات اُن کے آپس کے مشورے پر ہوتے ہیں۔

(۴۷) جس نے اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیدیا حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری طرف منسوب کرکے ایسی جھوٹی بات بنائی جو میں نے کہی نہیں ہے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کو ایسا مشورہ دے دیا جو (اس کی نظر میں) صحیح نہیں ہے اس نے خیانت کی، اور جس نے بغیر پورے اطمینان اور فہم کے فتوے دے دیا، اس فتوے کا وبال خود اسی پر آئے گا۔

(۴۸) لوگوں میں آپس کی محبت حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ جنت میں اس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک کہ مسلمان نہ ہو جاؤ، اور مسلمان اس وقت تک نہ ہو سکوگے جب تک نہ چلو پھرو، اسلام کو خوب پھیلاؤ، اس سے آپس کی محبت پیدا ہوگی، اور بغض سے ہمیشہ بچتے رہو، یہ تو مونڈ دینے والا ہے، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ بغض بالوں کو مونڈ دیتا ہے، البتہ یہ دین کو مونڈ لیتا ہے۔

بالکل یہی روایت، انس بن عیاض عن ابراہیم سے بھی پہنچی ہے۔

(۴۹) اُلفت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ دو ایمان والوں کی روح ایک دن کی مسافت سے مل جاتی ہیں حالانکہ ایک نے دوسرے کو ابھی دیکھا نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، نعمتوں کو جھٹلایا جاتا ہے، ناطوں کو قطع کیا جاتا ہے، اور ہم نے دلوں کی قربت کے مثل کوئی چیز نہیں دیکھی۔

عمیر بن اسحٰق سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ لوگوں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ اُلفت ہوگی۔

(۵۰) دل لگی حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اہلیہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں، تو فرمایا۔ اے بھاؤ بٹہ کرنے والی، ارے ٹھہر بھی، تیرا بازار تو کانچ پر ہے۔ ابو قلابہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بات فرمائی کہ اگر تم میں سے کوئی ایسی بات

کہتا تو تم اس کے قول کو کہ تیرا بازار تو کانچ پر ہے کھیل بنا لیتے۔

(مترجم) یہ ایک دل لگی کا جملہ ہوا کہ بازار میں کب بیٹھے کانچ جیسی نازک سی چیز اور بھاؤ بٹہ نددروں پر کیا، کانچ کا اعتبار کیا ٹوٹ جائے تو جتنا دام اب مل رہا ہے وہ بھی گیا۔ اُم سلیم اُم المومنین کی سگی تھیں، اس لئے آپ نے بطور تفریح طبع یہ بات کہدی،

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو ہم سے تفریح کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لیکن جو کہتا ہوں، بالکل حق ہی کہتا ہوں۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ویسے تو آپس میں ایک دوسرے پر خربوزے بھی اُچھالتے تھے مگر جب حقائق کا سامنا ہوتا تھا تو پھر وہ مرد ہوتے مرد،

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ بی بی عائشہ نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مذاق کی کوئی بات کہی تو اُن کی والدہ نے کہا یا رسول اللہ اس قبیلے کے بعض مذاق بنی کنانہ کے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بلکہ ہمارے بعض مذاق ہی یہ قبیلے کی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے سواری کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اچھا تمھیں اونٹنی کے بچہ پر سوار کردوں گا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور اونٹ تو سب اونٹنی ہی کے بچے ہوتے ہیں۔

(۵۱) بچوں سے دل لگی کی باتیں

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں گھل مل جاتے تھے یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے تھے، ارے ابو عمیر بلبل نے کیا کیا؟

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے اور ان کے پاؤں اپنے پاؤں پر رکھ کر فرمایا کہ چڑھ جاؤ۔

(۵۳) حسنِ اخلاق

حضرت ابو درداؓ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ میزان (حشر) میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی اور چیز نہیں۔

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ خود فحش کبھی بولتے تھے اور نہ کسی کی فحاشی کی کھوج لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو حسن اخلاق رکھتے ہیں۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں تمھیں بتا دیتا ہوں کہ تم میں سے کون مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور کس کا مقام قیامت میں مجھ سے قریب ترین ہوگا، تمام لوگ اس پر خاموش رہے آپ نے دو بار یا تین بار یہی فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا تم میں سے سب سے اچھے اخلاق جس کے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بہترین اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے خدا کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضرت بی بی عائشہؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا موقع دیا گیا تو آپ نے ان دونوں میں سے آسان تر ہی کو اختیار کیا، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر گناہ ہوا تو پھر آپ تمام لوگوں سے زیادہ دور تر اُس سے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے تو کبھی کوئی انتقام نہیں لیا، مگر جب بات ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی بے عزتی اس سے ہوتی ہو تو اللہ عزوجل کے لئے انتقام لیا کرتے تھے۔

عبداللہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق کو بھی تمھارے مابین تقسیم فرمایا جیسے تمھارے رزق کو تقسیم کیا۔ اور اللہ تعالیٰ مال اُسے بھی دیتا ہے جس کو دوست رکھتا ہے اور اُسے بھی دیتا ہے جسے دوست نہیں رکھتا۔ اور ایمان بجز اُس کے جس کو دوست رکھتا ہے کسی اور کو نہیں دیتا ہے۔ پھر جو شخص اپنے مال کو خرچ سے بچائے اور عزیز رکھے جو دشمن سے مقابلہ کرنے سے ڈرے، اور جو رات سے خوف کھائے کہ اس میں کوئی پریشانی نہ لاحق ہو تو اُسے بہ کثرت یہ پڑھنا چاہیئے، لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔

(۳۳)

سخاوت، بخل، چغلی اور مدح وذم وغیرہ

(۱) سخاوت نفس (دل کا سخی ہونا)

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا غنا (سخاوت دلی اور خالی از طمع ہونا) ساز و سامان کی کثرت سے نہیں ہوتا اصلی غنا، دل کا غنی ہونا ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے لیکن آپ نے کسی ایسے کام کے لئے جو میں نے نہیں کیا ہو یہ نہ کہا کہ خبردار تم اس کام کو کرلیئے ہوتے، اور نہ کسی ایسے کام کے بارے میں جسکو کرلیا ہو یہ کہا کہ تم نے اسے کیوں کرلیا۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل تھے، جب کوئی آپ کے پاس آتا تو آپ اس سے وعدہ کرلیتے اور اسے پورا کرتے بشرطیکہ آپ کے پاس ہوتا۔ ایک بار ہوا یہ کہ نماز کی اقامت کہی گئی اور ایک اعرابی نے آپ کے پاس آکر کپڑا پکڑ لیا اور بولا کہ میرا اک ذرا سا کام رہ گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے بھول نہ جاؤں رسول اللہ اس کے ساتھ چلے گئے، اس کی ضرورت پوری کردی اور اس کے بعد آکر نماز پڑھی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سوال کے جواب میں "نہیں" کبھی نہیں فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت بی بی اسماء اور حضرت بی بی عائشہ سے زیادہ سخی عورتیں نہیں دیکھیں، ان کی سخاوتیں دو طرح کی تھیں، بی بی عائشہ ذرا ذرا جمع کیا کرتی تھیں جب کچھ جمع ہوجاتا تو تقسیم کردیا کرتی تھیں، اور بی بی

اسماء کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کل کے لئے کچھ اٹھا نہیں رکھتی تھیں۔

(۲) بخل اور کنجوسی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندۂ خدا کے اندر ایک ساتھ کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح کنجوسی اور ایمان کسی بندۂ خدا میں کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابوسعید الخدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ دو خصلتیں ہیں جو کسی ایمان دار میں نہیں ہو سکتی ہیں، بخل اور سوء اخلاق۔

عبداللہ بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کا ذکر ہوا لوگوں نے اس کے اخلاق کا ذکر کیا، عبداللہ نے کہا کہ اگر تم اس شخص کا سر قلم کر دو تو کیا تم پھر اسے جوڑ بھی سکو گے، لوگوں نے کہا نہیں۔ کہا اچھا اگر اس کا ہاتھ کاٹ دو تو؟ لوگوں نے کہا نہیں، کہا اور اگر پیر کاٹ دو تو؟ لوگوں نے کہا نہیں، پھر اس کے جوڑنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ تو اسی طرح تم اس کے اخلاق کو اس وقت تک نہیں بدل سکتے جب تک کہ تم اس کی خلقت ہی کو نہ بدل دو۔ نطفہ نوع انسانی رحم مادر میں چالیس دن ٹھہر کر خون کی پھٹکی ہوتا ہے، پھر دلمہ ہو جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کا رزق اور اس کے اخلاق لکھتا ہے، اور یہ لکھتا ہے کہ یہ خوش نصیب ہوگا یا بدنصیب۔

(۳) حسن خلق اگر لوگ سمجھیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص اپنے حسن اخلاق سے اس شخص کا درجہ پاتا ہے جو ساری رات نماز پڑھتا رہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے اسلام اس کا بہترین ہے جس کے اخلاق بہترین ہوں "اگر لوگ سمجھیں"

ثابت بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ثابت سے زیادہ مجلس میں باوقار اور گھر میں خوش مزاج آدمی نہیں دیکھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالے کو سب سے زیادہ کون سا دین پسند ہے، فرمایا۔ سادگی کے ساتھ خدا کی طرف یک سو ہو جانے کا طریقہ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ چار خصلتیں ہیں کہ یہ اگر تمہیں مل جائیں تو باقی دنیا کی دوسری باتوں سے تمہارا خالی ہونا تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا حُسنِ اخلاق پاک و حلال غذا، صدق کلام اور حفظ امانت۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی چیزیں کیا ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ دونوں گڑھے، شرم گاہ اور منہ، اور اکثر جنت میں لے جانے والے اللہ کا ڈر، اور حسنِ اخلاق ہیں۔

حضرت اُمّ درداء سے مروی ہے کہ ایک شب ابودرداء نماز پڑھ رہے تھے، اس کے ساتھ رونے لگے اور کہنے لگے، اے میرے اللہ! تو نے میری تخلیق بہتر بنائی تو میرے اخلاق درست ہوگئے، اسی طرح صحیح ہوگئی، میں نے کہا کہ اے ابودرداء تمھاری دعا رات کو حسنِ اخلاق کے بارے میں تھی۔ کہا کہ اے اُمِّ درداء، ایک بندۂ مسلمان اپنے اخلاق کو بہتر بناتا ہے تو اس کا حسنِ اخلاق اسے جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اپنے اخلاق کو بُرا بناتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے اخلاق بد اُسے جہنم میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ایک بندۂ مسلمان کی مغفرت ہوتی ہے حالانکہ وہ سو رہا ہوتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے کہ بندہ سوتا ہوتا ہے اور اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ کہا، اس کا بھائی رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھتا ہے اور دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اور اُس کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ بہت سے بدوی، اِدھر سے اور اُدھر سے آپ کی خدمت میں آئے۔ سب لوگ چُپ ہوگئے۔ صرف وہی لوگ باتیں کرنے لگے، اُنھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ایسا کرنے میں حرج ہے، ویسا کرنے میں حرج ہے، اُنھوں نے بعض ایسے اعمالِ انسانی کے متعلق سوال کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے سب حرج ختم کردیئے، بجز اس کے کہ کوئی شخص اپنے اوپر خود ہی ظلماً کوئی فرض عائد کرے، یہی حرج ہے، اور اسی سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا ہم دوائیں نہ کھایا کریں؟ فرمایا

اے اللہ کے بندو! دوائیں کھایا کرو، اللہ عزوجل نے کوئی ایسا مرض نہیں پیدا کیا جس کی دوا نہ پیدا کی ہو، بجز ایک مرض کے۔ عرض کیا۔ اور وہ کیا مرض ہے یا رسول اللہ! فرمایا بڑھاپا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان کو سب سے بہتر کیا چیز عطا ہوئی ہے۔ فرمایا، اچھے اخلاق۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داد و دہش میں سب سے سخی آدمی تھے اور خصوصاً رمضان میں جب کہ اُن سے جبریل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے، اور جبریل ان سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ خیرات میں ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے قبل کی اقوام میں سے ایک شخص کا حساب کیا گیا تو اُس کی کوئی نیکی نہ ملی۔ البتہ یہ تھا وسیع تعلقات والا اور خوش حال اپنے غلاموں کو کہہ رکھا تھا کہ غریبوں تنگ دستوں سے درگذر کردیا کرو۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ہم اس سے زیادہ درگذر کرنے کا حق رکھتے ہیں چنانچہ اس کے گناہوں سے درگذر کردیا گیا اور اُس کی نجات ہوگئی۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ سب سے زیادہ کون سی بات جنت میں پہنچاتی ہے۔ فرمایا، اللہ سے تقوٰی اور حسن اخلاق، عرض کیا اور سب سے زیادہ کون بات جہنم میں پہنچاتی ہے، فرمایا، دونوں گڑھے، شرم گاہ اور منہ۔

حضرت نواس بن سمعان انصاریؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا نیکی تو حسن اخلاق ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم اس کو ناپسند کرو کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

(۴۴) بُخل

حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بنی سلمہ تمہارا سردار کون ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ابن قیس کا دادا، اگرچہ ہم لوگ اسے بخیل قرار دیتے ہیں، فرمایا اور بخل سے زیادہ بُرا مرض ہی کیا ہوگا تمہارا سردار عمرو بن الجموح ہے۔ عمرو جاہلیت میں ان کے بتوں کا پروہت تھا، اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب آپ نکاح کرتے تو ولیمہ کرتا تھا۔

حضرت مغیرہؓ کے کاتب وراد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ کو خط لکھا کہ کچھ ایسی باتیں انھیں لکھ بھیجیں جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوں، تو حضرت مغیرہؓ نے اُن کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیل وقال (بحث بے جا)، اضاعۃ مال (دولت کو برباد کرنا)، اور کثرتِ سوال سے منع فرمایا ہے اور ٹوٹی دیوار کی مرمت کو روکنے سے، ماؤں کی نافرمانی سے اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے سوال پر نہیں، کبھی نہیں فرمایا۔

(۵) اچھا مال اچھے آدمی کے لئے (ہوتا ہے)

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لے کر آؤں، چنانچہ میں نے تعمیل کی اور آپ کے پاس آیا اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے، آپ نے میری طرف نظر اٹھائی اور پھر سر جھکا لیا، اس کے بعد فرمایا اے عمرو میں چاہتا ہوں کہ تمھیں ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجوں اور تمھیں اللہ تعالیٰ مال غنیمت عطا فرمائے اور تمھیں اچھے مال کا ایک حصہ دے دوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مال کی طلب میں اسلام نہیں لایا ہوں میں تو اسلام کی طلب میں مسلمان ہوا ہوں، میں تو رسول اللہ کے ساتھ رہوں گا۔ فرمایا۔ اے عمرو! بہتر ہے وہ اچھا مال جو صالح آدمی کے لئے۔

(۶) طیب نفس (اطمینانِ قلب و فارغ البالی)

معاذ بن عبد اللہ بن خبیب الجہنی اپنے والد اور وہ اُن کے چچا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ان لوگوں کے سامنے برآمد ہوئے اور آپ پر اس وقت غسل کا اثر تھا اور آپ اس وقت کچھ خاموش سے تھے، ہم نے یہ خیال کیا کہ آپ کو اپنے گھر والوں سے کوئی تکلیف پہنچی ہوگی، عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت آپ بڑا مطمئن پاتے ہیں، فرمایا، ہاں، الحمد للہ پھر غنیٰ کا ذکر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تقویٰ ہو اس کے لئے غنا میں کوئی حرج نہیں، اور جس کو تقویٰ حاصل ہو

اس کے لیے صحت غنی سے بہتر ہے، اور اطمینان قلبی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

نواس بن سمعان انصاری سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا، حسنِ اخلاق نیکی ہے اور گناہ وہ ہے جو تمھارے دل میں کھٹکے اور تم یہ ناپسند کرو کہ لوگ اس کی اطلاع پائیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے سخی اور سب سے بہادر آدمی تھے ایک رات کو اہلِ مدینہ پریشان ہوئے تو لوگ (خوفناک) آواز کی طرف چلے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا استقبال کیا، وہ آواز سے پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔ آپ لوگوں سے فرماتے جاتے تھے گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں۔ آپ اس وقت ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین ہی کھلی پیٹھ پر سوار تھے تلوار آپ کے گلے میں پڑی تھی۔ انس نے کہا میں نے آپ کو ایک سمندر پایا یا کہا کہ آپ ایک سمندر تھے۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بھلائی ایک صدقہ ہے، اور یہ بھی بھلائی ہے کہ تم اپنے بھائی سے بہ کشادہ پیشانی ملو، اور اپنے ڈول سے بھائی کے برتن میں (پانی) انڈیل دو۔

(۷) پریشان حال کی اعانت واجب ہے

حضرت ابوذر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے۔ فرمایا۔ اللہ پر ایمان، اللہ کی راہ میں جہاد، عرض کیا گیا، کون سے غلام (کو آزاد کرنا) بہتر ہے فرمایا۔ جو سب سے قیمتی ہو، آقا جس سے سب سے زیادہ مانوس ہو، عرض کیا۔ اگر بعض پر عمل نہ کر سکوں؟ فرمایا۔ کسی پریشان حال کی اعانت کرو، یا کسی حاجت مند کے ساتھ بھلائی کرو، عرض کیا اگر کمزوری سے یہ بھی نہ کر سکوں، فرمایا۔ لوگوں کو برائی سے منع کرو، یہ بھی ایک صدقہ ہے جو اپنی جان پر کرو گے۔

ابوبردہ کہتے ہیں کہ میرے والد میرے دادا سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے، کہا کہ اگر نہ ہو تو، فرمایا کہ عمل کرے آپ بھی نفع اٹھائے اور صدقہ بھی دے، کہا اور اگر کسی سے نہ ہو سکے یا اس نے نہ کیا تو؟ فرمایا تو پھر امر بالمعروف (اچھی باتوں کا حکم) کرے، کہا اگر کسی سے نہ ہو سکے یا اس نے یہ بھی نہیں کیا تو کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ برائی سے بچا رہے یہ بھی اُس کے لئے ایک صدقہ ہے۔

(۸) حسنِ اخلاق کے لئے دُعا

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بہت کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے صحت، عفت، حسن خلق اور رضا بہ تقدیر ہونے کا سوال کرتا ہوں۔

یزید بن بابنوس سے روایت ہے کہ ہم اُم المومنین حضرت بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے، بی بی عائشہ نے کہا کہ آپ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن مجید میں ہے اور تم سورۃ المومنین میں پڑھتے ہو، ذرا پڑھو تو قد افلح المومنون یزید نے کہا اس پر میں نے قد افلح المومنون سے لفروجہم حافظون تک پڑھا، بی بی عائشہ نے کہا۔ یہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق۔

(۹) مومن کا کام طعن کرنا نہیں ہے

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے عبد اللہ (ابن عمرؓ) کو انسان تو کیا کبھی کسی چیز پر لعنت کرتے نہیں سُنا، سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن کو نہیں چاہیئے کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کرنے والے اور بے حیائی کی باتیں ڈھونڈھنے والے کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ اللہ یہ پسند کرتا ہے کہ بازاروں میں چیخا جائے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک بار چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے السام علیکم (تم پر تباہی آئے) کہا۔ اس پر عائشہؓ نے کہا کہ اور تم پر بھی تباہی، اللہ تم پر لعنت کرے اور اللہ کا غضب تم پر ہو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیرو! عائشہ تمھیں نرمی اختیار کرنی چاہیئے سختی اور فحش کلامی سے پرہیز کرو، عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے کیا سُنا نہیں ان لوگوں نے کیا کہا، آپ نے فرمایا اور تم نے جو کچھ اس کے جواب میں کہا اسے خود سُنا، میری بات تو ان کے حق میں قبول ہو جائے گی اور ان کی بد دُعا میرے حق میں قبول نہ ہو گی۔

حضرت عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مومن نہ تو طعنے دینے والا ہوتا ہے اور نہ لعنتیں کرنے والا، نہ فحش کلامی کرنے والا ہوتا اور نہ گالی گلوچ کرنے والا۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی دو رنگے آدمی کے لئے امین ہونا ممکن نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مومن کے لئے زیادہ قابلِ ملامت اخلاق فحش کلامی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا لعنت کرنے والوں پر لعنت کی گئی، مردان کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو دوسروں پر لعنت کیا کرتے ہیں۔

(۱۰) لعنت کرنا

حضرت ابودرداء سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شہیدوں میں ہوں گے اور نہ شفاعت والوں میں۔

حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے سچے آدمی کو بہت لعنت کرنے والا نہیں ہونا چاہیئے۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کوئی قوم جب لعنت کرتی ہے تو اسی پر لعنت عائد ہو جاتی ہے۔

(۱۱) غلام پر لعنت کی تو اس کو آزاد کر دیا

حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض غلاموں پر لعنت کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر لعنت کرنے والوں اور صدیقوں کا کوئی جوڑ نہیں، کعبہ کے رب کی قسم ہرگز نہیں، آپ نے یہ دو تین مرتبہ فرمایا۔ اس پر ابوبکرؓ نے اپنے بعض غلاموں کو اس دن آزاد کر دیا، اور اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اب پھر ایسا نہیں کروں گا۔

(۱۲) اللہ کی لعنت اللہ کا غضب یا جہنمی کہنا

حضرت حسن بن سمرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت، اللہ کا غضب یا عذاب

جہنم نہ کہا کرو۔

(۱۳) کافر پر لعنت کرنا

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلعم، مشرکین کے حق میں بددعا کیجئے، فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے، بلکہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۱۴) چغل خور

ہمام کہتے ہیں کہ ہم لوگ حذیفہ کے پاس تھے، حذیفہ سے کہا گیا کہ ایک شخص باتیں حضرت عثمان تک پہنچاتا ہے تو حذیفہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

اسماء بنت یزید سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم کو میں تم میں سے بہترین اشخاص کے متعلق نہ بتادوں، لوگوں نے عرض کیا، کیوں نہیں، فرمایا، وہ لوگ جنہیں دیکھ کر خدا کی یاد آجائے۔ کیا میں تم میں سے بدترین اشخاص کے متعلق نہ بتادوں، لوگوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا، چغلی کھانے والے دوستوں میں فساد پھیلانے والے، باغی، بے لس اور ٹیڑھے لوگ!

(۱۵) جس نے فحش بات سُنی اور پھیلا دیا

حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا فحش باتیں کرنے والا اور اس کو پھیلانے والا دونوں کے گناہ برابر ہیں۔

شُبیل بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یہ کہا جاتا تھا کہ جس شخص نے کوئی فحش بات سُنی اور اسے پھیلا دیا تو وہ بھی اس معاملہ میں ویسا ہی ہے جیسے اس کی ابتدا کرنے والا۔

عطاء سے مروی ہے کہ ان کی رائے میں عذاب اُس شخص پر ہوگا جو فحش بات کو پھیلائے

(۱۶) عیب لگانا

حکیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بیچ ڈالنے والے پہیہ نہ بن جاؤ، تمہارے پیچھے تنگ تھکا دینے والی بلائیں اور سخت ثقیل معاملات آرہے ہیں

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب اپنے کسی دوست سے کچھ بیان کرنے کا ارادہ کرو تو خود اپنے عیوب کو یاد کرلو۔

حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول (اور اپنے نفوس کو عیب نہ لگاؤ) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، تم میں سے کوئی دوسرے پر طعن نہ کرے۔

حضرت ابو جبیرہ بن الضحاک نے کہا کہ ہمارے بارے میں، بنی سلمہ میں یہ آیت اُتری ہے (اور آپس میں ایک دوسرے کو بُرے القاب نہ دیا کرو) انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو ہم میں کوئی ایسا شخص ہی نہ تھا جس کے دو نام نہ ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا فلاں، اور لوگ کہتے یا رسول اللہ وہ اس (نام) سے غصہ میں آتے ہیں۔

حضرت عکرمہ کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ ابن عباس یا اُن کے چچازاد بھائی نے کھانا کیا کھایا تھا، لونڈی لوگوں کے سامنے کام کر رہی تھی کہ کسی نے اُن میں سے لونڈی کو زانیہ کہہ کر پکار لیا، تو کہا کہ چپ رہ اگر تم پر دنیا حد نہیں لگائے گی تو آخرت میں حد ضرور لگائے گی۔ اُس نے کہا کیا ایسی بات ہے، کہا، اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنے والوں اور فحاشی کی تلاش کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ ابن عباس وہی ہیں جنھوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فحش کلامی کرنے والے اور فحش کی تلاش کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

(۱۷) جھوٹی تعریفیں کرنا

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو ایک آدمی نے اس کی اچھی تعریف کی، آپ نے فرمایا، تیرا بھلا ہو، تونے تو اپنے دوست کی گردن ہی کاٹ دی۔ اس جملہ کو آپ نے بار بار کہا، اگر کسی کی تعریف کرنا ہی ضروری ہو تو یہ کہے کہ میں اُسے ایسا ایسا سمجھتا ہوں، اگر وہ شخص تعریف کرنے والے کی رائے میں ایسا ہی ہو، باقی حساب کتاب اللہ جانے، اور کسی شخص کی اللہ کے مقابلہ میں صفائی نہ پیش کیا کرے۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کی تعریف کرتے ہوئے سُنا، وہ شخص تعریف میں مُبالغہ کر رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے تو اسے مار ہی ڈالا اس کی پیٹھ میں زخم لگا دیا۔

ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی اُس کے منہ پر تعریف کر دی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا تجھے مارے تونے اُس کے گلے پر چھُری پھیر دی۔

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ تعریف کرنا گویا، ذبح کر دینا ہے، محمدؒ کہتے ہیں کہ جب اسے وہ قبول کرے۔

(۱۸) اپنے دوست کی تعریف کرنا اگر وہ (اس تعریف کی خرابی سے) مامون ہو

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا بہتر آدمی ہیں ابوبکرؓ کیا بہتر آدمی ہیں عمرؓ کیا بہتر آدمی ہیں ابو عبیدہؓ کیا بہتر آدمی ہیں اسید بن حضیرؓ کیا بہتر آدمی ہیں ثابت بن قیس بن شماسؓ کیا بہتر آدمی ہیں معاذ بن عمرو بن الجموحؓ کیا بہتر آدمی ہیں معاذ بن جبلؓ اور کیا برا آدمی ہے فلاں، اور کیا بُرا آدمی ہے فلاں یہاں تک کہ سات آدمی گنے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا بُرا رکن خاندان ہے۔ جب وہ آیا تو آپ اس سے خندہ پیشانی اور انبساط کے ساتھ ملے، پھر جب وہ شخص چلا گیا تو ایک دوسرے شخص نے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا اچھا رکن خاندان ہے، جب وہ شخص آیا تو آپ جیسے پہلے والے سے ملے تھے اتنا زیادہ خندہ پیشانی اور انبساط سے اس سے نہیں ملے، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں کو بُرا کہا اور پھر بھی خندہ پیشانی سے ملے اور فلاں کو اچھا کہا مگر اتنا زیادہ خندہ پیشانی اس کے لئے ظاہر نہ کی آپ نے فرمایا اے عائشہؓ سب سے بُرا وہ ہے جس کی فحش کلامی سے بچنے کی سعی کی جائے۔

(مترجم) پہلا آنے والا اس قدر فحاش تھا کہ اس کی فحش کلامی سے بچنے کے لئے ارادی طور پر خندہ پیشانی کی کیفیت پیدا کی گئی، اور دوسرا آدمی ایسا اچھا آدمی تھا کہ اس کے لئے معمولی کشادہ پیشانی کی کیفیت کافی سمجھی گئی۔

(۱۹) تعریف کرنے والوں کے منہ پر خاک ڈالنا

ابو معمر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک شخص ایک امیر کی تعریف کرنے کو کھڑا ہوا تو حضرت مقدادؓ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس کے منہ پر خاک ڈال دی اور کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ پر خاک ڈال دیں۔

عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عمرؓ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کی مدح بیان کرنے لگا۔ تو ابن عمرؓ مٹھی میں خاک لے کر اس کے منہ کی طرف پھینکنے لگے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مداحوں کو دیکھو تو اُن کے منہ پر خاک ڈال دو۔

محجن الاسلمی نے کہا کہ رجاء نے بیان کیا میں محجن کے ساتھ ایک دن چلا اور بصرہ کی مسجد میں پہنچا وہاں بریدۃ الاسلمی کو مسجد کے ایک دروازے پر بیٹھا ہوا پایا مسجد میں ایک شخص سکبہ نامی تھا جو نماز کو بہت طول دے رہا تھا۔ ہم لوگ مسجد کے اندر آئے، اس وقت بریدہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے، یہ بڑے پُر مذاق آدمی تھے۔ انھوں نے کہا کہ محجن کیا ایسی نماز پڑھتے ہو جیسی سکبہ پڑھتا ہے، محجن نے اس کا جواب نہ دیا اور لوٹ آئے۔ محجن نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، ہم ساتھ ٹہلتے رہے حتیٰ کہ ہم اُحد کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا، خرابی ہے جس کی ابتداء اس قریہ سے ہوگی جس کے رہنے والے بہترین حالت آبادی میں اُسے چھوڑ دیں گے۔ مدینہ کو دجال آئے گا۔ اور اس کے ہر دروازے پر ایک فرشتہ کو متعین پائے گا۔ اس لئے مدینہ میں نہ داخل ہو سکے گا۔ پھر آپ احد سے اُترے اور ہم لوگ مسجد میں آگئے وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا، سجدہ اور رکوع کر رہا تھا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یہ کون ہے، میں نے مبالغہ کے ساتھ اس کی تعریف شروع کر دی، عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فلاں ہے اور فلاں ہے۔ فرمایا، چُپ رہو اس کو نہ سُناؤ ورنہ اسے ہلاک کر دو گے، بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد چلے اور حجرہ کے قریب پہنچ گئے، لیکن اس جگہ آپ نے اپنے کو جھٹکا دیا اور فرمایا، تمھارے دین میں بہتر وہ ہے جو آسان تر ہو، تمھارے دین میں بہتر وہ ہے جو آسان تر ہو، آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

(۴۰) شعر میں مدح اسود بن سریع نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اللہ تعالےٰ کی حمد کہی ہے اور آپ کی مدح بیان کی ہے، آپ نے فرمایا، ہاں تمھارا پروردگار حمد کو پسند فرماتا ہے۔ میں آپ کو اشعار سُناؤں گا۔ اتنے میں ایک طویل القامت شخص نے آنے کی اجازت چاہی، اس شخص کی پیشانی کے بال اُڑے ہوئے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، خاموش ہو جاؤ، وہ شخص آیا، آپ نے مجھے چُپ کرا دیا، پھر وہ چلا گیا، یہ اس نے دو یا تین بار کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون ہے جس کے لئے آپ نے مجھے خاموش کر دیا۔ فرمایا یہ ایک شخص

ہے جو باطل (ناحق بات) کو ناپسند کرتا ہے۔

اسود بن سریع نے بیان کیا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے آپ کی اور اللہ عزوجل کی مدح کی ہے۔

(۲۱) اگر شاعر سے بُرائی کا خطرہ ہو تو اُسے عطیہ دینا

ابو نجید بیان کرتے ہیں کہ ایک شاعر عمران بن حصین کے پاس آیا تو انھوں نے اسے عطیہ دیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ شاعر کو عطیہ دیتے ہیں؟ اس پر انھوں نے کہا کہ میں اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہوں۔

(۲۲) اپنے دوست کی ایسی تکریم نہ کرو کہ اُس پر بار ہو جائے

ابن عون محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا، لوگ کہا کرتے تھے کہ اپنے دوست کی ایسی تکریم نہ کرو کہ اس پر بار ہو جائے۔

(۲۳) ملاقات

حضرت ابوہریرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی عیادت کرتا یا اس سے ملاقات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پسندیدہ ہوا تو اور پسندیدہ ہوئی تیری چال تو نے جنت میں گھر بنالیا۔

حضرت اُم درداء سے روایت ہے انھوں نے کہا سلیمان مدائن سے شام ہماری ملاقات کو آئے۔ اس حالت میں کہ اوڑھنا اوڑھے، بالوں کو سر پر باندھے، کان جھکائے یعنی ان کے کان بڑے بڑے تھے، تو اُن سے کہا گیا آپ نے اپنے آپ کو بدنما بنالیا ہے فرمایا اچھائی تو آخرت ہی کی اچھائی ہے۔

(۲۴) جو کسی جماعت سے ملنے جائے اور وہیں کھانا کھائے

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گھر والوں کے یہاں جاکر اُن سے ملاقات کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے حکم دیا۔ گھر میں ایک طرف کو صاف کر کے فرش کر دیا گیا، آپ نے وہاں نماز پڑھی اور اُن کے لئے دعا فرمائی۔

ابو خلدہ روایت کرتے ہیں کہ عبد الکریم ابو امیہ ابو العالیہ کے پاس آئے۔ اس وقت

وہ اونی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو اُن سے ابو العالیہ نے کہا کہ یہ لباس راہبوں کا ہے اگرچہ مسلمان بھی جب ملاقاتوں کو جاتے ہیں تو پہنا کرتے ہیں۔

ابو عبداللہ، حضرت بی بی اسماء کے آزاد کردہ بیان کرتے ہیں کہ گہرے رنگ کی اطلس کا ایک جبہ تھا جس پر ایک بالشت چمک دار سبزی چڑھی ہوتی تھی جس کے ذریعہ جبہ کے دونوں کنارے جوڑ دیئے گئے تھے۔ اسماء نے کہا کہ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ جو آپ وفود کے موقعہ پر جمعہ کو پہنا کرتے تھے،

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر نے استبرق کا ایک پیراہن دیکھا۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا، حضور اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن، یا اس وقت جب کہ آپ کی خدمت میں وفود آئیں پہنا کریں، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس قسم کے پیراہن وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ پھر آپ کی خدمت میں ایسے کئی پیراہن لائے گئے، آپ نے ان میں سے ایک پیراہن حضرت عمر کو ایک پیراہن حضرت اسامہ کو اور ایک حضرت علیؓ کو بھیج دیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ نے میرے پاس یہ پیراہن بھیج دیا حالانکہ میں نے آپ سے اس کے بارے میں ایسا کہتے سُنا ہے، فرمایا، تم اسے بیچ دو، اور اپنی کسی ضرورت کی اس سے تکمیل کر لو۔

(مترجم) استبرق ایک گاڑھا کپڑا ہے جو خالص ریشم سے بنایا جاتا ہے، اور مسلمان مردوں کے لیے ریشم پہننے کی بجز صورت مجبوری اجازت نہیں ہے۔

(۳۵) ملاقاتوں کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، ایک شخص اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لیے ایک بستی میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو اس کی راہ میں متعین کر دیا اس نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے، اس شخص نے جواب دیا، میرا اس بستی میں ایک بھائی ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس نے کچھ احسان کیا ہے جو بدلہ چکانے جا رہے ہو، اس نے جواب دیا نہیں، میں اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا کہ میں اللہ کا تیرے پاس فرستادہ ہوں اللہ نے بھی تجھ سے محبت کی جیسا کہ تو نے اس شخص سے محبت کی۔

(۲۶) ایک شخص کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن اُن تک پہنچ نہیں پاتا،

حضرت ابوذر سے روایت ہے، اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک بار میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک شخص کسی جماعت سے محبت کرتا ہے لیکن اس کے بس کی بات نہیں کہ ان لوگوں تک پہنچے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر! تم اسی کے ساتھ ہو جس سے تم کو محبت ہے، میں نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، فرمایا، تم اسی کے ساتھ ہوگے ابوذر! جس سے تم کو محبت ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ اے اللہ کے نبی! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اُس نے عرض کیا میں نے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کر رکھی ہے۔ مگر میں اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے، حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے بعد کسی دن میں نے لوگوں کو اس دن سے زیادہ مسرور نہیں پایا۔

(۲۷) بڑی عمر والے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانا اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا۔

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑے کی تکریم نہیں کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲۸) بڑے کی تکریم کرنا

حضرت الاشعری سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، اللہ کی تعظیم میں سے سفید بالوں والے بوڑھے مسلمان کی اور

ایسے حامل قرآن کی تکریم کرنا جسے نہ بہت غلو ہو اور نہ بالکل اثرات قرآنی سے خالی ہو، اور اس صاحبِ اقتدار کی تکریم کرنا ہے جو انصاف پرور ہو۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا، اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کی۔

(۲۶) گفتگو اور سوال میں بڑا آدمی ابتداء کرے

یحییٰ بن سعید لشیر بن یسار سے اور وہ رافع بن خدیج اور سہل بن ابی خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے بیان کیا۔ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر میں آئے اور ایک دوسرے سے نخلستان میں بچھڑ گئے، عبداللہ بن سہل قتل کر دیئے تو عبدالرحمٰن بن سہلؓ اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ تینوں مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے (مرحوم) ساتھی کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ گفتگو کی ابتداء کی عبدالرحمٰن نے اور وہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی رکھو، یحییٰ کہتے ہیں کہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) سب سے بڑا گفتگو کرے تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ تم اپنے مقتول کی یا اپنے ساتھی کی دیت کا حق پچاس آدمیوں کے قسم سے پا سکتے ہو، ان لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ یہ لوگ تو کفار ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کر دی۔ سہل بیان کرتے ہیں اس میں ایک اونٹنی میرے حصہ میں آئی تھی، میں ایک بار اس کے باڑے میں گیا تو اس نے مجھے لتاڑ مار دی۔

(۲۷) جب بڑے نہ بولیں تو چھوٹے کو بولنے کا حق حاصل ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ درخت بتاؤ جو مسلمان کی طرح ہے ہمیشہ درخت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے اور اپنے پتوں میں پھل کو چھپاتا نہیں۔ میرے دل میں آیا کہ ایسا درخت تو کھجور کا

درخت ہے، لیکن میں نے بولنا پسند نہیں کیا۔ وہیں حضرت ابوبکر بھی تھے اور حضرت عمر بھی (رضی اللہ عنہما)، جب یہ دونوں بھی نہ بولے تو حضورؐ نے فرمایا یہ کھجور کا درخت ہے۔ میں جب وہاں سے اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا، ابا جی! میرے دل میں تو آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے، کہا کہ تم کو بولنے سے کون روکتا تھا، اگر تم کہہ دیتے تو مجھے یہ بات بڑی پسند آتی۔ میں نے کہا، آپ اور حضرت ابوبکر تو بولے ہی نہیں تو مجھے بولنا اچھا نہ معلوم ہوا۔

(۱۳۱) **سب سے بڑے کو سردار بنانا** حکیم بن قیس بن عاصم نے بیان کیا کہ ان کے والد (یعنی حضرت قیس بن عاصم) نے اپنی موت کے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی، اللہ کا خوف قائم رکھو، اپنے سب سے بڑے کو سردار بناؤ۔ جب کوئی قوم اپنے بڑے کو سردار بناتی ہے تو سپوت اولاد قرار پاتی ہے اور اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے تو اپنے ہم نشینوں میں باعثِ ننگ بن جاتی ہے۔ اور دیکھو مال میں کاروبار کو قائم رکھنا اس سے سخی آدمی کو توجہ حاصل ہوتی ہے اور بخیل اس سے بے نیاز ہوتا، اور دیکھو! لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے ہمیشہ پرہیز کرنا یہ روزی کا سب سے آخری ذریعہ ہے۔ اور جب میں مرجاؤں تو نوحہ نہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا تھا۔ اور میرے مرنے کے بعد مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جس کی بکر بن وائل کو خبر نہ ہو، میں جاہلیت میں انھیں بے خبر رکھا کرتا تھا۔

(۱۳۲) **بچوں میں سے سب سے چھوٹے کو پھل دے،** حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کھجور کا ادھ پکا پھل لایا جاتا تھا تو فرماتے تھے اے اللہ، ہمارے شہر، ہمارے مد اور صاع میں برکت دے۔ اس کے بعد کھجور آپ کے قریب جو سب سے چھوٹا بچہ ہوتا اُسے دے دیتے۔

(۱۳۳) **چھوٹے پر شفقت** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانا۔

(۳۴) **بچے کو گلے لگانا** یعلی بن مرۃ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے ایک جگہ کھانے کی دعوت تھی، راستہ میں حضرت حسین کھیلتے ہوئے مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لپک کر آگے بڑھے اور آپ نے ہاتھ پھیلا دیئے، اب حسین ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ آپ انھیں ہنسانے لگے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان کو پکڑ لیا، ایک ہاتھ ان کی تھوڑی پر اور دوسرا سر پر رکھ کر انھیں گلے لگایا، بوسہ لیا، اور فرمایا۔ حسین میرا ہے، میں حسین کا ہوں، جو حسن حسین کو پیار کرے گا اُس کو اللہ بھی پیار کرے گا۔ یہ دونوں آپ کے نواسے تھے۔

(۳۵) **کسی شخص کا چھوٹی بچی کا بوسہ لینا** مخرمہ بن بکیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن جعفر کو دیکھا ہے کہ انھوں نے زینب بنت عمر بن ابی سلمہ کا بوسہ لیا جب کہ زینب کی عمر دو سال یا اس کے قریب تھی۔

حسن سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا "اگر ہو سکے تو کسی کے بال بھی نہ دیکھو، مگر یہ کہ وہ تمھاری بیوی ہو یا ننھی بچی ہو تو ایسا کرو۔

(۳۶) **بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا** یوسف بن عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ میری کچھ سہیلیاں تھیں، جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے تھے تو ادھر اُدھر بھاگ جاتی تھیں آپ انھیں میرے پاس بلا دیتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلنے لگتی تھیں۔

(۳۷) **کسی کا کسی چھوٹے کو پیارے بیٹے کہنا** ابو العجلان المحاربی سے روایت ہے انھوں نے کہا، میں ابن الزبیر کی فوج میں تھا، میرے ایک چچا زاد بھائی کا انتقال ہوا اور انھوں نے خدا کی راہ میں ایک اونٹ دینے کی وصیت کی میں نے اُن کے لڑکے سے کہا کہ اونٹ مجھے دے دو، میں ابن الزبیر کی فوج میں ہوں، اُس نے کہا کہ میرے ساتھ ابن عمر کے پاس چلو کہ اُن سے پوچھ لیں۔ ہم اُن کے پاس آئے،

اُس نے ابن عمر سے کہا، اے ابو عبدالرحمٰن! میرے باپ کا انتقال ہوگیا، انھوں نے اللہ کی راہ میں ایک اونٹ دینے کی وصیت کی ہے، یہ میرے چچا ہیں اور ابن الزبیر کی فوج میں ہیں کیا انھیں اونٹ دے دوں؟ ابن عمر نے کہا، پیارے بیٹے، ہر عمل صالح اللہ کی راہ ہے اگر تمھارے والد نے اللہ عزوجل کی راہ میں اپنا اونٹ دینے کی وصیت کی ہے تو جب کسی مسلمان گروہ کو مشرک گروہ کے مقابلہ میں جہاد کرتے ہوئے دیکھو اسے اونٹ دے دو، اور یہ صاحب اور ان کے ساتھی تو قوم کے نوعمروں کی راہ میں لڑ رہے ہیں کہ مہر لگانے کا حق کسے حاصل ہے۔

حضرت جریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا ہے۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا، جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، جو درگذر نہیں کرتا، اُس سے بھی درگذر نہیں کیا جاتا۔ جو معاف نہیں کرتا اُسے معافی نہیں ملتی، اور جو پرہیز نہیں کرتا، اسے بچایا نہیں جاتا۔

(۳۸) اہلِ زمین پر رحم کرو

حضرت عمر سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا، جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا، جو درگذر نہیں کرتا، اُس سے درگذر نہیں کیا جاتا، جو توبہ قبول نہیں کرتا، اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور جو دوسروں کو نہیں بچاتا اُسے بچایا نہیں جاتا۔

معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے، یا یہ کہا کہ مجھے رحم آتا ہے اگر میں بکری کو ذبح کرتا ہوں، آپ نے دوبار کہا کہ اگر تم کو بکری پر رحم آتا ہے تو اللہ تم پر رحم کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صادق، مصدوق ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رحمت صرف بدبخت ہی کے قلب سے خارج کی جاتی ہے۔

حضرت جریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

(۳۹) بال بچوں کے ساتھ محبت و اُلفت

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیال (بال بچوں) کے حق میں سب سے زیادہ رحم دل تھے۔ آپ کا ایک شیر خوار بچہ تھا شہر سے باہر اُس کی دایہ کا شوہر ایک لوہار تھا۔ ہم اس بچے کے پاس آیا کرتے تھے، گھر میں اذخر کا دھواں کرتا تھا آپ بچے کا بوسہ لیتے تھے اور اُسے منہ سے لگاتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اُس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا وہ شخص بچہ کو سینے سے لگانے لگا تو آپ نے فرمایا، کیا تم کو اس پر رحم آتا ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ جی ہاں، فرمایا اللہ تعالیٰ کو تم سے بھی زیادہ، تم پر رحم آتا ہے، اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(۴۰) جانوروں پر رحم کرنا

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کو راہ چلتے چلتے بڑی شدید پیاس لگی، اسے ایک کنواں ملا، وہ کنوئیں میں اُتر پڑا اور اُس نے پانی پی لیا۔ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے خاک چاٹ رہا ہے، اس شخص نے کہا کہ اس کتے کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی۔ اس کے بعد وہ پھر کنوئیں میں اُترا اپنے موزوں میں پانی بھرا اور اس کا منہ پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کے منہ میں پانی ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اس عمل کو قبول فرمایا، اور اس شخص کی مغفرت فرمادی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں (کے ساتھ بھلائی) کا بھی اجر ملتا ہے۔ فرمایا ہر جگر تر (کے ساتھ بھلائی) کا اجر ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک عورت نے بلی کو بند کر رکھا تھا یہاں تک کہ بلی بھوک سے مرگئی، تو یہ عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں گئی، اس سے کہا جائے گا اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے کہ تو نے جب اُسے بند کر رکھا تھا تو نہ کھلایا نہ پلایا، نہ اسے چھوڑ ہی دیا کہ زمین پر گری پڑی چیز کھالیتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، رحم کیا کرو، تم پر رحم کیا جائے گا۔ درگذر کیا کرو، اللہ تم سے درگذر کرے گا، خرابی ہے سخت گوئی کے لئے خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے فعل پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ وہ

جانتے ہیں (کہ وہ ناحق پر ہیں)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کسی پر رحم کیا چاہے ذبح کئے جانے والے جانور ہی پر ہو، اللہ تعالےٰ اس پر قیامت کے دن رحم فرمائے گا۔

(۲۱۴) لال کے انڈے اُٹھانا

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اُترے تو کسی شخص نے لال کے انڈے اٹھا لئے، چڑیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر آکر پھڑ پھڑانے لگی، آپ نے فرمایا، تم میں کس نے اس کے انڈے اٹھا کر اس کو دکھ پہنچایا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کے انڈے لے لئے ہیں۔ فرمایا، اس پر رحم کر کے وہیں انڈے رکھ دو۔

(۲۱۵) چڑیوں کو پنجرے میں رکھ چھوڑنا

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، ابن الزبیر مکہ میں تھے اور صحابۂ رسول پنجروں میں چڑیاں پالتے تھے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ ابو طلحہ کے ایک بچہ تھا جسے ابو عمیر کہا جاتا تھا، اُس کے پاس ایک بلبل تھا۔ آپ نے اس بچہ سے فرمایا۔ اے ابو عمیر البلبل کیا ہوا، یا فرمایا بلبلی کہاں ہے؟

(۲۱۶) اچھی باتوں کی سعی کرنا

حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ شخص کذاب (بڑا جھوٹا) نہیں ہے جو لوگوں کے باہمی صلح صفائی کراتا ہے اس کے لئے اچھی باتیں بیان کرتا ہے یا اچھی باتیں پہنچاتا ہے۔ ان ہی بی بی نے کہا کہ میں نے گفتگو میں خلاف واقعہ بیان کرنے کی رخصت دیتے ہوئے رسول اللہ کو کبھی نہیں سُنا، بجز تین باتوں کے، ایک تو لوگوں میں صلح صفائی کرانے کو، دوسری شوہر کی بات بیوی سے، تیسری بیوی کا بیان شوہر سے۔

(۲۱۷) جھوٹ (کسی طرح) مناسب نہیں

حضرت عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

نے فرمایا۔ سچ پر ہمیشہ قائم رہو کیونکہ سچائی نیکی تک اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے۔ ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اُسے اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا، کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور جہنم تک، ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ کے نزدیک کذاب لکھدیا جاتا ہے۔

عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ جھوٹ کسی مقام پر اچھا نہیں، نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق و تفریح میں، اور نہ اس جگہ کہ کوئی اپنے بچہ سے کسی بات کا وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے۔

(۵۴) جو لوگوں کے دُکھ دینے پر صبر کرے

حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، مومن وہ ہے جو لوگوں سے ملے جلے اور لوگوں کی ایذارسانی پر صبر کرے اس شخص سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہ ملا جلا کرے اور نہ لوگوں کی ایذارسانی پر صبر کرے۔

(۴۶) ایذارسانی پر صبر

حضرت ابوموسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، کوئی شخص کسی تکلیف دہ بات پر جسے وہ سُنے اللہ عزوجل سے زیادہ صاحب برداشت نہیں ہے۔ لوگ اللہ تعالیٰ کا بیٹا پکارتے ہیں اور اس کے باوجود وہ انھیں عافیت دیتا ہے اور انھیں رزق پہنچاتا ہے۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تقسیم کیا، اسی طرح جیسے آپ تقسیم کیا کرتے تھے، اس پر ایک انصاری نے کہا کہ یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ عزوجل کی رضاء مقصود نہ تھی۔ میں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور کہہ دوں گا، چنانچہ میں آیا، آپ اپنے صحابہ میں بیٹھے تھے، میں نے آپ سے آہستہ کہہ دیا، آپ پر بہت بار ہوا، چہرے کا رنگ بدل گیا، اور آپ غصہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ مجھے افسوس ہوا کہ کاش میں نے نہ کہا ہوتا، پھر آپ نے فرمایا، موسیٰ (علیہ السلام) کو اس سے بھی زیادہ دُکھ پہنچایا گیا تھا اور انھوں نے صبر کیا تھا۔

(۴۷) لوگوں میں صلح صفائی کرانا

حضرت ابو درداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، کیا تمھیں

نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی افضل درجہ نہ بتا دوں، لوگوں نے عرض کیا، ضرور، ارشاد فرمایا۔ لوگوں میں صلح صفائی کرادینا۔ اور لوگوں میں فساد پھیلانا یہ (عادت) تو مونڈ دینے والی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے آیت قرآنی (اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح صفائی رکھو) کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان پر حکم واجب ہے کہ خدا سے ڈریں اور آپس میں صلح صفائی رکھا کریں۔

(۴۸) کسی شخص سے جھوٹ بولنا جب کہ وہ تمھیں سچا سمجھ رہا ہو۔

حضرت سفیان بن اسید حضری کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا خیانت ہوگی کہ تم اپنے بھائی سے کچھ بولو اور وہ تم کو سچا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم کاذب ہو۔

(۴۹) اپنے بھائی سے وعدہ کرکے خلاف ورزی نہ کرو

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی سے نہ جھگڑے کرو، نہ اُس کا مذاق اڑاؤ اور نہ ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔

(۵۰) کسی کے نسب میں طعن کرنا

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ دو باتیں وہ ہیں جنھیں میری اُمت نہیں چھوڑے گی ایک نوحہ کرنا، اور دوسرے نسب میں طعن کرنا۔

(۵۱) کسی شخص کی اپنی قوم سے محبت

عباد الرملی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے فسیلہ نام کی ایک عورت نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ بھی عصبیت (جاہلیہ) ہے کہ کوئی آدمی اپنی قوم کی ظلم پر اعانت کرے، فرمایا، ہاں۔

۵۲ کسی سے قطع تعلق کرلینا

عوف بن حارث بن طفیل جو حضرت بی بی عائشہ کے سوتیلے بھائی کے بیٹے تھے حضرت

بی بی عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار عبداللہ بن الزبیر نے بی بی عائشہؓ کے کسی خرید و فروخت یا عطیہ پر کہا کہ بی بی عائشہؓ اس سے باز آئیں ورنہ میں اُنھیں روک دوں گا۔ یہ بات جب بی بی عائشہؓ کو پہنچی تو اُنھوں نے کہا کہ کیا عبداللہ بن الزبیر نے یہ کہا ہے، لوگوں نے کہا، ہاں ان ہی نے کہا ہے۔ اس پر بی بی عائشہ نے کہا کہ اللہ کی نذر مانتی ہوں کہ آئندہ کبھی ابن الزبیر سے ایک بات بھی نہیں کروں گی۔ جب یہ بات ابن الزبیر کو شاق گزری تو انھوں نے مہاجرین سے سفارش کرائی۔ بی بی عائشہ نے کہا کہ واللہ میں اس بارے میں کسی کی سفارش قبول نہ کروں گی، اپنی نذر کبھی نہ توڑوں گی، اس پر ابن الزبیر نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبد یغوث سے کہ یہ دونوں بنی زہرہ کے تھے، بات کی اور ان سے کہا کہ تم سے میں خدا کے لیے درخواست کرتا ہوں کہ بی بی عائشہ کے پاس جاؤ، اُن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ مجھ سے قطع تعلق کی نذر مان لیں۔ مسور اور عبدالرحمن اپنی چادروں میں عبداللہ بن الزبیر کو چھپا کر وہاں پہنچے اور حضرت بی بی عائشہ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، کہا، السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، کیا ہم لوگ اندر آ سکتے ہیں، اس پر عائشہ نے کہا کہ تم لوگ آجاؤ، ان دونوں نے پھر کہا، ہم سب لوگ آجائیں؟ کہا ہاں تم سب لوگ آجاؤ، عائشہ کو اس کی خبر نہ تھی کہ ان کے ساتھ ابن الزبیر بھی ہیں جب سب لوگ اندر آئے تو ابن الزبیر پردہ کے اندر گئے اور بی بی عائشہ کے شانہ پر سر رکھ کر منت کرنے اور رونے لگے۔ اور پردہ کے باہر سے مسور اور عبدالرحمن بی بی عائشہؓ پر اصرار کرنے لگے کہ ضرور عذر قبول کرلیں اور باتیں کریں، اور ان دونوں نے کہنا شروع کیا، آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کرلینے کی ممانعت فرمائی ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے، عوف نے بیان کیا کہ جب ان لوگوں نے بہت سمجھایا اور ان کو پریشان کردیا، تو وہ بھی سمجھانے لگیں اور رونے لگیں، اور کہنے لگیں کہ میں نے نذر مانی ہے اور نذر سخت ہے، یہ لوگ منت کرتے ہی رہے یہاں تک کہ انھوں نے عبداللہ بن الزبیر سے باتیں کیں، پھر اپنی نذر کے کفارہ کے طور پر چالیس نفوس کو آزاد کیا، اس کے بعد جب کہ چالیس نفوس کو آزاد کرچکی ہیں پھر بھی جب اس کا ذکر کرتی تھیں تو اُن کے آنسو اُن کی اوڑھنی کو تر کر دیتے تھے۔

(۱۵۸) کسی مسلمان سے ترکِ تعلق کرنا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ آپس میں بغض رکھو، نہ حسد کرو، نہ پیٹھ پیچھے بُرا کہو، اور اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بن کر رہا کرو، کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔

حضرت ابو ایوب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے کسی بھائی سے تین راتوں سے زیادہ عرصہ تک مقاطعہ قائم رکھے، دونوں ملیں اور یہ اس کو روکے رہے اور وہ اسے، ان میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو سلام میں پیش قدمی کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ آپس میں بغض نہ رکھا کرو، اور نہ منافقت کیا کرو، اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو اشخاص جب آپس میں اللہ عزوجل کے لئے یا فرمایا کہ اسلام کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان کے درمیان تفرقہ وہ پہلا گناہ ڈالتا ہے جس کا ارتکاب ان میں سے کوئی ایک کرتا ہے۔

حضرت ہشام بن عامر الانصاری حضرت انس بن مالک کے چچا زاد بھائی جن کے والد احد کے دن شہید ہوئے تھے، بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ نے فرمایا۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ کے لئے بول چال ترک کردے، جب تک یہ دونوں اپنے ترک پر قائم ہیں، حق سے برگشتہ ہیں، ان دونوں میں جس نے پہلے اس صورت حال کو ختم کیا، اس کا یہ فعل پچھلی غلطی کا کفارہ ہو جائے گا، اور اگر ان دونوں کی اسی حالت میں موت ہوگئی تو یہ دونوں ہی جنت میں کبھی نہ جا سکیں گے۔ اور اگر ایک نے سلام کیا اور دوسرے نے اس کا سلام قبول کرنے سے

انکار کیا تو فرشتہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمھارے غصہ کو اور تمھاری رضا مندی کو پہچانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا، اور آپ کیسے پہچانتے ہیں، فرمایا جب تم خوش ہوتی ہو، تو کہتی ہو ہاں، محمدؐ کے رب کی قسم اور جب ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو، ہاں، ابراہیم کے رب کی قسم، عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہ میں صرف آپ کے نام کا مقاطعہ کرتی ہوں۔

(۵۴) جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑ دیا

حضرت ابوخراش سلمی سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے ترکِ تعلق رکھا، اُس نے اُس کا خون کیا۔

عمران بن ابی انس بیان کرتے ہیں کہ بنی اسلم کے ایک صحابی رسولؐ نے اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مومن سے ایک سال تک ترکِ تعلق قائم رکھنا اُس کا خون کرنے کے برابر ہے۔ اسی مجلس میں محمد بن المنکدر اور عبداللہ بن ابی عتاب بھی تھے دونوں نے کہا کہ ہم نے بھی اسی شخص سے یہ سُنا تھا۔

(۵۵) مقاطعہ کرنے والے لوگ

حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ مدت تک مقاطعہ کر رکھے، دونوں ایک دوسرے سے ملیں وہ اس سے کترا جائے اور یہ اس سے کترا جائے، ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پیش قدمی کرے۔

ہشام بن عامر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تین راتوں سے زیادہ عرصہ تک ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے ترک تعلق کر لینا جائز نہیں ہے۔ جب تک یہ دونوں اس حالت میں ہیں۔ حق سے برگشتہ ہیں، ان دونوں میں سے جس نے پہلے اس صورت حال کو ختم کر دیا اس کا یہ فعل پچھلی غلطی کا کفارہ ہو جائے گا۔ اور اگر ان دونوں کی موت اسی حالت میں ہو گئی تو دونوں ہی کبھی جنت میں نہ جا سکیں گے۔

(۵۶) عداوت

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپس میں نہ بغض رکھو، نہ حسد کیا کرو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا آدمی تمھیں وہ دو رُخا آدمی ملے گا جو ان کے پاس ایک رُخ سے آتا ہے اور اُن کے پاس اُس رُخ سے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدگمانی سے ہمیشہ احتراز کرو، بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، آپس میں نہ جھگڑو، نہ حسد کرو، نہ بغض نہ منافقت اور نہ عداوت، اللہ کے بندے! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازے، پیر اور جمعرات کے دن کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اُس بندے کی مغفرت کی جاتی ہے جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ بجز اس شخص کے جس کے بھائی سے عداوت ہو، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انتظار کرو۔ جب تک یہ آپس میں صفائی کرلیں۔

ابو ادریس کہتے ہیں کہ انھوں نے ابو درداء سے سُنا کہتے تھے کہ کیا تم سے ایسی حدیث نہ بیان کر دوں، جو صدقہ اور روزہ سے بھی بہتر ہے، (وہ چیز) آپس میں صلح صفائی کرا دینا ہے۔ اور بغض سے خبردار، یہ تو مونڈ دینے والی بات ہے۔ (یعنی نیکیوں کو اس طرح ختم کرتی ہے جیسے اُسترہ بالوں کو مترجم)

حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ نہ ہوں گی، اس کے باقی گناہوں کی مغفرت (جس کے لئے خدا چاہے) ہو جائے گی۔ (یعنی ان تین کی مغفرت ہرگز نہ ہوگی)، اول تو یہ کہ جب موت آئے تو اللہ کا شریک مانتا ہو، دوم یہ کہ ساحر ہو جو جادوگروں کے پیچھے لگا پھرتا ہو، تیسرے اپنے بھائی سے ڈاہ (عداوت) رکھتا ہو۔

(۵۷) سلام ترک کلام کا کفارہ ہے

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ مدت کے لئے ترک کلام کرے، جب تین دن گذر جائے تو اسے چاہیے کہ ملاقات کر کے اسے السلام علیکم کہے، اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا، تو دونوں اجر میں شریک ہوگئے اور اگر دوسرے شخص نے جواب نہیں دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہوگیا۔

(۵۸) نوعمر بچوں کو دور دور رکھنا

سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے لڑکوں سے فرماتے تھے کہ صبح ہونے کے بعد الگ الگ ہوکر رہو ایک ہی گھر میں جمع نہ ہوجاؤ مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپس میں مقاطعہ کرلوگے یا جھگڑا ہوگا۔

(۵۹) جس نے اپنے بھائی کو بلا طلب مشورہ دیا

وہب بن کیسان جنھوں نے عبداللہ بن عمر کو پایا تھا، کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک بار ایک چرواہے اور بکریوں کو ایک بنجر جگہ پر دیکھا اور اس سے بہتر جگہ بھی نظر آئی تو کہا، اللہ بھلا کرے، اے چرواہے! بکریوں کو ہانک لے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر چرواہا اپنی رعیت کے بارے میں مسئول (جواب ده) ہے۔

(۶۰) جس نے بُری مثال کو ناپسند کیا

حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بُری مثال ہمارے لئے نہیں ہے، اپنے ہبہ کو لوٹانے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو خود چاٹ لے۔

(۶۱) مکر اور دھوکہ

حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن نمایاں اور کریم ہوتا ہے اور فاجر قابلِ ملامت اور مخفی (یعنی ایک فاجر کی زندگی میں پوشیدہ اور مخفی باتیں مکر اور دھوکہ کی ہوا کرتی ہیں)

(۶۲) گالیاں

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے گالی دی، ایک نے گالی دی اور دوسرا چپ رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد دوسرے نے بھی جواب دیا، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے عرض کیا آپ اٹھ گئے؟ فرمایا، فرشتے اٹھ گئے، میں بھی ان کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ جب تک یہ دوسرا آدمی چپ تھا، فرشتے اس کی طرف سے جواب دے رہے تھے، جب اس نے جواب دیا تو فرشتے اٹھ گئے۔

حضرت ام درداء سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بیان کیا کہ ایک شخص نے عبدالملک کے نزدیک آپ کو برا بھلا کہا ہے، تو انھوں نے کہا کہ اگر اس نے وہ بات کہی جو ہم میں نہیں ہے تو ایک مدت سے ہم ان باتوں سے پاک ہیں جو ہم میں نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ نے کہا کہ جب ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تو میرا دشمن ہے تو ایک، ان میں سے اسلام سے خارج ہوگیا۔ یا کہا کہ اپنے ساتھی سے بری ہوگیا۔ قیس نے کہا کہ اس کے بعد ابو جحیفہ نے مجھے خبر دی ہے۔

(۶۳) پانی پلانا

حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ اولاد آدم میں ۳۶۰ ٹکڑے، ہڈیاں یا جوڑ ہیں، ان میں سے ہر ایک پر ہر روز ایک صدقہ (کی گنجائش) ہے، ہر اچھی بات ایک صدقہ ہے، کسی کا اپنے بھائی کی مدد کرنا صدقہ ہے، پانی کا ایک گھونٹ جو کسی کو پلا دے صدقہ ہے، دکھ پہنچانے والی چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ایک صدقہ ہے۔

(۶۴) دو آدمی گالی گلوچ کریں تو گناہ اوّل کو ہوگا

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، دو آدمی گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوگا، بشرطیکہ مظلوم نے حد سے تجاوز نہ کیا ہو۔

حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، دو آدمی جب گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، بشرطیکہ مظلوم نے حد سے تجاوز نہ کیا ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا جانتے ہو کہ عضۃ (دانت کاٹنا) کیا ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ بات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا تاکہ ان لوگوں میں فساد برپا ہو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے وحی نازل فرمائی ہے کہ عاجزی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے خلاف سرکشی نہ کرو۔

(۶۵) دو گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں، ایک دوسرے کی آبروریزی کرتے اور جھوٹ بکتے ہیں

عیاض بن حمار کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ فلاں آدمی مجھے گالی دیتا ہے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں ایک دوسرے کی آبروریزی کرتے ہیں اور جھوٹ بکتے ہیں۔

عیاض بن حمار نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ نے مجھ

نازل فرمائی ہے کہ عاجزی اختیار کرو، کوئی کسی کے خلاف سرکشی نہ کرے، اور نہ کسی کے مقابلہ میں تفاخر کرے'' اس پر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر کوئی مجھے بھرے مجمع میں گالی دے دے اور میری منقصت کرے، اس پر میں جواب دوں تو کیا اُس کا بھی مجھ پر گناہ ہوگا؟ فرمایا، دو گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں' ایک دوسرے کی آبرو ریزی کرتے اور جھوٹ بکتے ہیں عیاض کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف تھا، میں نے اسلام لانے سے پہلے آپ کو ایک اونٹنی ہدیۃً پیش کی تو آپ نے قبول نہ فرمائی اور فرمایا کہ میں مشرکوں کے مال سے کراہیت کرتا ہوں۔

(۲۶۴) مسلمان کا گالی بکنا فسق ہے

حضرت سعد بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مسلمان کا گالی بکنا فسق ہے

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش کلامی کرتے تھے نہ لعنتیں بھیجا کرتے تھے نہ گالی دیتے تھے۔ انتہائی غصہ کے وقت میں فرماتے تھے۔ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

حضرت عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، مسلمان کا گالی بکنا فسق ہے۔ اور اس کا قتل و خون کرنا کفر ہے۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کسی نے دوسرے پر کفر کا الزام لگایا حالانکہ وہ کافر نہیں ہے تو کفر اسی پر لوٹے گا۔ اور اسی سند سے حضرت ابو ذر ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جس شخص نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا اس نے کفر کیا اور جس نے دعویٰ کیا کہ وہ فلاں قوم سے ہے حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہے تو اسے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنا لینا چاہیے۔ اور جس نے کسی شخص کو کفر کی نسبت سے پکارا یا اللہ کا دشمن کہا، حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ بات کہنے والے ہی پر لوٹ آئے گی۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت سلیمان بن صردؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخصوں نے گالی گلوچ کی۔ ان میں سے ایک کو اتنا شدید غصہ آیا کہ اس کا منہ پھول گیا، اور چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک جملہ ایسا جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ جملہ کہہ دے تو یہ کیفیت جو اسے دکھ دے رہی ہے رفع ہو جائے۔ ایک شخص اس کے پاس گیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی اسے خبر دی، اور کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہو، اس نے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا میں پاگل ہوں، اچھا میں جاتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہر دو مسلمان آدمی کے مابین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پردہ موجود ہے، جب ان میں کوئی کسی دوست کے لئے قابل نفرت جملہ کہہ دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے پردہ کو پھاڑ دیتا ہے۔ اور جب کوئی کسی کو کہہ دیتا ہے کہ تو کافر ہے تو ان میں سے ایک کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

(۶۸) جو کسی کو اپنی گفتگو میں مخاطب نہ کرے (کسی خاص شخص کو مخاطب کیے بغیر عام گفتگو کرنا)

حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا، اور اس میں شرکت کی اجازت عام دے دی۔ ایک جماعت نے اس سے بہ نیت صفائی دوری اختیار کر لی، یہ بات جب آپ تک پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا، کچھ لوگوں کا عجب حال ہے، لوگ اس کام میں شرکت کو اپنی پرہیزگاری کے خلاف سمجھتے ہیں جسے میں نے کیا ہے، حالانکہ واللہ میں ان سے زیادہ اللہ کو جانتا اور ان سے بڑھ کر اللہ کا خوف رکھتا ہوں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ایسی گفتگو میں مخاطب نہ فرماتے تھے جو اسے ناگوار ہو، ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس پر زرد رنگ کے دھبے پڑے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا، اگر یہ اس زرد رنگ کو بدل لیتا یا صاف کر لیتا تو اچھا ہی تھا۔

(۶۹) کسی کو منافق کہنا اور اُس کی تاویلات کرنا

حضرت علیؓ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے اور زبیر بن عوام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، دونوں گھوڑوں پر سوار تھے، آپ نے فرمایا، چلے جاؤ جب فلاں جگہ پر سرسبز علاقہ میں پہنچو گے تو وہاں ایک عورت ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے جو حاطب نے مشرکین کو لکھا ہے، جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ، ہم لوگوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ اسی جگہ جہاں آپ نے بتایا تھا، ہم نے اُس عورت سے کہا کہ وہ خط کہاں ہے جو تمھارے پاس ہے، اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کی اور اونٹ کی تلاشی لی، ہمارے ساتھی نے کہا، خط دکھائی تو نہیں دیتا، میں نے کہا، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط نہیں فرمایا ہے۔ ارے عورت، یا تو خط نکال، ورنہ میں تجھے ننگی کر دوں گا۔ تو وہ اپنے ہاتھ کو اپنی کمر سے نیچے لے گئی، وہ اونی تہبند باندھے ہوئے تھی، اس میں سے اس نے خط نکالا، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر حاضر کر دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اس شخص حاطب نے اللہ، اُس کے رسول اور سارے مسلمانوں سے خیانت کی، مجھے اجازت ہو کہ اس کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا، تمھیں ہوا کیا ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا، مجھے اور کیا ہوا ہے بجز اس کے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا رہوں، اور چاہتا ہوں کہ لوگوں میں ایک کام ہو جائے۔ اس پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر کیا وہ (حاطب) اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ان کی اطلاع تھی، اسی لئے تو اللہ نے فرمایا کہ جو چاہو کرو، جنت تمھارے لئے واجب ہو چکی، اس پر عمر کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ اور کہا کہ اللہ اور اُس کے رسول سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

(۷۰) جس کسی نے اپنے بھائی کو کہہ دیا "اے کافر"

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس کسی نے اپنے بھائی کو کہہ دیا کہ "اے کافر" تو ان دونوں میں سے ایک تو کفر لے کر ہی لوٹا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک نے دوسرے کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک نے تو کفر بہرحال کیا، جسے کافر کہا تھا، اگر وہ ویسا ہی ہے تب تو سچ ہی کہا، اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو جس نے کہا وہ کفر لے کر لوٹا۔

(۱۷) دشمنوں کا ہنسی اڑانا

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوء قضا اور شماتۃ الاعداء (فیصلہ قدرت کا کسی کے حق میں برا ہونا اور دشمنوں میں کسی کی ہنسی اڑائی جانا) سے پناہ مانگتے تھے۔

(۴)

تعمیر مکانات، عیادت اور اظہارِ محبت وغیرہ

(۱) فضول خرچی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالےٰ تم سے تین باتوں سے راضی اور تین باتوں سے ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے کہ اس کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط پکڑے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ جسے والیِ امر بنائے اس کے بھی خواہ رہو اور نصیحت کیا کرو، اور تمھارے لئے خداوند تعالیٰ قیل وقال، کثرت سوال، اور بربادی مال کو ناپسند فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اللہ جل وعلا کے قول (اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ تعالےٰ اس کا بدلہ دے گا اور وہ بہترین روزی رساں ہے) کی تفسیر میں مروی ہے کہ فضول خرچی اور کنجوسی کے ماسوا اخراجات ہی اس حکم میں داخل ہیں۔

(۲) المبذّرین (وہ لوگ جو ناجائز امور میں دولت اٹھاتے ہیں)

ابوالعبیدین کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (ابن عباس) سے مبذرین کے متعلق سوال کیا تو کہا وہ جو ناحق میں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ (یہی روایت عکرمہ نے بھی عبداللہ بن عباس سے کی ہے)

(۳) مکانات کی درستگی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اپنی رہائش گاہوں کو درست کرلو، ان باغوں

کو اس سے قبل ہی سنوار لو کہ وہ تم سے چھوٹ جائیں، کیونکہ اس کے قائم رکھنے والے تمہارے سامنے کبھی نہ آئیں گے۔ اور میں نے تو جب سے ان سے دشمنی کی پھر صلح نہیں کی

(۴) تعمیر کے اخراجات

حضرت خباب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، آدمی کو ہر بات کا اجر ملتا ہے۔ بجز تعمیر مکان کے۔

(۵) اپنے مزدوروں کے ساتھ کام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے بھتیجے سے جو نشیبی حصہ سے نکل کر آئے تھے کہا کہ تمہارے مزدور کام کر رہے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا۔ معلوم نہیں، کہا اگر تم بنی ثقیف کے ہوتے تو وہی کرتے ہوتے جو تمہارے مزدور کر رہے ہیں اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ آدمی جب اپنے مزدوروں کے ساتھ خود بھی اپنے گھر میں کام کرتا ہے (اور راوی ابوعاصم نے ایک بار کہا کہ اپنے مال میں کام کرتا ہے) تو وہ اللہ عزوجل کے کارندوں میں سے ایک کارندہ ہوتا ہے۔

(۶) لمبی لمبی عمارتیں بنانا

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک، کہ لوگ لمبی لمبی عمارتیں نہ بنانے لگیں ...... اور حسن کہتے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں جایا کرتا تھا تو ہم اپنے ہاتھوں سے اُن کے چھپروں کو چھو لیتا تھا ...... داؤد بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے ازواج رسول اللہؐ کے حجروں کو دیکھا ہے یہ کھجور کی چھڑیوں کے تھے باہر سے گھاس کی کہگل تھی، اور میرا خیال ہے کہ حجرے کی چوڑائی دروازے سے دیوار تک چھ سات ہاتھ ہوگی، لمبائی اندر اندر سے دس ہاتھ اور بلندی سات اور آٹھ کے مابین یا اسی کے قریب قریب میں حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر کھڑا ہوا، یہ دروازہ مغرب کی طرف تھا ...... عبداللہ الرومی بیان کرتے ہیں کہ میں ام طلق کے پاس آیا اور میں نے

کہا آپ کے گھر کی چھت کیسی نیچی سی ہے۔ انھوں نے کہا بچے! امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا ہے کہ لمبے لمبے گھر نہ بناؤ کیونکہ تمھارا سب سے برا وقت وہی ہوگا۔

(۷) عمل تعمیر

سلام بن شرجیل بیان کرتے ہیں کہ حبہ بن خالد اور سوار بن خالد دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ایک دیوار یا ایک تعمیر میں لگے ہوئے تھے تو ان دونوں نے بھی آپ کی امداد کی۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، انھوں نے کہا ہم خباب کے پاس عیادت کے لئے آئے انھوں نے سات داغ لگوائے تھے، انھوں نے کہا کہ ہمارے جو دوست گذر گئے۔ وہ چلے گئے اور دنیا ان کے مرتبہ کو ذرہ بھر کم نہ کر سکی اور ہم نے اتنا پالیا کہ اب اس کے لئے مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں پاتے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت منانے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔ اس کے بعد دوسری بار ہم آئے تو دیکھا کہ وہ اپنی ایک دیوار بنا رہے ہیں، کہا کہ ایک مسلمان اپنے سارے ہی اخراجات کا اجر پاتا ہے، بجز اس کے جو مٹی میں ڈال دے (مکان کی تعمیر میں خرچ کرے)

(۸) وسیع رہائش گاہ

حضرت نافع بن الحارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، انسان کی خوش بختی ہے: وسیع رہائش گاہ، نیک ہمسایہ اور پسندیدہ سواری۔

(۹) جس نے بالاخانہ بنایا

ثابت سے مروی ہے کہ وہ حضرت انس کے ساتھ اپنے بالاخانہ کے اوپر ایک زاویہ میں تھے کہ اذان کی آواز سُنی، حضرت انس اُترے تو میں بھی اُترا، اُنھوں نے نزدیک نزدیک قدم رکھے، انھوں نے کہا کہ میں زید بن ثابت کے ساتھ تھا تو وہ

بھی میرے ساتھ ایسی ہی رفتار سے چلے تھے اور فرمایا تھا کیا تم جانتے ہو کہ میں تمھارے ساتھ کیوں یہ رفتار اختیار کی، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسی ہی رفتار سے چلے تھے اور فرمایا تھا کیا تم جانتے ہو کہ میں تمھارے ساتھ ایسی رفتار سے کیوں چلا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا، تاکہ نماز کی طلب میں ہمارے قدم کی گنتی زیادہ ہو جائے۔

(۱۰) عمارتوں پر نقش و نگار بنانا

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت نہیں برپا ہوگی جب تک کہ لوگ ایسا گھر نہ بنانے لگیں جسے نقشین چادروں کے مشابہ کردیں۔ ابراہیم نے کہا کہ یعنی لکیردار کپڑے۔

(مترجم) ابراہیم نے لفظ مراجل کے معنی بتانے میں غلطی کی، یہ لفظ جمع ہے جس کا واحد مرجل ہے، یہ اس کپڑے کے لئے بلکہ خصوصیت کے ساتھ اس چادر کے لئے مستعمل تھا جس پر آدمی کی تصویر ہو، اور کبھی کبھی بیل بوٹے والی چادروں کو بھی کہنے لگے تھے، مخطط چادر سے اس لفظ کا کوئی تعلق نہیں۔

وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے، اس میں سے کچھ لکھ بھیجیں تو مغیرہ نے انھیں لکھ بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے لاشریک ہے، اسی کا یہ سارا جہان ہے اور اسی کی حمد، وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ جس کو تو روکے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور جس کو تو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور کسی ریاست والے کو تیرے مقابلہ میں ریاست نفع نہیں پہنچا سکتی ہے، اور اُن کے پاس لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقال سے، کثرت سوال سے، اور بربادی مال سے منع فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کو عمل نجات نہیں بخش سکتا، لوگوں نے عرض کیا اور آپ کو یا رسول اللہ

فرمایا: اور مجھ کو بھی نہیں، بجز اس کے کہ اللہ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانک لے۔ اس لئے سیدھی راہ اختیار کرو، آپس میں ایک دوسرے سے قریب رہو، اور صبح کو دیادِ حق) کرو، شام کو کرو، اور کسی قدر پچھلی پہر رات کو یاد کرو، اور ہمت والرادے سے یادگرو، اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔

(۱۱) نرم خوئی

حضرت عائشہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے السام علیکم (تم پر ہلاکت آئے) کہا، میں نے اس کو سمجھ لیا اور کہا (علیکم السلام واللعنۃ کہتی ہیں کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھہرو عائشہ! اللہ سارے ہی امور میں نرم خوئی کو پسند کرتا ہے، میں نے کہا کہ یا رسول اللہ؟ کیا آپ نے سُنا نہیں کہ انھوں نے کیا کہا فرمایا، اور میں نے انھیں کہہ دیا (علیکم (تم پر بھی وہی ہو)

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نرم خوئی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔ یہی حدیث ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

حضرت ابو درداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اکھڑپن جس چیز میں ہوگا اُسے بدنما کردے گا۔ اللہ تعالیٰ نرم خو ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی جو اپنے پردہ میں ہو، اس سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب کوئی بات آپ کو ناگوار ہوتی تھی تو ہم لوگ آپ کے چہرے سے جان لیتے تھے۔

حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک اونٹ پر سوار تھی، اونٹ میں ذرا سختی تھی، اس پر آپ نے فرمایا۔ ہمیشہ نرم خوئی اختیار کرو، یہ وہ صفت ہے کہ جس میں ہوگی اس کی زینت قرار پائے گی، اور جس سے نکل جائے گی اُس کو بدنما کردے گی۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ بخل سے بچتے رہو۔ اس نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ انھوں نے آپس میں خوں ریزیاں کیں، رشتے ناطے منقطع کیے اور ظلم قیامت کے دن کی تاریکی ہے

(۱۲) رہائش میں سادگی

کثیر بن عبید کہتے ہیں کہ میں اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہؓ کے پاس آیا تو انھوں نے فرمایا کہ ذرا پکڑو تو میں اپنا پردہ سی لوں، میں نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا، اُمّ المومنین، اگر میں باہر جا کر لوگوں سے کہہ دوں تو لوگ اسے آپ کا بخل شمار کریں۔ فرمایا، اپنا کام کرو، نئے کپڑے اس کے لئے نہیں ہیں جو پرانے نہ استعمال کرے۔

(۱۳) بندے کو نرمی پر کیا عطا کیا جاتا ہے

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ نرم خو ہے، نرم خوئی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں عطا کرتا۔ یونس بن حمید سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

(۱۴) تسکین

حضرت انس بن مالک نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آسانی اختیار کرو، سختی نہ کرو، سکون اختیار کرو، بھڑک نہ جاؤ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گھرانے میں مہمان آیا، گھر میں ایک کُتیا بھی تھی۔ گھر والوں نے کہا، ارے کتیا ہمارے مہمان پر نہ بھونک تو کُتیا کے پلے اس کے پیٹ سے جا چیخے، یہ واقعہ ان لوگوں نے اپنے نبی سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ تمہارے بعد ایک اُمّت آئے گی جس کے بیوقوف اس کے اہلِ علم کو مغلوب کرلیں گے۔

(۱۵) سخت گیری (اکھڑ پن)

حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک اونٹ پر سوار تھی، اس اونٹ

میں سختی تھی، میں اس کو مارنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمیشہ نرمی اختیار کرو، یہ وہ صفت ہے جس میں ہوگی اس کی زینت قرار پائے گی، اور جس سے نکل جائے گی اس کو بدنما بنادے گی۔

ابو نضرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جس کا نام جابر یا جبیر تھا، اس نے بیان کیا میں ایک ضرورت کے لئے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ گیا، جس وقت میں وہاں پہنچا تو رات کا وقت تھا، صبح کو میں ان کے پاس گیا، مجھے خدا کی طرف سے ذہانت اور خوش تقریری کی صفت عطا ہوئی تھی، میں نے دنیا کا ذکر شروع کیا، اور اس کی کمتری بیان کی اور اس قدر کمتر قرار دیا کہ دنیا کسی شے کے برابر نہیں رہی، حضرت عمر کے پہلو میں ایک شخص بیٹھے تھے سفید بال و سفید لباس، جب میں اپنی تقریر سے فارغ ہوا تو اس شخص نے کہا کہ تمھاری گفتگو ٹھیک ہی تھی بجز دنیا کی تذلیل کے جو تم نے کی، تمھیں خبر ہے کہ دنیا کیا ہوتی ہے، دنیا وہی ہے جس میں ہمارا ساز و سامان ہے یا کہا کہ ہماری زادِ راہ ہے اور اسی میں ہمارے وہ اعمال ہیں، جن کا ہمیں آخرت میں صلہ ملے گا۔ راوی نے کہا کہ اب دنیا کا حال اس شخص نے بیان کرنا شروع کیا جو مجھ سے زیادہ دنیا کو جانتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص آپ کے پہلو میں کون ہیں، کہا کہ یہ ہیں شعرائے مرسلین کے سردار ابی بن کعب؛

حضرت براء بن عازب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غرور کی نظر ایک شر (برائی) ہے۔

(۱۶) دولت پیدا کرنا

حنش بن حارث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہم میں سے کسی کی گھوڑی بچہ دیتی تو ہم مار ڈالتے تھے اور کہتے تھے، ہم جیتے رہیں گے جو اس پر سواری کریں گے، پھر ہمارے پاس حضرت عمر کا حکم نامہ آیا کہ جو کچھ اللہ نے تمھیں عطا کیا ہے اسے اچھی طرح رکھو، اس کام میں خود غرضی دخیل ہے۔

حضرت انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا اگر قیامت بھی آجائے اور تمھارے ہاتھ میں ایک قلم ہو، تو اگر ہو سکے کہ بغیر اس قلم کو

زمین میں لگائے ہوئے نہ جائے تو اُسے ضرور زمین میں لگا دے۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ اگر تم سنو کہ دجال نکل پڑا ہے اور تم کسی کیاری میں کاشت کر رہے ہو تو جلدی نہ کرو اس کیاری کو درست کردو، لوگ اس کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔

(۱۷) مظلوم کی دُعا

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، تین دعائیں مقبول ہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی دعا، اپنی اولاد کے لئے۔

(۱۸) بندہ کا اللہ عزّ وجل سے رزق مانگنا بایں لفظ کہ اے اللہ ہمیں رزق دے تو بہترین رزق دینے والا ہے

حضرت جابر نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سُنا ہے، آپ نے یمن کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اے اللہ ان کے دلوں کو پھیر دے، پھر عراق کی طرف دیکھا اور یہی کہا، اسی طرح ہر طرف دیکھا اور یہی کہا، اور کہا اے اللہ ہمیں زمین کی پیداوار میں سے رزق عطا فرما، اور ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

(مد اور صاع دو پیمانے ہیں جن سے ناپ کر اجناس کی خرید و فروخت ہوتی تھی)

(۱۹) ظلم تاریکی ہی تاریکی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو، ظلم قیامت کے دن تاریکی ہی تاریکی ہے۔ اور بخل سے بچو، بخل نے تم سے اگلوں کو ہلاک کر دیا اور انھیں آمادہ کر دیا کہ آپس میں خوں ریزی کریں، اور اپنی محرم عورتوں کو حلال قرار دے لیں۔

حضرت جابر سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہماری اُمت کے آخری حصہ میں صورتوں کا مسخ ہو جانا، پہاڑوں کا پھٹ پڑنا اور زمینوں کا دھنس

جانا ہوگا، اور شروع ہوں گی یہ باتیں اہلِ مظالم سے۔

حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہی تاریکی ہے۔

حضرت ابو سعید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب اہلِ ایمان جہنم سے نجات پاجائیں گے تو جنت و دوزخ کے مابین ایک پل پر بعض روک دیئے جائیں گے اور دنیا میں جو مظالم کئے ہوں گے۔ اس کی سزا بھگتیں گے۔ اور جب پاک صاف ہو چکیں گے تب اُنھیں جنت میں جانے کی اجازت دی جائے گی، تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمّد کی جان ہے، ان میں سے ہر شخص اپنی منزل کو اس سے زیادہ بہتر طریقہ پر پہچانے گا جتنا کہ وہ دنیا کو پہچانتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بچتے رہو ظلم سے، کیونکہ ظلم قیامت میں تاریکی ہی تاریکی ہے۔ اور بچتے رہو فحش سے کیونکہ اللہ تعالےٰ فحش کہنے والے اور فحش ڈھونڈنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور بچتے رہو کنجوسی سے، کیونکہ تم سے اگلوں کو اسی کنجوسی نے پکارا اور قطع رحم کرنے لگے۔ پکارا اُنھیں، اور انھوں نے محرموں کو حلال قرار دے لیا۔

حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بچتے رہو ظلم سے کیونکہ ظلم قیامت میں تاریکی ہی تاریکی ہے، اور بچتے رہو کنجوسی سے اس نے تم سے اگلوں کو ہلاک کر دیا اور اُنھیں آمادہ کر دیا کہ خوں ریزی کریں، اور محرموں کو حلال قرار دیں۔

ابوالضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ مسروق اور شتیر بن شکل مسجد میں اکٹھے ہو گئے تو مسجد کے حلقے سب ان دونوں کی طرف سمٹ آئے، اس پر مسروق نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے پاس کوئی اچھی بات سُننے ہی کو جمع ہوتے ہیں۔ یا تو عبداللہ سے روایت کریں اور میں تصدیق کروں، یا میں عبداللہ سے روایت کروں اور آپ تصدیق کریں۔ انھوں نے کہا کہ اے ابو عائشہؓ آپ روایت کریں، کہا کیا آپ نے عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ پیر زنا کرتے ہیں اور شرم گاہیں اُن کو سچ کر دکھاتی ہیں یا جھوٹ کر دیتی ہیں، کہا، ہاں میں نے بھی سُنا ہے، کہا کیا آپ

نے عبداللہ سے یہ بھی سُنا ہے کہ قرآن مجید میں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت نہیں جس میں حلال وحرام، اور امر ونہی سب ہی بیان کر دیئے گئے ہیں، وہ آیت یہ ہے (بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دینے لینے کا حکم دیتا ہے) کہا ہاں میں نے بھی سُنا ہے۔ کہا کیا آپ نے عبداللہ سے یہ بھی سُنا ہے کہ قرآن مجید میں فوری نجات عطا کرنے والی اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت نہیں (اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس کے لئے مخمصہ سے نکلنے کی راہ پیدا کر دی جاتی ہے) کہا ہاں میں نے بھی سُنا ہے، کہا کیا آپ نے عبداللہ سے یہ بھی سُنا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی آیت نہیں جس میں اس سے زیادہ شدید تفویض (سپردگی) ہو (اے میرے وہ بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے بالکلیہ مایوس نہ ہو جاؤ) کہا ہاں میں نے بھی سُنا ہے۔

حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر حرام کر رکھا ہے، اور تمھارے لئے حرام کر دیا ہے تو ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم ہو کہ روزانہ دن رات خطاؤں کا ارتکاب کرتے ہو، اور میں ہوں کہ گناہوں کی مغفرت کرتا رہتا ہوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو بجز ان کے جنھیں میں کھلا دوں تم سب ننگے ہو، بجز ان کے جنھیں میں پہنا دوں، مجھ سے لباس مانگو، میں تمھیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمھارے اوّل وآخر، اگر تمھارے انسان وجن سب کے سب بہترین متقی قلب ہو جائیں تو میری ملکیت میں ذرہ برابر کوئی اضافہ نہیں ہو جائے گا، اور اگر فاجر ترین قلب والے ہو جائیں تو اس سے میری ملکیت میں ذرہ برابر کمی نہ ہو جائے گی۔ اگر یہ سارے ایک جگہ اکٹھے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں انھیں دے دوں، تو اس سے میری ملکیت میں اس سے زیادہ کمی نہ ہو گی جتنی کہ ایک تاگے کو سمندر میں ایک بار غوطہ دینے سے سمندر میں کمی ہو سکتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمھارے ہی اعمال ہیں جنھیں میں تم پر مسلط کر دیتا ہوں، اب جو شخص خیر پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے برخلاف پائے وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی اور پر ملامت نہ کرے۔ ابو ادریس جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو اپنے دونوں گھٹنے

زمین پر ٹیک دیتے تھے۔

(۲۰) کفارۂ مریض

غضیف بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آیا۔ اس وقت ابو عبیدہ تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس شخص نے کہا، کیا حال ہے، امیر کو اجر ملے، اس پر ابو عبیدہ نے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ تم کو اجر کس بات کا ملتا ہے۔ اس نے کہا کہ جو ناگوار مصائب آتے ہیں اُن پر، فرمایا اجر ملا کرتا ہے اس چیز کا جو اللہ کی راہ میں تم صرف کرتے ہو۔ اور میں صرف کر دیتا ہوں تمھارے لئے جھولی میں جو کچھ ہو، حتیٰ کہ گھوڑے تک، رہی یہ تکالیف جو تمھارے جسم کو عاید ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو تمھاری خطاؤں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ کسی مسلمان کو جب کوئی تکلیف، مصیبت، رنج، اندوہ اذیت اور غم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کی خطاؤں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

عبد الرحمٰن بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں سلمان وعباد کے ساتھ بنی کندہ کے ایک مریض کے یہاں تھا، جب سلمان مریض کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ بشارت ہو تمھیں، مومن کے مرض کو اللہ تعالیٰ کفارہ اور اپنی رضا کا سبب بنا دیتا ہے۔ اور فاجر کا مرض ایسا ہے جیسے اونٹ کہ اس کے مالک نے چھانڈ ڈال دی۔ اور اس کے بعد چھوڑ دیا، اسے خبر نہیں کہ کیوں چھانڈ ڈالا، اور کیوں ہٹا دیا۔

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک صاحب ایمان مرد یا عورت کو اس کے بدن، اس کے اہل وعیال اور اس کے مال کے ساتھ بلاء لگی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملتا ہے، اس وقت اُس کی کوئی خطاء باقی نہیں رہتی ہے (یعنی ساری خطاؤں کا کفارہ ان بلاؤں سے ہو چکتا ہے)، اسی روایت کو محمد بن عمرو نے بیان کیا تو اس میں اور "اس کی اولاد کے ساتھ" کا اضافہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی عرب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا، کیا کبھی ام بلدم نے دھرا ہے۔ اس نے کہا ام بلدم کیا شئے ہے، فرمایا کھال اور گوشت کے مابین حرارت، اس نے کہا کبھی نہیں، فرمایا، کبھی صداع ہوا ہے، اس نے کہا کہ صداع کیا چیز ہے، فرمایا، ایک ہوا ہے جو سر میں گھس جاتی ہے اور رگوں پر ضرب لگاتی ہے، کہا، کبھی نہیں، پھر جب وہ چلنے لگا تو آپ نے فرمایا جسے کسی جہنم والے کو دیکھنا پسند ہو، اسے دیکھ لے۔

(۲۱) رات کو دیر گئے عیادت کرنا

خالد بن الربیع نے کہا کہ جب حضرت حذیفہ کی بیماری بڑھ گئی تو ان کی جماعت اور انصار نے سُنا اور بہت دیر گئے رات کو یا قریب صبح ان کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ وقت کیا ہے، ہم نے کہا، آدھی رات یا قریب صبح، کہا، جہنم کی صبح سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد کہا، کیا تم لوگ کپڑا لائے ہو جس میں مجھے کفنایا جائے گا۔ ہم نے کہا ہاں لائے ہیں۔ اس پر کہا، کفن پر نہ جاؤ، اگر میرے لئے اللہ کے پاس خیر ہے تو اس کفن سے بہتر لباس بدل لوں گا، اور کوئی دوسری بات ہوئی تو اسے بھی فوراً چھین لیا جائے گا۔ ابن ادریس نے بیان کیا کہ ہم ان کے پاس رات کے وقت آئے تھے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان بیمار پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو زنگ سے پاک کر دیتی ہے۔

جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کسی مسلمان کو درد یا مرض کی مصیبت پڑتی ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ ایک کانٹا بھی اسے چبھتا ہے یا ٹھوکر بھی جو لگتی ہے۔

حضرت سعدؓ کی صاحبزادی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا، مکہ میں میں ایک بار شدید بیمار پڑا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی لڑکی ہے کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی کی وصیت کر دوں اور ایک تہائی چھوڑ دوں، فرمایا، نہیں، میں نے کہا، نصف کی وصیت کر دوں، اور لڑکی کے لئے نصف چھوڑ دوں

فرمایا نہیں، عرض کیا، تو ایک تہائی کی وصیت کر دوں، اور دو تہائی لڑکی کے لئے چھوڑ دوں، فرمایا، ہاں ایک تہائی، اور ایک تہائی بہت ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، اور میرے منہ پر اور پیٹ پر پھیرا پھر دعا کی' اے اللہ سعد کو شفا عطا کر اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔ اس کے بعد سے آج تک جب خیال کرتا ہوں آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر پر محسوس کرتا ہوں۔

(۲۲) مریض کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو حالتِ صحت میں وہ کرتا تھا

حضرت عبد اللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی شخص بیمار پڑتا ہے تو اس کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو حالتِ صحت میں کیا کرتا تھا۔

حضرت انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی خداوند تعالےٰ کسی شخص کو کسی بدنی ابتلاء میں مبتلا کرتا ہے تو جب تک وہ بیمار رہتا ہے اس کے وہی اعمال لکھے جاتے ہیں جو حالتِ صحت میں کیا کرتا تھا، اگر مریض کو اللہ نے صحت شفاء عطا کر دی تو مجھے خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اُسے خوشی کا موقعہ دیا۔ اور اگر اللہ نے اسے اٹھا لیا تو اس کی مغفرت فرما دی۔

یہی روایت دوسری سند سے، ان ہی حضرت انس سے ہے، اس میں عافاہ کی جگہ شفاہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ مرض بخار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا آپ مجھے اپنے لوگوں کے پیچھے بھیجئے تو آپ نے انصار کے پاس بھیج دیا، اُن کے یہاں چھ دن رات رہا۔ ان پر بخار بہت سخت ثابت ہوا، بخار ان کے گھروں میں گھس گیا تو ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایک ایک گھر اور ایک ایک کمرے میں جانا شروع کیا اور ان کے لئے عافیت کی دعا فرمانے لگے۔ آپ جب لوٹ رہے تھے تو ایک عورت آپ کے پیچھے آئی اور اس نے عرض کیا، قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو

حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں انصار میں سے ہوں، اور میرے والد بھی انصار میں سے ہیں، جیسے آپ نے انصار کے لئے دعا کی ہے میرے لئے بھی دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا، کیا چاہتی ہو، اگر چاہو تو میں تمھارے لیئے دعا کروں کہ تم بخار سے محفوظ رہو، اور اگر چاہو تو برداشت کرو، اور تمھیں جنت ملے گی، اُس نے عرض کیا میں صبر کروں گی اور جنت کو خطرے میں نہیں ڈالوں گی۔ عطا نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے کوئی مرض بخار سے زیادہ پسند نہیں، بخار میرے ہر عضو میں داخل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عضو کو اجر میں سے اس کا حصہ عطا کرتا ہے۔

ابو بخیلہ سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا اللہ سے دعا کیجئے تو کہا کہ اے اللہ مرض کم کردے لیکن اجر میں کم نہ کر، پھر کہا گیا کہ دعا کیجئے، دعا کیجئے تو کہا کہ اے اللہ مجھ کو مقربین میں سے بنادے اور میری والدہ کو حورعین بنادے۔

حضرت ابنِ عباس سے عطاء بن رباح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے اُنھوں نے کہا، تمھیں ایک جنتی عورت نہ دکھادوں، میں نے کہا کہ ضرور، کہا کہ یہ دیکھو کالی سی عورت جو ہے یہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں برہنہ ہوجاتی ہوں تو اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے فرمایا، اگر چاہو تو صبر کرو تمھیں جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اچھا کردے اس پر اس عورت نے کہا کہ میں صبر کرتی ہوں، میں برہنہ ہوجاتی ہوں، اس کے لئے دعا فرمایئے کہ میں برہنہ نہ ہوجاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔

عطاء سے روایت ہے کہ انھوں نے اس کالی سی لمبی عورت ام زفر کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا، عطاء کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ قاسم نے اُن سے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ایک صاحب ایمان کو جو مصیبت پڑے، ایک کانٹا چبھنا یا اس سے بڑھ کر، وہ کفارہ ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا پر کسی مسلمان کو اگر کانٹا بھی چبھتا ہے اور وہ صبر کرلیتا ہے تو قیامت کے دن اس کے بدلے میں بھی اس کی کوئی نہ کوئی خطا معاف کی جائے گی۔

حضرت جابر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کوئی مومن یا مومنہ کوئی مسلم یا مسلمہ جب کسی مرض میں مبتلا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

(۲۴۳) کیا کسی مریض کا یہ کہنا کہ مجھے تکلیف ہے شکایت شمار ہوگی

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں اور عبداللہ بن الزبیر عبداللہ کے قتل سے دس دن پہلے بی بی اسماء کے پاس گئے۔ اسماء کو بڑی تکلیف تھی، عبداللہ نے ان سے کہا کیسی طبیعت ہے، کہا کہ مجھے تکلیف ہے، عبداللہ نے کہا اور مجھے موت در پیش ہے۔ اسماء نے کہا کہ شاید تم چاہتے ہو کہ میں مرجاؤں اس لیے تم اس کی تمنا کرتے ہو، ایسا نہ کرو۔ خدا کی قسم میں موت نہیں چاہتی جب تک تمھارا ایک فیصلہ نہ ہو جائے، یا تو تم قتل کر دیئے جاؤ اور میں اس پر صبر کروں یا تم فتح مند ہو جاؤ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ خبردار کسی ایسی تجویز پر جس سے تمھیں اتفاق نہ ہو موت کے ڈر سے راضی نہ ہو جانا۔ عبداللہ کے دل میں یہ تھا کہ یہ قتل ہو جائیں گے تو اسماء (اُن کی والدہ) کو صدمہ اٹھانا پڑے گا۔

حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کو شدید بخار تھا، آپ ایک اونی دھسا اوڑھے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے دھسے کے اوپر ہاتھ رکھا اور بخار کی حرارت اوپر محسوس ہوئی تو ابو سعید نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا بخار کتنا تیز ہے۔ فرمایا۔ ہم پر اسی طرح بلائیں تیز ہوتی ہیں اور ہمارا اجر بڑھتا ہے، اس پر ابو سعید نے عرض کیا یارسول اللہ کون لوگ سب سے زیادہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ فرمایا، انبیاء، اس کے بعد صالحین۔ انبیاء میں سے ایک نبی فقر میں مبتلا ہوئے تھی کہ ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ تھا، اسی کو پھاڑتے اور پہنتے تھے، اور اس قدر جوئیں میں مبتلا ہوئے کہ جوئی نے اُن کو مار ڈالا۔ اور یہ لوگ آزمائش سے اتنے مسرور ہوتے ہیں جتنا کہ تم عطیہ سے بھی نہیں ہوتے۔

(۲۴) اُس کی عیادت کرنا جس پر غشی طاری ہو،

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ایک بار بیمار پڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ میری عیادت کو تشریف لائے۔ مجھے انھوں نے اس حال میں پایا کہ غشی طاری تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھِڑکا دیا۔ تو مجھے ہوش آگیا، دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے مال میں کیا عمل کروں، میں اپنے مال کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

(۲۵) بچّہ کی عیادت کرنا

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا ایک بچّہ بہت ہی سخت بیمار پڑا تو انھوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک آدمی کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ میرا بچہ مرا جا رہا ہے تو آپ نے پیام لانے والے سے فرمایا جاؤ اور لڑکی سے کہہ دو، اللہ کو حق حاصل ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے دے، اور ہر چیز کے لئے اس کے پاس وقت مقرر ہے، اس لئے صبر کرے اور برداشت کرے پیامی نے جاکر صاحبزادی کو آپ کا پیغام سُنا دیا۔ پھر اُنھوں نے بھیجا اور آپ کو قسم دلائی کہ ضرور تشریف لائیں تو رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ اُٹھے جن میں حضرت سعد بن عبادہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو لیا اور اپنے بازوؤں پر لے رکھ لیا، بچے کے صدر سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے خشک مشکیزے کی کھڑکھڑاہٹ۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اس پر سعد نے کہا کہ آپ روتے ہیں حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو صرف اس لڑکی پر رحم کھا کر رو رہا ہوں، اللہ تعالیٰ صرف اپنے رحم دل بندوں ہی پر رحم فرماتا ہے۔

ابراہیم بن ابی عبلہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی بیمار پڑ گئی، میں اس زمانہ میں حضرت بی بی اُمّ الدرداء کے پاس آیا جایا کرتا تھا، جب میں جاتا تو کہتیں، کیسی ہے تمھاری تمھاری بیوی، میں کہتا بیمار ہے، پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں کھانا کھاتا، اس کے

بعد واپس آتا۔ ایک بار میں اُن کے پاس آیا تو بولیں کیسی ہے تمھاری بیوی؟ میں نے کہا کہ اب قریب قریب اچھی ہے، کہا کہ جب تم کہتے تھے کہ بیوی بیمار ہے تو میں تمھارے لئے کھانا منگواتی تھی، لیکن جب وہ قریب بہ صحت ہے تو اب نہیں منگواتی!

(۲۶) بدوی کی عیادت

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبرانے کی بات نہیں سب ٹھیک ہے انشاءاللہ۔ ابنِ عباس نے کہا کہ اس بدوی نے کہا، نہیں بلکہ یہ بخار ایک بوڑھے پھوس پر آگ پھونک رہا ہے تاکہ اُسے قبر کی سیر کرائے۔ فرمایا تو اچھا یہی سہی۔

(۲۷) مریضوں کی عیادت

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا، میں نے، فرمایا، آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے، ابوبکرؓ نے کہا میں نے، آپ نے فرمایا آج کس نے جنازے میں شرکت کی ہے، ابوبکرؓ نے کہا میں نے، آپ نے پھر پوچھا تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے، ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے۔ مروان بن معاویہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص میں ایک ہی دن یہ سب خصلتیں جمع ہو جائیں گی تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ السائب کے پاس آئے اور وہ بخار سے پھڑپھڑا رہی تھیں، پوچھا کیا حال ہے، عرض کیا بخار ہے خدا بخار کو رسوا کرے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چُپ رہو، بخار کو بُرا نہ کہو، یہ مومن کی خطاؤں کو یوں زائل کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا، میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے

کھانا نہیں دیا، بندہ کہے گا، اے پروردگار تو نے مجھ سے کیسے کھانا مانگا اور میں نے نہیں دیا، تو تو پروردگار عالم ہے۔ فرمائے گا۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور میں نے نہیں دیا ــــــــ، تو اللہ تعالیٰ کہے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی پینے کو مانگا اور تو نے نہیں دیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا، کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو میرے پاس بدلہ پاتا۔ اے ابنِ آدم میں بیمار پڑا اور تو نے میری عیادت نہ کی، بندہ کہے گا۔ اے رب میں تیری کیوں کر عیادت کرتا تو رب العٰلمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو میرے پاس پاتا، یا مجھے اس کے پاس پاتا۔

حضرت ابو سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مریضوں کی عیادت کرو، جنازے میں شرکت کرو، یہ تم کو آخرت کی یاد دلائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، تین باتیں وہ ہیں جو مسلمان پر حق ہیں۔ عیادت مریض۔ جنازے پر شرکت، اور چھینکنے والے کا جواب دینا اگر اس نے الحمد للہ کہا ہو۔

(۲۸) مریض کے لئے عیادت کرنے والے کی دعائے شفا

حمید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے سعد کے تین بیٹوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ مکہ میں سعد کی عیادت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سعد رونے لگے، آپ نے پوچھا، کیوں روتے ہو، کہا کہ ڈر لگتا ہے کہ اس زمین میں نہ مر جاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے، جیسے کہ (وہ دوسرے) سعد انتقال کر گئے۔ آپ نے تین بار فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے، پھر سعد نے کہا میرے پاس بہت مال ہے، میری بیٹی وارث ہوگی۔ کیا میں اپنے پورے مال وصیت کر جاؤں، فرمایا نہیں، کہا دو ثلث کی، فرمایا نہیں، کہا نصف مال کی، فرمایا نہیں، کہا اچھا ایک تہائی مال کی، فرمایا ہاں ایک تہائی کی اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ تم نے اپنے مال میں سے جو صدقہ دیا وہ صدقہ ہے، جو اپنے عیال پر صرف کیا وہ صدقہ ہے اور جو تمہاری بیوی کھاتی رہی وہ صدقہ ہے، تم اپنے اہل و عیال کو مال و دولت کے ساتھ چھوڑو، یا فرمایا کہ مال دار

زندگی بسر کرنے والے چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ بھیک مانگتے ہوں، اور فرمایا ہاتھ پھیلاتے ہوں۔

(۲۹) عیادت مریض کی فضیلت

ابو اسماء سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا جس نے اپنے بھائی کی عیادت کی وہ غرفہ جنت میں ہوگا، میں نے ابو قلابہ سے پوچھا ابو اسمار کس سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ثوبان سے اور ثوبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایک دوسری سند سے یہی حدیث مرفوعاً روایت ہے۔

(۳۰) مریض اور عیادت کرنے والے کی باتیں

جابر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی اُس نے رحمت میں غوطہ لگایا، اور جب بیٹھ گیا تو رحمت میں جگہ بنالی۔

(۴۰) مریض کے قریب ہی نماز پڑھی

عطا نے بیان کیا کہ عمر بن صفوان نے میری عیادت کی، نماز کا وقت آگیا تو حضرت ابنِ عمر نے دو رکعت نماز پڑھائی اور کہا کہ میں مسافر ہوں (اس لئے نماز قصر کی یعنی نصف پڑھی)

(۴۱) مشرک کی عیادت

حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، یہ لڑکا بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا، مسلمان ہوجا، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے ہی کھڑا تھا، اُس کے باپ نے کہا، ابوالقاسم کا کہا مان لے، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہوگیا، آپ اس کے پاس سے یہ کہتے ہوئے نکلے شکر ہے اس خدا کا جس نے اُسے جہنم سے نجات بخشی!

(۲۴۳) مریض کا کچھ کہنا

حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور بلال جب مدینہ آگئے تو میں ایک دن حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کے پاس گئی، کہا کہ بابا جان کیا حال ہے اور اے بلال کیا حال ہے، کہا کہ ابو بکر کو جب بخار آتا تھا تو کہتے تھے۔

ہر آدمی اپنے اہل وعیال میں صبح کرتا ہے، اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی قریب تر ہے اور بلال جب بخار اتر جاتا تو اپنی راگ الاپتے، اور کہتے

اے کاش کہ یہ ہوتا کہ میں ایک ایسی وادی میں رات گذارتا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل کی جھاڑیاں ہوتیں اور کیا وہ کسی دن مجنہ کے چشموں کا ارادہ کریں گی، اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ میرے لئے شامہ وطفیل ظاہر ہوں گی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور انھیں اس حال کی خبر دی تو آپ نے کہا کہ اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ کو مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے اور اس کو صحت بخش بنادے، اور اس کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ اور اس کے بخار کو وادی الجحفہ میں بھیج دے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کے پاس عیادت کو گئے اور جب آپ کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو فرماتے تھے، گھبرانے کی بات نہیں، سب کچھ ٹھیک ہے انشاء اللہ (وہاں بھی آپ نے فرمایا، سب ٹھیک ہے)، اس پر بدوی نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے؟ ہر گز نہیں، یہ بخار ایک بوڑھے پھوس پر آگ پھونک رہی ہے۔ اسے قبر کی سیر کرائے گی، آپ نے فرمایا، اچھا تو یہی سہی۔

(۲۴۴) مریض کیا جواب دے

سعید بن عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، حجاج ابن عمر کے پاس آیا، میں وہیں تھا، اس نے سوال کیا کہ وہ کیسے ہیں۔ کہا صالح ہیں، کہا کس نے دکھ دیا ہے جس نے اس دن ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس دن ہتھیار اٹھانا جائز نہیں ہے۔ یعنی الحجاج۔

(۴۴) عیادت فاسق

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ شراب خور کی جب کبھی وہ بیمار پڑے عیادت نہ کیا کرو۔

(۴۵) مریض مرد کی عورت عیادت کرے

حارث بن عبید اللہ الانصاری کہتے ہیں کہ میں نے بی بی اُمّ الدرداء کو ایک ایسے کجاوے پر سوار دیکھا ہے جس میں لکڑیاں تو تھیں مگر پردے نہ تھے۔ اہل مسجد میں سے ایک انصاری مرد کی عیادت کے لیے آئی تھیں۔

(۴۶) عیادت کرنے والے گھر میں فضول اِدھر اُدھر دیکھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک مریض کی عیادت کو گئے، ان کے ساتھ اور بھی کچھ لوگ تھے، اس گھر میں ایک عورت تھی، تو حضرت عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس کی طرف دیکھنے لگے، اس پر حضرت عبداللہ نے کہا اگر تم اپنی آنکھیں پھوڑ لیتے تو تمھارے حق میں بہتر ہوتا۔

(۴۷) آشوب چشم پر عیادت

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ میری آنکھیں دُکھنے آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی، اور فرمایا کہ زید تمھاری آنکھ میں یہ تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو، میں نے عرض کیا کہ صبر اور برداشت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، تمھاری آنکھیں دُکھنے آئیں اور تم نے صبر و برداشت سے کام لیا تو تمھیں اس کے ثواب میں جنت ملے گی۔

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں تو لوگ ان کی عیادت کو گئے، اس وقت انھوں نے کہا کہ آنکھوں سے مجھے کام اتنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا، اور جب آپ ہی اٹھا لیے گئے تو مجھے کیا فکر کہ میری آنکھوں کو کیا ہوا یا تبالہ کی ہرنیوں کو کیا ہوا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میں نے اس کو اس کی پیاری چیزوں کے بارے میں (یعنی آنکھوں کے) آزمایا تو اس نے صبر کیا، میں نے اس کے عوض اس کو جنت بخشی۔

حضرت ابوامامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم! جب میں نے تیری عزیز ترین چیز (آنکھیں) لے لیں تو اس صدمہ پر تو نے صبر کرلیا، اب میں تجھے جنت سے کمتر صلہ دینے پر راضی نہیں ہوں گا۔

(۴۸) عیادت کرنے والا کہاں بیٹھے

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو اس کے سرہانے پر بیٹھتے تھے، اس کے بعد سات مرتبہ کہتے تھے، میں عظمت والے اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے، سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے، اگر اس مریض کی وفات میں ابھی تاخیر ہوتی تو تکلیف سے نجات پاجاتا۔

ربیع بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حسن کے ساتھ قتادہ کی عیادت کو گیا تو حسن قتادہ کے بالیں پر بیٹھے، اُن سے حال پوچھا اور اُن کے لئے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے قلب کو شفا دے، اور اُن کی بیماری کو دفع کردے۔

(۴۹) آدمی اپنے گھر میں کیا کرے

اسود سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے بی بی عائشہ سے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہا کہ آپ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوا کرتے تھے، جب نماز کا وقت آجاتا تو باہر چلے جاتے تھے۔

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے سوال کیا کہ رسول اللہ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ کہا کہ اپنے جوتے گانٹھتے تھے، اور وہی کیا کرتے تھے۔ جو ایک آدمی اپنے گھر میں کیا کرتا ہے۔

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے، فرمایا کوئی آدمی

کیا کیا کرتا ہے۔ اپنے جوتے گانٹھتے تھے، کپڑا اٹھا کر اسے سیتے تھے۔

عمرۃ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے، کہا کہ آپ انسانوں ہی میں سے ایک انسان تھے جو اپنے کپڑے جھاڑتا اور صاف کرتا ہے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتا ہے۔

(۵۰) جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دے

حبیب بن عبید مقدام بن معدی کرب سے جنھیں انھوں نے پایا ہے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو بتا دے کہ وہ محبت کرتا ہے۔

مجاہد سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی ملے، انھوں نے پیچھے سے میرے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا میں تمھیں عزیز رکھتا ہوں، مجاہد نے کہا کہ آپ جس کی رضا کے لئے مجھے عزیز رکھتے ہیں اسی کے لئے میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں، اس پر انھوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ جو شخص کسی کو پیار کرے اسے بتا دے کہ پیار کرتا ہے، تو میں تم سے یہ بات نہ کہتا۔ اس کے بعد وہ میرے سامنے ایک خسوب پیش کرنے لگے اور کہا کہ میرے یہاں ایک لڑکی ہے۔ لیکن وہ کانی ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب دو آدمی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان میں افضل وہ ہوتا ہے جو زیادہ محبت رکھتا ہو۔

(۵۱) جب کسی شخص کو عزیز رکھے تو اس سے مقابلہ نہ کرے اور نہ اس سے کچھ مانگے

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا جب کسی بھائی سے محبت کرو تو اس سے کشتی نہ لڑو، نہ مقابلہ کرو اور نہ کچھ مانگو، ممکن ہے کہ اس کے کسی دشمن سے تمھاری ملاقات ہو جائے اور وہ ایسی باتیں بیان کرے جو تمھارے محبوب میں نہیں

ہیں، اس سے تمھارے اور اس کے مابین تفرقہ پڑ جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے کسی بھائی سے للہ فی اللہ محبت کی اور اس سے کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو دونوں داخل جنت ہوں گے، وہ شخص جس نے صرف اللہ کے لئے محبت کی اس کا درجہ اس سے بلند ہوگا جس نے محبت کرنے کی وجہ سے محبت کی۔

(۵۲) عقل قلب میں ہے

عیاض بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے صفین میں یہ بات سنی ہے، کہتے تھے کہ عقل قلب میں ہوتی ہے، اور رحمت جگر میں ہوتی ہے، رافت (ترس کھانا) طحال میں ہوتی ہے، اور نفس پھیپھڑے میں۔

(مترجم) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت علی سے بہت سی بے سرو پا روایتیں منسوب ہیں۔ یہ روایت بھی ایسی ہی ہے، عیاض بن خلیفہ قابل حجت راوی نہیں ہے۔

(۵۳) تکبر

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بادیہ نشینوں میں سے ایک شخص آیا وہ ماہی رنگ جبہ پہنے ہوئے تھا آکر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی کھڑا ہو گیا، اور بولا کہ تمھارے ان صاحب نے ہر شہسوار کو گرا دیا، یا کہا کہ تمھارے یہ صاحب چاہتے ہیں کہ ہر سوار کو اُتار دیں اور ہر چرواہے کو بلند کر دیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جبہ کی چونٹ کو پکڑ لیا اور فرمایا کیا میں تم پر یہ بیوقوفوں کا لباس نہیں دیکھ رہا ہوں، پھر فرمایا، اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت جب آیا تو انھوں نے اپنے لڑکے سے کہا: میں تم سے ایک وصیت بیان کرنا چاہتا ہوں: میں دو باتوں کا تمھیں حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں، میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ (کا اقرار کرو) ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اگر ایک پلے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلے میں لا الہ الا اللہ ہو تو اس کا پلہ بھاری رہے گا۔ اور اگر ساتوں آسمان

اور ساتوں زمینیں عقدہ لاینحل بن جائیں تو لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ و بحمدہ سے یہ گرہ کھل جائے گی۔ یہی نماز ہے ہر چیز کی اور اسی سے سب کو رزق دیا جاتا ہے اور میں منع کرتا ہوں تمھیں شرک اور تکبر سے۔ اس پر میں نے عرض کیا، یا عرض کیا گیا، یارسول اللہ، شرک کو تو ہم نے پہچان لیا، لیکن تکبر کیا ہے۔ کیا یہ بات کہ کسی کے پاس پورا لباس ہو اور وہ اسے پہنا کرے۔ فرمایا نہیں، عرض کیا، کیا یہ کہ کسی کے پاس بہت ہی خوبصورت جوتے ہوں، اس کے بہت ہی حسین تسمے ہوں، فرمایا نہیں۔ عرض کیا یہ کہ کسی کے پاس بہت اچھا جانور ہو جس پر وہ سواری کرے، فرمایا نہیں، عرض کیا تو کیا یہ کہ کسی شخص کے احباب ہوں جو اس کی مجلس میں بیٹھا کریں، آپ نے فرمایا، یہ بھی نہیں، عرض کیا تو پھر تکبر کیا ہے۔ فرمایا۔ حق کو جہالت قرار دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جس نے اپنی ذات کو بڑا سمجھا یا اپنی چال میں رعونت کی وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ اس سے برافروختہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھا لیا، اور گدھے پر بیٹھ کر بازار میں سے گذر گیا، اور بکری کو چھاند لگا لیا، اس کو دوہ لیا، اس نے تکبر نہیں کیا۔

صالح پارچہ فروش اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے کھجوریں خریدیں اور اپنی ڈلائی میں باندھ کر اٹھا لیا میں نے کہا یا ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین میں اٹھا لیتا ہوں۔ کہا کہ بچوں کا باپ ہی ان کا بار اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری۔ اور حضرت ابوہریرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، خدا کہتا ہے کوئی جو ان میں سے کسی بات میں نزاع کرے گا تو میں اُسے عذاب دوں گا۔

نعمان بن بشیر منبر پر کہتے تھے کہ شیطان کے پاس جال اور شکنجے ہوتے ہیں، اور شیطان کا جال اور شکنجہ اللہ کی نعمتوں پر مغرور ہو جانا اور اللہ کے عطیہ پر فخر کرنا ہے اور اللہ کے بندوں پر تکبر کرنا اور اللہ کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی اتباع کرنا ہے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جنت و دوزخ نے بحث کی، اور سفیان نے کہا کہ جنت و دوزخ نے جھگڑا کیا۔ جہنم نے کہا میں جبروتیوں اور متکبروں کا ٹھکانا ہوں، اور جنت نے کہا کہ میں کمزوروں اور فقیروں کا ٹھکانا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے۔ جسے چاہوں گا میں تیرے ذریعہ اس پر رحم کروں گا اور جہنم سے کہا تو میرا عذاب ہے، جسے چاہوں گا تیرے ذریعہ عذاب دوں گا۔ اور تم دونوں کو بھرپیٹ ملے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ترش رو اور مُردہ دل نہ تھے، وہ اپنی مجلسوں میں شعر شاعری کیا کرتے تھے، اور اپنی جاہلیت کے دور کو یاد کرتے تھے، اور اگر ان میں سے کسی کو اللہ کے معاملہ میں راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی تو اس کی آنکھوں کے دیدے اس طرح پلٹ جاتے جیسے وہ پاگل ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، وہ خوبصورت آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے حسن و جمال بہت پسند ہے اور مجھے یہ عطا بھی ہوا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص مجھ سے اس میں بڑھ جائے چاہے جوتے کے ایک تسمہ میں یا چپل کی سرخ نتھنی میں، کیا یہ بھی تکبر ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن یہ تکبر ہے کہ حق کے مقابلہ میں اکڑ دکھائی جائے اور لوگوں کو حقیر شمار کیا جائے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن متکبروں کو ذرات بنا کر مردوں کی صورت میں اُٹھایا جائے گا۔ ان پر ہر طرف سے ذلت چھائی ہوگی اور ہنکا کر انھیں دوزخ کے ایک قیدخانہ میں پہنچا دیا جائے گا جس کا نام ہے بولس، اس پر دہکتی ہوئی آگ چھائی رہتی ہے اور انھیں جہنمیوں کا نچوڑا ہوا بدبودار ناگوار پانی پلایا جائے گا۔

(۵۴) ظلم کا جواب دے

عروہ حضرت بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے فرمایا۔ ہاں تم بھی جواب دو۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے بی بی فاطمہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔۔ انھوں نے رسول اللہ سے حاضری کی اجازت چاہی، اس وقت آپ بی بی عائشہ کے پاس ان کے فرش پر تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے بی بی فاطمہ کو اجازت دے دی وہ آئیں اور انھوں نے آکر کہا، آپ کی ازواج نے مجھے بھیجا ہے، وہ لوگ بنت ابی قحافہ۔ (بی بی عائشہ کے دادا) کے بارے میں آپ سے عدل چاہتی ہیں، فرمایا۔ بٹیی کیا تم اس سے محبت کرتی ہو جس سے میں محبت کرتا ہوں، کہا کہ بلاشبہ فرمایا تو ان سے محبت کیا کرو۔ اس کے بعد وہ اٹھیں اور باہر جاکر انھوں نے رسول اللہ کی ازواج کو اطلاع دے دی انھوں نے کہا کہ تم تو ہمارے کچھ بھی کام نہ آئیں، پھر جاؤ، انھوں نے کہا، واللہ میں تو اس بارے میں آپ سے اب اور کچھ کبھی نہ کہوں گی، اس کے بعد ان لوگوں نے اُم المومنین حضرت بی بی زینب زوج رسول اللہ کو بھیجا۔ انھوں نے آپ سے اجازت چاہی، آپ نے انھیں بھی اجازت دے دی، انھوں نے بھی آکر آپ سے وہی کہا، اور اسی کے ساتھ ساتھ مجھے سخت سست کہا، میں رسول اللہ کی طرف دیکھنے لگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیتے ہیں؟ میں دیکھتی رہی، یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں جواب دوں تو آپ کو برا نہ لگے گا۔ پھر میں نے بھی زینب کو کہا، اور ان پر غالب ہو کر انھیں دبا لیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا، ہے نہ آخر ابوبکر کی بیٹی۔

(۵۵) قحط سالی، اور فاقہ کشی

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، آخر زمانہ میں کال پڑے گا جسے تم پالو تو بھوکے جگر والوں بازپرس چھوڑ دو

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ہمارے اور ہمارے بھائی (مہاجرین) کے درمیان نخلستانوں کو تقسیم فرما دیجئے، آپ نے فرمایا نہیں، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ وہ ہماری جگہ پر محنت کریں ہم ان کو پھل میں شریک کرلیں گے، (آپ نے اسے پسند فرمایا)، اور ان لوگوں نے عرض کیا، بہت اچھا

ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عام الرمادہ میں، جو شدید قحط کا سال تھا حضرت عمر نے لوگوں کی امداد کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، بادیہ نشینوں کو اونٹ، گیہوں، تیل سے تمام دیہاتی آبادی کی امداد کی گئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ دیہاتوں کے کنویں خشک ہو گئے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگے، اے اللہ ان کے رزقوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر پیدا کر دے (یعنی برف اور بادل)، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی، ان کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے، جب پانی برسا تو حضرت عمر نے کہا کہ الحمد للہ، خدا کی قسم اگر وہ اس آفت کو دفع نہ فرما دیتا تو ہیں سر کھاتے پیتے مسلمان گھر میں گھر والوں کی تعداد کے برابر محتاجوں کو بٹھا دیتا۔ جتنی مقدار غذا پر ایک شخص آرام سے رہتا ہے، اتنی مقدار میں دو آدمی ہلاکت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانیاں کرو، تم میں سے کسی کے گھر میں تین دن سے زیادہ کے لئے کچھ نہ رہنے پائے۔ دوسرے سال لوگوں نے کہا یا رسول اللہ جیسے ہم پچھلے سال کیا کرتے تھے ویسے ہی کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کھاؤ اور رکھ چھوڑو، پارسال قحط تھا لوگ پریشان تھے۔ اور میں چاہتا تھا کہ تم لوگوں کی امداد کرو۔

(۵۶) تجربات

ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ایک بار میں حضرت معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی بات اُن کے دل میں آئی اس کے بعد چونکے اور کہا کہ دانائی اس کے سوا نہیں کہ بار بار تین مرتبہ تجربہ کیا جائے۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا دانشمند وہی ہے جو لغزشوں سے گذرے اور حکمت والا وہی ہے جس کو تجربات حاصل ہوں (یہی روایت بہ سند دیگر)

(۵۷) کسی بھائی کو اللہ کے لئے کھانا کھلانا

محمد بن حنفیہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں اپنے بھائیوں کو

ایک صاع یا دو صاع کھانے پر جمع کرلوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمھارے بازار میں جاکر کسی غلام کو (خرید کر) آزاد کردوں۔

(۵۸) زمانۂ جاہلیت کا معاہدہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین (زمانۂ جاہلیت کا ایک معاہدۂ امن) میں شریک تھا: میں اسے بڑی سے بڑی نعمت کے مقابلہ میں بھی توڑ دینا پسند نہیں کرتا۔

(۵۹) بھائی چارہ

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود اور زبیر کے مابین بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں جو مدینہ میں ہے قریش اور انصار کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا۔

(۶۰) اسلام میں حلف نہیں

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے سال کعبہ کی سیڑھیوں پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر اس کے بعد فرمایا۔ جس کسی کا جاہلیت میں معاہدہ ہو تو اسلام اس کو اور سخت تر کرتا ہے، اور فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں رہی۔

(۶۱) پہلی بارش سے بھیگنا

حضرت انس بیان کرتے ہیں، ہم لوگوں کو جب کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بارش نے آلیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر سے کپڑا ہٹا دیا، اور آپ پر مینہ پڑ گیا۔ ہم نے عرض کیا، آپ نے ایسا کیوں کیا، فرمایا اس لئے کہ یہ پروردگار کے پاس سے نیا نیا آیا ہے۔

(۲۲۶) بکریاں برکت ہیں

حمید بن مالک بن خیثم بیان کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ کے ساتھ عقیق میں اُن کی زمین پر بیٹھا تھا کہ کچھ لوگ مدینہ والے جانوروں پر سوار آئے اور اُترے، حمید بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ میری والدہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تمہارا بیٹا سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ کچھ کھانا کھلوایئے۔ اس پر ان کی والدہ نے جَو کی تین روٹیاں اور کچھ تھوڑا زیتون کا تیل اور نمک ایک رکابی میں رکھا۔ میں نے اسے اپنے سر پر رکھ لیا اور ان لوگوں کے پاس لے آیا۔ جب میں نے ان لوگوں کے سامنے کھانا رکھا، تو ابو ہریرہؓ نے اسے بڑی چیز شمار کیا اور کہا، حمد ہے اس اللہ کی جس نے ہمارا پیٹ روٹی سے بھرا اس کے بعد کہ ہمارا کھانا دو سیاہ رنگ یعنی کھجور اور پانی کے سوا کچھ نہ تھا، یہ کھانا جماعت کو کچھ بھی نہ ہوا۔ جب یہ لوگ لوٹنے لگے تو کہا اے بھائی کے بیٹے اپنی بکریوں کو اچھی طرح رکھو اس پر سے گرد جھاڑ دیا کرو۔ اس کے باڑے کو صاف کر دیا کرو، اس کے قریب نماز پڑھو، یہ جنت کا جانور ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک ریوڑ والے کو چند بکریاں مروان کے گھر سے بھی زیادہ عزیز ہوں گی۔

ابن الحنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھر میں ایک بکری ایک برکت ہے، دو بکریاں دو برکتیں ہیں اور تین بکریاں برکات ہیں۔

(۲۲۳) اونٹ اپنے مالک کے لئے عزت ہے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کفر کا سر مشرق میں ہے، فخر اور گھمنڈ گھوڑے والوں میں ہے، اونٹ کاشت کاروں اور خیمہ نشینوں کا جانور ہے اور اطمینان بکری والوں میں ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا کہ تعجب ہے کتوں اور بکریوں کی نسل پر، ہر سال اتنی بکریاں ذبح کی جاتی ہیں، اتنی قربانی میں جاتی ہیں، اور پھر بھی

بکریاں بڑھتی ہی رہتی ہیں، اور ایک کتیا اتنے بچے دیتی ہے مگر۔۔

ابوظبیان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، اے ابوظبیان تمھارا عطیہ کتنا ہے۔ میں نے کہا دو ہزار اور پانچ سو (اس) پر کہا کہ اے ابوظبیان کھیتی اور جانور سنبھال لو، قبل اس کے کہ قریش کے غلام تم کو پالیں۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی عطیہ مال نہیں شمار ہوتا۔

عبدہ بن حزن کہتے ہیں کہ اونٹوں والے اور بکریوں والے آپس میں تفاخر کرنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا ہوئی تو وہ بکریوں کے چرواہے تھے، حضرت داؤد پیغمبر ہوئے اور وہ چرواہے تھے اور مجھے پیغمبری ملی تو میں اجیاد والوں کی بکریاں چراتا تھا۔

(۶۴) بادیہ نشین اعرابیت

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، گناہ کبیرہ سات ہیں، سب سے اول تو اللہ کا کسی کو شریک بنانا، اور قتل نفس اور پاک دامن عورتوں پر بدکاری کا الزام لگانا، اور ہجرت کے بعد بادیہ نشینی اور اعرابیت۔

(۶۵) ویرانہ میں سکونت گزیں ہونا

حضرت ثوبان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کفور میں نہ رہا کرو، کفور میں رہنے والے قبور میں رہنے والوں کی طرح ہیں، احمد کہتے ہیں کہ کفور یعنی قریے۔

باسناد دیگر ان ہی ثوبان سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثوبان الخ

(مترجم) کفور۔ بفتح کاف، جمع ہے کفر بفتح کاف وفا کی، اس کے معنی ہیں ایسا دور افتادہ مقام جو انسانی آبادی سے خالی ہو، اور لوگ عام طور پر وہاں نہ جاتے ہوں۔ اسی لئے یہ لفظ عموماً مرگھٹ، قبرستان اور زمانۂ قدیم کی افتادہ وغیر آباد خانقاہوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ احمد کا قول جو متن کے ساتھ درج ہے کہ کفور سے قریے مراد ہیں، صحیح نہیں

معلوم ہوتا۔

(۶۶) پہاڑیوں پر سیر کرنا

مقدام بن شریح کی اپنے والد سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے بی بی عائشہؓ سے صحراؤں میں جانے سے متعلق پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صحراؤں میں جایا کرتے تھے، جواب دیا کہ ہاں ان پہاڑیوں اور بلند زمینوں کی طرف جاتے تھے۔

عمرو بن وہب نے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن اسید کو دیکھا کہ جب وہ حالتِ احرام میں گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو اپنے کپڑوں کو شانوں پر، اور اپنے زانو پر ڈال لیتے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے جواب دیا کہ میں نے عبداللہ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

(۶۷) جو رازداری کو پسند کرے اور ہر قسم کے لوگوں میں بیٹھا کرے تاکہ لوگوں کے اخلاق معلوم کر سکے

محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب اور ایک انصاری بیٹھے ہوئے تھے، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری آئے اور اُن کے قریب بیٹھ گئے۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ہم اس آدمی کو پسند نہیں کرتے جو ہماری بات دوسروں کو پہنچائے، عبدالرحمٰن نے ان سے کہا کہ امیرالمومنین میں ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں اٹھتا بیٹھتا۔ پھر عمرؓ نے کہا، ٹھیک ہے ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھو مگر ہماری باتیں نہ پہنچایا کرو۔ اس کے بعد انصاری شخص سے کہا۔ کہو لوگ کیا کہتے ہیں، میرے بعد کسے خلیفہ کا عہدہ ملے گا، انصاری نے متعدد مہاجرین کے نام گنوائے، لیکن علیؓ کا نام نہیں، عمرؓ نے کہا کہ ابوالحسن (علی) کے متعلق کیوں نہیں خیال کرتے، یہ تو مناسب ترین آدمی ہیں، اگر سربراہ حکومت ہوں تو لوگوں کو راہِ حق پر قائم رکھیں گے۔

(۶۸) معاملات میں تعجیل سے احتراز کرنا

حسن نے بیان کیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اُس نے ایک بیٹا اور ایک غلام

چھوڑا، اُس نے اپنے غلام کے لڑکے کے لئے وصیت کی، اُس نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا، یہاں تک کہ بچہ جوان ہوگیا، اُس کی شادی کردی، اُس کے بعد لڑکے نے کہا، سامان کر دیجئے تو میں طلب علم کے لئے نکلوں، اُس نے سامان کردیا، اور وہ ایک عالم کے پاس آیا، ان عالم سے سوال علم کیا تو عالم نے جواب دیا، جب جانے لگو تو کہنا تمھیں ایک بات بتادوں گا۔ اُس نے کہا کہ اب میں نکلنے والا ہی ہوں، بتا دیجئے، کہا، اللہ سے ڈرتے رہو، استقلال سے کام لو، اور جلدی نہ کیا کرو، حسن نے کہا کہ اس میں ساری بھلائیاں آگئیں۔ وہ لڑکا گیا اور اسے کبھی نہ بھولا۔ یہ تھیں تین باتیں۔ جب وہ اپنی بیوی کے گھر آیا اور اپنی سواری سے اُترا۔ جب گھر میں گیا تو دیکھا کہ ایک شخص اُس کی بیوی سے ذرا فاصلہ پر سو رہا ہے، اور اس کی بیوی بھی سو رہی ہے۔ اُس نے کہا کہ اس منظر پر انتظار کیا کروں، اپنی سواری کے پاس آیا۔ جب ارادہ کیا کہ تلوار اُٹھائے تو خیال آیا، اللہ سے ڈرتے رہو، استقلال سے کام لو اور جلدی نہ کرو، لوٹ آیا، اس سوتے ہوئے شخص کے سر پر کھڑا ہوا، سوچا اس پر انتظار نہیں کرسکتا، پھر لوٹ کر سواری کے پاس گیا، جب تلوار اٹھانے کا ارادہ کیا تو پھر یاد آیا۔ پھر لوٹ کر آگیا۔ جب پھر آکر کھڑا ہوگیا تو وہ شخص جاگ اُٹھا۔ اُس نے جیسے ہی اُسے دیکھا جھپٹ کر اس سے معانقہ کیا، اُسے بوسہ دیا اور خیر و عافیت پوچھی، کہا میرے بعد کیسی گذری، کہا کہ آپ کے بعد بہت اچھی گذری، واللہ اچھی گذری کہ اس رات تین بار تلوار اور آپ کے سر کے مابین دوڑا، اور وہ علم جو میں نے حاصل کیا ہے، حائل ہوگیا۔

(۲۶۹) آہستگی

شیخ عبدالقیس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ میں دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیا ہے، فرمایا، بردباری اور حیا، میں نے عرض کیا، قدیم سے ہیں، یا یہ عادتیں نئی پیدا ہوئی ہیں، فرمایا، قدیم سے ہیں۔ میں نے کہا شکر ہے خدا کا کہ اُس نے میری جبلت میں دو ایسی عادتیں رکھی ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں آنے والے وفد عبد القیس سے ملا ہے۔ قتادہ نے ابو نضرہ کو حضرت ابو سعید الخدری سے حدیث بیان کی کہ انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشبج عبد القیس سے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، بُردباری اور آہستہ کام کی عادت،

حضرت ابن عباس سے بعینہ یہی روایت ہے۔

مزیدۃ العبدی نے بیان کیا کہ اشبج آئے اور چل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا، اور ہاتھوں کو چوم لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ و رسول پسند کرتے ہیں، اشبج نے عرض کیا یہ دونوں عادتیں مجھ میں پیدا ہوئی ہیں یا خلقی طور پر پائی جاتی ہیں، فرمایا نہیں بلکہ یہ پیدا ہو گئی ہیں، اشبج نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے میری جبلت میں وہ بات رکھی جسے اللہ و رسول پسند فرماتے ہیں۔

(۷۰) سرکشی

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر پہاڑ دوسرے پہاڑ کے خلاف بغاوت کرسکتا تو باغی سے ٹکرا جاتا۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک بار جنت وجہنم نے حجت کی، جہنم نے کہا کہ ہم میں متکبر اور جابر قسم کے لوگ آئیں گے۔ جنت نے کہا کہ ہم میں صرف ضعفاء و ساکین آئیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم سے کہا کہ تو میرا عذاب ہے، جس سے چاہوں گا تیرے ذریعہ انتقام لوں گا اور جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے جس پر چاہوں گا اس پر تیرے ذریعہ رحمت کروں گا۔

حضرت فضالہ بن عبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تین قسم کے لوگ ہیں جن کے بارے میں کچھ نہ پوچھ، ایک وہ شخص جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی، اپنے امام کی نافرمانی کی اور گنہگاری ہی میں مر گیا۔ کچھ نہ پوچھو اس کے بارے میں۔ دوسری لونڈی یا غلام جو اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تیسری وہ عورت جس کا شوہر سفر میں گیا۔ اور اس کو دنیاوی ضرورت بھر دے بھی گیا، پھر

بھی اُس عورت نے حسن و جمال کا مظاہرہ کیا، اور بگڑ گئی اور بین ہیں جن کے متعلق نہ سوال کرو، ایک وہ شخص جس نے اللہ سے اس کی چادر میں نزاع کی، کبریائی اُس کی چادر ہے اور عزیزی اُس کا تہبند عزوجل، دوسرا وہ جس نے اللہ کے معاملہ میں شک کیا اور تیسرا وہ جو اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو بیٹھا۔

بکار، بن عبدالعزیز عن ابیہ عن جدہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، ہر گناہ ہے کہ اُن کی سزا اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لئے اٹھا رکھی ہے بجز بغاوت، نافرمانی والدین، قطع رحم، کہ ان کا عذاب گناہ کرنے والے پر جلد دنیا میں قبل موت ہی آجاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر یا پورے کھجور کو بھول جاتا ہے۔ ابو عبید الجدل ایک بڑی لکڑی کو کہتے ہیں جو مکان کی چھت پر لگائی جاتی ہے۔

معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ میں معقل مزنی کے ساتھ تھا، انھوں نے راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دی۔ میں نے بھی ایک چیز دیکھی اور بڑھ کر اُسے میں نے ہٹا دیا۔ اس پر معقل نے کہا کہ میرے بھتیجے تم نے ایسا کیوں کیا، میں نے کہا کہ آپ کو میں نے ایک کام کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے بھی کیا، کہا اچھا کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے مسلمانوں کی راہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دی تو اُس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور جس کی ایک نیکی بھی قبول ہو جائے وہ جنت میں جائے گا۔

(۱۷) قبول ہدیہ

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔

حضرت انس کہا کرتے تھے کہ اے فرزندو! ایک دوسرے کو دیا لیا کرو، یہ تمھارے مابین باعثِ محبت ہوگا۔

(۲۷۲) ہدیہ اس لئے قبول نہ فرمایا کہ لوگوں میں بغض پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ فزارہ کے ایک شخص نے ایک اونٹنی ہدیہ دی۔ آپ نے اس کا عوض دیا اس سے وہ شخص ناخوش ہوا۔ اس پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے منبر پر فرمایا کہ لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہیں، میں اس کا عوض دیتا ہوں پھر وہ ناخوش ہوتے ہیں، اللہ شاہد ہے اس سال کے بعد اب میں بجز قرشی، انصاری، ثقفی یا دوسی کے کسی عرب کا ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

(۲۷۳) حیا

ابو مسعود عقبہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نبوت کے کلام کا جو حصہ عوام نے پالیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے، جب تم حیا نہیں کرتے تو جو چاہو کرو۔ (بے حیا بن جا پھر تو بادشاہی ہے)

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، ایمان کے ساٹھ اور چند یا ستر اور چند اجزاء ہیں۔ ان میں سے افضل ترین ہے لا الہ الا اللہ، اور ادنیٰ ترین ہے راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا۔ اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کوئی بات ناپسند فرماتے تو ہم لوگ آپ کے چہرے سے معلوم کر لیتے تھے۔

حضرت عثمان اور حضرت بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت چاہی، اس وقت آپ حضرت عائشہؓ کے بستر پر حضرت عائشہؓ کی چادر لپیٹے ہوئے لیٹے تھے، آپ نے اجازت دے دی، حضرت ابو بکر کو جو کام تھا پورا کیا اور چلے گئے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی، آپ نے ان کو بھی اجازت دے دی، وہ بھی آئے اور ضرورت کے مطابق باتیں کر کے چلے گئے، پھر میں نے (یعنی حضرت عثمان نے) اجازت چاہی تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور

حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ کپڑے سمیٹ لو، اس کے بعد ہیں بھی ضرورت کی باتیں کر کے واپس آگیا، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ آپ نے ابوبکر وعمر کے لئے وہ اہتمام نہیں کیا جو حضرت عثمان کے لئے کیا۔ فرمایا کہ عثمان بڑے حیادار آدمی ہیں، ڈر ہوا کہ اگر میں نے اسی حال میں ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی تو وہ ضرورت کی بات مجھ سے نہ کر سکیں گے۔

حضرت انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حیا وہ چیز ہے کہ جس جگہ ہوگی اس کو زینت دے گی، اور بے حیائی وہ چیز ہے کہ جہاں کہیں ہوگی اُسے بدنما بنادے گی۔

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے، وہ شخص اپنے بھائی کو حیا کی نصیحت کر رہا تھا، تو آپ نے فرمایا، چھوڑ دو بھی! حیا تو جزء ایمان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو اپنے بھائی کو حیا کے لئے ڈانٹ رہا تھا۔ اس حد تک کہ گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تمھیں ماروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا چھوڑ دو بھی، حیا تو ایمان کا جزء ہے۔

حضرت بی بی عائشہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوتے تھے، اور آپ کا زانو یا شاید پنڈلیاں کھلی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے اجازت چاہی آپ نے اسی حالت میں انھیں اندر آنے کی اجازت دے دی پھر حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی آپ نے اسی حالت میں انھیں بھی آنے کی اجازت دے دی اُنھوں نے آکر باتیں کیں۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے اجازت چاہی، آپ نے اپنے کپڑے برابر کر لئے (محمد نے بیان کیا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ایک ہی دن میں حضرت عثمان بھی آئے) اُنھوں نے باتیں کیں اور چلے گئے۔ جب وہ چلے گئے تو عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر آئے آپ نہ ہلے جلے اور نہ پرواہ کی، پھر عمر آئے آپ نہ ہلے جلے اور نہ پرواہ کی، پھر جب عثمان آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے کپڑے بھی برابر کر لئے۔ آپ نے فرمایا کیا اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

(۵)

دُعائیں

(۱) آپ صبح کے وقت کیا کہتے تھے

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح ہوتی تھی تو یہ کہتے تھے ہماری صبح ہوگئی اور صبح ہو ہی گئی، تعریفیں ساری کی ساری اس اللہ ہی کے لیے سزاوار ہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اُٹھ کے اسی کے پاس جانا ہے، اور جب شام ہوتی تھی تو یہ کہتے تھے، شام ہماری ہوگئی اور شام ہو ہی گئی، ملک اللہ کا ہے تعریفیں ساری کی ساری اس اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

(۲) کسی غیر کے لئے دعا کی

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کریم بن کریم بن کریم بن کریم تو بلاشبہ حضرت یوسف (علیہ السلام) بن یعقوب (علیہ السلام) بن اسحٰق (علیہ السلام) بن ابراہیم خلیل الرحمٰن (علیہ السلام) تھے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں یوسف (علیہ السلام) کی طرح قید میں پڑا ہوتا، اور میرے پاس بلانے والا آتا تو میں اسے قبول کر لیتا جہاں یوسفؑ نے یہ کہا، جاؤ اپنے آقا کے پاس اور اس سے پوچھو کہ ان

"أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ
أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ"

عورتوں[ل] کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، اور اللہ کی رحمت ہو لوطؑ پر جب انھوں نے ایک مضبوط چٹان کے پاس پناہ لی اس وقت اپنی قوم سے کہا (کاش[ل] کہ مجھے تمھارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں مضبوط چٹان کے پاس پناہ لیتا) اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد ان کی قوم سے باہر کوئی نبی نہیں بھیجا۔

(۳) چھپی ہوئی دعا

عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ ربیع جمعہ کے دن علقمہ کے پاس آیا کرتے تھے، اگر میں وہاں نہ ہوتا، تو لوگ آدمی بھیج کر بلوا لیتے۔ ایک بار وہ آئے اور میں وہاں نہ تھا، پھر علقمہ مجھ سے ملے اور مجھ سے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ربیع کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا، کیا تم دیکھتے نہیں کہ لوگ کتنی زیادہ دعائیں کرتے ہیں اور کس قدر کم قبول ہوتی ہیں۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چھپی ہوئی دعا کے سوا اور کوئی دعاء قبول نہیں فرماتا۔ میں نے کہا کہ کیا یہی عبداللہ نے نہیں کہا، کہا کہ انھوں نے کیا کہا، میں نے کہا کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی شہرت پسند اور ریاکار یا کھیل سے دعاء کرنے والے کی دعاء قبول نہیں فرماتا ہے، صرف اس دعاء کرنے والے کی دعاء قبول فرماتا ہے جو اس کے قلب کے اندرونی حصہ سے نکلتی ہے، راوی نے بیان کیا کہ علقمہ کو بات یاد آگئی اور کہا۔ ہاں عبداللہ نے بیان کیا ہے۔

(۴) دل سے دُعا کرنی چاہیے اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ اگر تیری مشیت ہو، سوال کا دلی ارادہ قائم کرے اپنی خواہش پر پوری توجہ دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی چیز کا عطا کرنا بڑی بات نہیں

قرآن مجید

[ل] ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ۔

[ل] لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ۔

ﷺ

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی دعار کرے تو دلی ارادہ کے ساتھ دعا کرے اور یہ نہ کہے کہ اگر تیری مشیت ہو تو مجھے دے دے کیونکہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔

(۵) دُعا میں ہاتھ اُٹھانا

ابو نعیم وہب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن الزبیر کو دعا کرتے اور ہتھیلیوں کو چہرہ پر پھیرتے دیکھا ہے۔

عکرمہ حضرت بی بی عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ انھوں نے بی بی عائشہؓ سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعار کرتے ہوئے دیکھا ہے' آپ کہہ رہے تھے کہ میں[۵۱] ایک بشر ہوں۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا' کسی مسلمان کو اگر میں نے ستایا ہو یا بُرا کہا ہو تو مجھ سے اس کا مواخذہ نہ کرنا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو الدوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قبیلۂ دوس نے نافرمانی اور انکار کر دیا' آپ ان پر بددعار کر دیجئے' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر دعار کے لئے ہاتھ اُٹھائے' لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ ان لوگوں کے لئے بددعار کریں گے' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعار کی[۵۲] اے اللہ قبیلۂ دوس کو ہدایت دے اور اُنھیں کو ہمارے پاس لے آ۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک سال پانی نہیں برسا اور قحط پڑ گیا' تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمعہ کے دن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پانی رُک گیا' زمین ویران ہو گئی اور مال مویشی ہلاک ہو گئے۔ اس پر رسول

---

[۵۱] إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي أَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيهِ

[۵۲] اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، آسمان پر کہیں بادل کا نشان نہ تھا، آپ نے اور زیادہ ہاتھ پھیلا دیئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پانی کے لئے دعا کی، ابھی ہم جمعہ کی نماز ختم بھی نہ کرسکے تھے کہ قریب ترین مکانوں کے جوان اپنے گھروں کو واپس ہونے کی فکر کرنے لگے۔ پانی کا سلسلہ جمعہ سے جمعہ تک رہ گیا، جب دوسرا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ گھر گر گئے اور سوار رکے پڑے ہیں۔ آپ اولاد آدم کے جلد گھبرا اٹھنے پر مسکرائے، آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ[1] ہمارے چاروں طرف پانی برسا، ہم پر نہ برسا تو بادل مدینہ پر سے چھٹ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عکرمہ کہتے ہیں کہ ان سے سنا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے، آپ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ[2]! میں ایک بشر ہوں، مجھ سے مواخذہ نہ کرنا، مؤمنین میں سے کسی کو اگر میں نے دکھ دیا ہو، یا کسی کو برا کہا ہو تو مجھ سے اس کے لئے مواخذہ نہ کرنا۔

جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ دوس کا قلعہ بڑا مضبوط وہیں چلے چلیئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذخیرہ فضیلت کی وجہ سے جو انصار کے لئے مقدر ہوچکا تھا، انکار کردیا۔ اس کے بعد طفیل اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک آدمی (مدینہ) میں ہجرت کرکے آگئے۔ یہاں آکر وہ آدمی بیمار پڑگیا، اور زندگی سے تنگ آگیا (یا اسی طرح کا کوئی لفظ راوی نے بیان کیا ہے) وہ بڑی مدت تک زندہ رہا۔ ایک بار اس نے چھری لی اور اپنی گردن کی دونوں رگیں کاٹ دیں، مر گیا۔ طفیل نے اس شخص کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا، کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے

---

[1] اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔

[2] اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِي أَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَذَيْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيْهِ

کے صلہ میں مغفرت ہوگئی، پوچھا اور تیرے ہاتھوں کا کیا حال ہے، کہا کہ جو تم اپنے ہی ہاتھوں سے بگاڑ لو تو اس کی اصلاح نہیں ہوا کرتی، جابر بیان کرتے ہیں کہ طفیل نے اس قصہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، اس پر آپ نے دعاء کی، اے اللہ اور اس کے ہاتھوں کو بھی معاف کردے، آپ نے اس دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے، کہتے تھے کہ اے اللہ[1]، میں تیری پناہ چاہتا ہوں کاہلی سے، میں پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں کھوسٹ بڑھاپے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے۔

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے فرمایا میں بندہ کے اس خیال کے ساتھ ہوں جو میرے متعلق وہ قائم کرلیتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

(۶) سیدالاستغفار (سب طرح کی طلب مغفرت کا سردار)

حضرت شداد بن اوس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا، سیدالاستغفار یہ دعاء ہے۔ اے اللہ[2] تو میرا پروردگار ہے، کوئی معبود تیرے سوا نہیں، تو ہی نے مجھے پیدا کیا، اور میں جہاں تک میری استطاعت میں ہے تجھ سے کئے ہوئے وعدہ پر قائم ہوں، میں تیری نعمتوں کے ساتھ تیرے سامنے لوٹ آیا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہوں کو معاف کردے۔ بجز تیرے کوئی اور گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری پیدا کی ہوئی ہر برائی سے۔ جب کوئی یہ دعاء شام کو کرے اور مرجائے تو جنت میں داخل ہوگا، یا جنت والوں میں ہوگا۔ اور اگر صبح کو کہے اور اس دن وفات پائے تو بھی جنت میں جائے گا۔

---

[1] اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ۔

[2] اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ۔

حضرت ابنِ عمرؓ نے کہا کہ ہم ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعار کہ "اے رب میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول کر تو بے شک تو بہ قبول کرنے والا رحمت والا ہے"، سو مرتبہ شمار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی، اس کے بعد کہا، "اے اللہ میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول کر بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحمت والا ہے"۔ حتیٰ کہ یہ دعار سو بار کہی۔

شداد بن اوس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ کہے (حسب حدیث اول باب ہذا) جو اس دعار کو یقین کے ساتھ دن کو پڑھے گا اور شام سے پہلے اسی دن مرجائے گا وہ جنت والوں میں سے ہوگا۔ اور جو رات کو کہے گا، اور اس کا یقین اسے ہوگا، اور صبح سے پہلے مرگیا تو جنت والوں میں سے ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ "اللہ سے توبہ کیا کرو، میں تو اللہ سے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں"۔

کعب بن عجرۃ کہتے ہیں کہ بعد نماز پڑھنے والی تسبیح جس کا پڑھنے والا نامراد نہیں ہوتا یہ ہے، سبحان اللہ الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر سو بار۔ ابن انیسہ اور عمر بن قیس نے اسے مرفوعًا بھی روایت کیا ہے۔

(۷) کسی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعائے خیر

حضرت عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ سب سے جلد قبول ہونے والی دعار کسی غائب کی دعار ہے کسی غائب کے لیے۔

رَبِّ اغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا غائبی بھائی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

صفوان بن عبداللہ بن صفوان جو درداء بنت حضرت ابودرداء کے شوہر تھے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار شام میں اپنی سسرال پہنچا تو دیکھا کہ گھر میں اُم الدرداء ہیں۔ اور ابوالدرداء موجود نہیں ہیں، اُم الدرداء نے مجھ سے پوچھا کہ امسال تمھارا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ کہا کہ ہمارے لئے دعائے خیر کرنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کسی مسلمان آدمی کی دعا، دوسرے مسلمان کے لئے پیٹھ پیچھے قبول ہوتی ہے۔ اُس کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ دعا کرتا ہے اور فرشتہ آمین کہتا رہتا ہے۔ اور اس دعا سے تم کو بھی اتنا ہی فائدہ پہنچے گا۔ صفوان نے بیان کیا کہ اس کے بعد بازار میں ابودرداء سے میری ملاقات ہوئی تو اُنھوں نے بھی کہا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا، کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ[1] میری اور محمد کی صرف ہم دونوں کی مغفرت فرمادے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے اپنی دعا کو بہت سے لوگوں سے روک دیا۔

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مجلس میں سو مرتبہ استغفار کرتے سُنا ہے (کہ آپ نے فرمایا) اے[2] رب میری مغفرت فرما، میری توبہ قبول کر، اور مجھ پر رحم فرما، بلاشبہ تو بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحمت والا ہے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے کسی کام کے لئے جب دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس میں کشایش پیدا کردی، حتیٰ کہ اپنی سواری کی چال تک میں، ایسی چال ہوئی کہ میں خوش ہوگیا۔

---

[1] اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِمُحَمَّدٍ

[2] رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں یہ دُعا کرتے تھے۔ اے اللہ[1] مجھے نیکوں کے ساتھ وفات دے، بُروں میں نہ چھوڑ دے، اچھوں کے ساتھ مجھے ملا دے۔

شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ اکثر یہ دعائیں کرتے تھے۔ اے[2] ہمارے پروردگار ہمارے مابین صلح صفائی قائم رکھ، اسلام کی راہ پر ہماری رہبری کرنا، ہمیں تاریکیوں سے نور کی طرف نجات دے، ہم سے بے حیائیوں کو جو ظاہر میں یا باطن میں ہوں، دور کر دے، ہماری سماعتوں میں، بصارتوں میں، قلوب میں ازواج میں، اور ذریات میں برکت عطا کر، ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا رحمت والا ہے، ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گذار رکھ اس کی ثنا کرنے والے، اس کو بیان کرنے والے اور اپنی نعمتیں ہمیں پوری پوری عطا فرما۔

ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس جب کسی بھائی کے لیے دعا کرتے تھے تو کہتے تھے، اللہ تعالیٰ اس پر اُن نیکوں کی رحمتیں نازل کرے جو نہ ظالم ہیں اور نہ فاجر، راتوں کو عبادتیں کرتے ہیں اور دنوں کو روزے رکھتے ہیں۔

اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ عمرو بن حریثؓ کو یہ کہتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ میری والدہ مجھے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے رزق کی دعا کی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے وہ ایک دن زاویہ نشین تھے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ کے کچھ بھائی بصرہ سے آتے ہیں کہ آپ ان کے لیے دعا کریں، انھوں نے کہا، اے[3] اللہ، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم کر، ہمیں دنیا میں اور آخرت میں اچھائیاں دے، اور ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔ لوگوں نے اس سے زیادہ کی خواہش کی تو پھر یہی کہا

---

[1] اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَلَا تُخَلِّفْنِیْ فِی الْاَشْرَارِ وَاَلْحِقْنِیْ بِالْاَخْیَارِ

[2] رَبَّنَا اَصْلِحْ بَیْنَنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ الْاِسْلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاصْرِفْ عَنَّا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ

(بقیہ بر صفحہ ۱۸۶)

اور کہا کہ اگر تمھیں مل گیا تو دنیا و آخرت کی خیر مل گئی۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈالی کو پکڑا اس کے بعد اسے ہلایا اس میں سے پتی نہیں جھڑی، پھر ہلایا پھر بھی نہ جھڑی، پھر ہلایا۔ پھر بھی نہیں جھڑی، فرمایا کہ سبحان اللہ الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ سے اسی طرح اللہ تعالیٰ خطاؤں کو جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنی پتیوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ اپنی ضرورت یا بعض ضروریات کی شکایت کرتی تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا، تمھیں اس سے بہتر بات نہ بتادوں، سونے کے وقت ۳۳ بار لا الہ الا اللہ، ۳۳ بار سبحان اللہ، اور ۳۴ بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو، یہ ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایک سو بار لا الہ الا اللہ کہے، "سو بار سبحان اللہ کہے اور سو بار اللہ اکبر کہے تو یہ بات دس غلاموں کو آزاد کرنے اور دس اونٹوں کی قربانی سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ سب سے افضل دعا کیا ہے، فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت مانگو۔ وہ شخص دوسرے دن آیا، اور عرض کیا کہ سب سے افضل دعا کیا ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت مانگو، جب تمھیں دنیا اور آخرت میں عافیت مل گئی تو تم نے فلاح پالی۔

حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری بات۔ سبحان اللہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیئ قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

(بقیہ صـ۲۸۵)

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حضرت بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں نماز پڑھ رہی تھی، آپ کو ایک ضرورت تھی اور مجھے دیر ہو گئی تو آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ، تم مکمل اور جامع دعا کیا کرو، جب میں میں پڑھ کر آئی تو میں نے آپ سے پوچھا، یا رسول اللہ! مکمل اور جامع دعا کیا ہے، فرمایا یہ کہو۔ اے اللہؑ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں ہر بھلائی کا فوری بھلائی کا بھی اور موخر بھلائی کا بھی، جو میں جانتی ہوں اور جو میں نہیں جانتی، اور تیری پناہ مانگتی ہوں، ہر برائی سے، فوری سے بھی اور موخر سے بھی، جو میں جانتی ہوں اور جو میں نہیں جانتی، میں تجھ سے جنت کا اور جنت کو قریب تر کرنے والے قول وعمل کا سوال کرتی ہوں اور تیری پناہ چاہتی ہوں جہنم اور جہنم سے قریب کرنے والے قول وعمل سے، اور تجھ سے ان تمام باتوں کا سوال کرتی ہوں جو محمد نے تجھ سے مانگا ہے اور ان تمام باتوں سے تیری پناہ چاہتی ہوں جن سے محمد نے پناہ مانگی ہے، آپ میرے حق میں جو بھی فیصلہ کریں کریں لیکن اس کا نتیجہ راہ مستقیم ہو۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) پڑھنا

حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جس کسی مسلمان کے پاس صدقہ دینے کو کچھ نہ ہو وہ اپنی دعا میں یہ کہا کرے۔ اے اللہؑ رحمت فرما محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور رحمت فرما مومن مردوں اور عورتوں پر، مسلمان مردوں اور عورتوں پر، تو یہ دعا اس کے لئے بمنزلہ زکوٰۃ ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے کہا، اےؑ اللہ کرم فرما محمد پر اور ان کی اتباع کرنے والوں پر جیسا کہ تو نے

---

[۱] سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ

(بقیہ بر صفحہ ۱۸۸)

کرم فرمایا ابراہیم پر اور اُن کی اتباع کرنے والوں پر۔ اور برکت دے محمدؐ کو اور اُن کی اتباع کرنے والوں کو جیسا کہ تو نے برکت دی ابراہیم کو اور اُن کے متبعین کو اور رحمت فرما محمدؐ پر اور اُن کی پیروی کرنے والوں پر جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی ابراہیم پر اور اُن کی پیروی کرنے والوں پر، تو اس کے لئے میں قیامت کے دن شہادت دوں گا، اور اس کی شفاعت کروں گا۔

حضرت انس اور حضرت مالک بن اوس بن حدثان بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر ضرورت سے نکلے، اس وقت کوئی نہ تھا جو آپ کے ساتھ جائے عمران کے ساتھ مٹی کا چھوٹا گھڑا یا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے چل پڑے، آپ کو ایک خشک پہاڑی نالہ میں سجدہ میں پایا، عمر ذرا دور ہو کر پیچھے بیٹھ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا۔ عمر یہ تم نے اچھا کیا کہ جب مجھے سجدے میں پایا تو دور جا بیٹھے۔ جبرئیل آئے تھے اور انھوں نے کہا کہ جو آپ پر ایک بار درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا۔ اور اس کو دس درجے رفعت عطا ہوگی۔

حضرت انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا یا اس کی دس خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کسی کے سامنے آئے اور وہ درود نہ پڑھے

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے۔

(بقیہ صفحہ ۱۸۷)

وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْأَلُكَ مِمَّا سَأَلَكَ بِهِ مُحَمَّدٌ وَاَعُوْذُبِكَ مِمَّا تَعَوَّذَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ وَمَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رُشْدًا۔ (بقیہ بر صفحہ ۱۸۹)

جب پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا، آمین، پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے اور فرمایا آمین پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو پھر فرمایا آمین۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے سنا کہ آپ نے تین بار آمین کہا۔ آپ نے فرمایا جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبریل آئے اور انھوں نے کہا کہ بدبخت ہوا وہ بندہ جس پر رمضان آیا اور گذر گیا، اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے اس پر کہا آمین، پھر کہا کہ بدبخت ہوا وہ بندہ جس نے والدین کو ماں باپ میں سے کسی ایک کو پایا، اور ان کی خدمت کی وجہ سے جنت میں نہ جا سکا، اس پر میں نے کہا آمین، پھر کہا کہ بدنصیب ہوا وہ بندہ جس کے سامنے آپ کا ذکر آیا اور اس نے درود نہ پڑھا، میں نے کہا آمین۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا آمین، آمین، آمین۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ آپ کیا کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا کہ وہ بندہ ذلیل ہوا جس نے اپنے والدین یا ان میں ایک کو پایا اور انھوں نے اس بندے کو جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین، پھر کہا کہ ذلیل ہوا وہ بندہ جس پر سے رمضان آیا اور گذر گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین، پھر کہا وہ شخص ذلیل ہوا جس کے سامنے آپ کا ذکر آیا اور اس نے درود نہیں پڑھا۔ میں نے کہا آمین۔

حضرت جویریہ بنت الحارث ابن ابی ضرار سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے نکل کر باہر آئے، یہ جویریہ وہ ہیں جن کا نام برہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جویریہ کر دیا، آپ ان کے پاس سے نکل آئے،

(بقیہ صفحہ ۱۸۷ پر)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

آپ کو یہ ناپسند تھا کہ اس کے پاس جائیں اور ان کا نام برہ ہو، پھر آپ ان کے پاس دن چڑھنے کے بعد واپس آئے۔ وہ اسی طرح بیٹھی تھیں، آپ نے فرمایا تم اسی طرح بیٹھی رہیں اور میں نے تمھارے بعد چار کلمات تین بار کہے، اگر تم ان کو اپنے کلمات سے وزن کرو، تو کرکے دیکھ لو، یہ کلمات ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد یا مدد کلماتہ"۔ یہی روایت حضرت ابن عباس سے بھی مرفوعاً ہے۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ جویریہ کے گھر میں سے نکلے۔ اس روایت کو سفیان نے کئی بار روایت کیا، مگر صرف ایک بار کہا کہ جویریہ سے مروی ہے

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگو، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، فتنۂ مسیح الدجال سے اللہ کی پناہ مانگو اور زندگی و موت کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۱۰) جس نے ظلم کیا سو اُس کے حق میں بددعا کرنا

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ "اے اللہ[۱] میری سماعت و بصارت کو میرے لئے بہتر بنادے اور انھیں میری موت تک باقی رکھ، جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف میری امداد فرما۔ اور مجھ کو اس سے انتقام لے کر دکھادے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ "اے اللہ[۲] میری سماعت و بصارت سے مجھے فائدہ اٹھانے دے، انھیں آخر دم تک باقی رکھ، میرے دشمن کے مقابلہ میں امداد فرما اور اس سے انتقام لے کر مجھے دکھادے۔

---

[۱] اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَيْنِ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ وَاَرِنِيْ مِنْهُ ثَارِيْ۔

[۲] اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى عَدُوِّيْ وَاَرِنِيْ مِنْهُ ثَارِيْ۔

سعد بن طارق بن اشیم الاشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ صبح اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، مرد آتے تھے، عورتیں آتی تھیں، کوئی کہتا تھا، یارسول اللہ جب نماز پڑھ چکوں تو کیا دعا کروں، آپ فرماتے تھے، یہ اے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت دے، اور مجھے رزق عطا کر، یہ جملے تیری دنیا اور آخرت دونوں پر حاوی ہیں
اس روایت کو ابن مالک، عبدالواحد یزید بن ہارون نے بھی روایت کیا ہے، لیکن اس میں یہ نہیں کہا ہے کہ والد سے سُنا۔

(۱۱) طولِ عمر کی دعا دی گئی

حضرت ام قیس سے مروی ہے، انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ اس کی عمر دراز ہو، ان کے غلام ابوالحسن کہتے ہیں کہ ان کی عمر اتنی ہوئی کہ ان سے زیادہ کسی عورت کی عمر ہوئی ہو، مجھے معلوم نہیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والیوں کے پاس آیا کرتے تھے، ایک دفعہ آپ تشریف لائے تو میری والدہ (ام سلیم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ہے آپ کا ادنیٰ خادم انس، کیا اس کو آپ دعا نہ دیں گے، آپ نے فرمایا۔ اے اللہ اس کے مال و اولاد میں کثرت دے اور اس کو حیات طویل عطا کر، اور اس کی مغفرت فرما دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے تین چیزوں کی دعا فرمائی تھی، اپنی اولاد میں سے ایک سو تین کو تو دفن کر چکا ہوں، میرے پھل ایک سال میں دو بار آیا کرتے ہیں اور زندہ اتنے دن سے ہوں کہ دنوں سے شرمانے لگا ہوں۔ اور امید ہے کہ میری مغفرت بھی ہو جائے گی۔

ل اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

ع اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَطِلْ حَیَاتَهٗ وَاغْفِرْ لَهٗ

(۱۲) اگر جلد بازی نہ کرے تو ہر بندہ کی دعا قبول کی جاتی ہے

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعا تمھاری قبول کی جائے گی اگر جلدی نہ کرو، اور یہ نہ کہو کہ دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کی دعا قبول کی جاتی ہے اگر وہ گناہ کی یا قطع رحم کی نہ ہو اور جلدی نہ کرے، اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبول نہ ہوگی پھر دعا کرنی چھوڑ دے۔

(۱۳) کاہلی سے اللہ کی پناہ چاہنا

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے[ا] اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کسل (کاہلی) سے اور قرض داری سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں فتنۂ مسیح الدجال سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذابِ جہنم سے۔

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندگی اور موت کی بُرائی سے، عذاب قبر سے، شر مسیح الدجال سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

(۱۴) جو اللہ سے مانگتا نہیں اُس پر اللہ خفا ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جو اللہ سے مانگتا نہیں اُس پر اللہ

[ا] اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَغْرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

تعالیٰ خفا ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا سے کچھ مانگا نہیں اُس سے اللہ خفا ہوتا ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب دعا کرو تو پورے عزم و ارادے سے کرو، یہ نہ کہو کہ اگر تیری مشیت ہو تو مجھے دے دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔

حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے ہر دن کی صبح کو اور ہر رات کی شام کو یہ کہا کہ، "اُس اللہ کے نام سے ابتداء کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نہ زمین میں نقصان پہنچاتی ہے اور نہ آسمان میں اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا علم والا ہے۔ اس کو کوئی چیز کبھی نقصان نہیں پہنچاتی۔ ابوالزنادؒ نے یہ حدیث حضرت عثمان کے فرزند ابان سے سُنی، ان کو فالج ہو گیا تھا، حدیث سُن کر اُنھوں نے ابان کی طرف دیکھا تو وہ سمجھ گئے، اور بولے، میاں! حدیث تو وہی ہے جو میں نے تم سے بیان کی، لیکن جس دن مجھ پر فالج آیا اسی دن میں نے یہ دعا نہ کہی، تاکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر جاری ہو کے رہے۔

(۱۵) جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کے وقت دعا کرنا

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ دو وقت وہ ہوتے ہیں جب کہ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ان اوقات میں بہت ہی کم دعائیں ایسی ہوتی ہیں جو قبول نہ ہو جائیں۔ ایک وہ وقت جب جہاد کی ندا پر لوگ حاضر ہوں، اور دوسرا وہ وقت جب کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اللہ کی راہ میں صف بندی ہو۔

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

حضرت ابو صرمہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اے[1] اللہ میں تجھ سے غنا مانگتا ہوں، اور اُن کے مالک (اللہ) نے انھیں غنا عطا بھی کر دیا تھا۔ (یہی حدیث بہ سند دیگر)

شکل بن حمید سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دعا، بتا دیجئے جس سے میں نفع اٹھاؤں فرمایا۔ (یہ دعا کرو) اے[2] اللہ مجھے محفوظ رکھ، میری سماعت، بصارت، زبان، قلب اور میری منی کی برائی سے۔ وکیع نے کہا کہ منی کی برائی، زنا اور فجور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے، اے[3] اللہ، میری اعانت فرما۔ اور میرے خلاف اعانت نہ کر، میری امداد کر اور میرے خلاف امداد نہ فرما، اور میرے لئے زندگی کی راہ آسان کر دے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سُنا ہے، آپ دعا کرتے تھے، اے میرے رب میری اعانت کر، میرے خلاف اعانت نہ کر، میری مدد فرما، میرے خلاف مدد نہ دے، ہمارے بھلے کی تدبیر کر، ہمارے خلاف تدبیر نہ کر، راہ میرے لئے آسان کر دے، جو میرے خلاف سرکشی کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما، اے رب تو مجھے اپنا شکر گذار، یاد رکھنے والا، بھگتی، اطاعت گزار، وابستہ، پابند اور توبہ کرنے والا بندہ بنا دے، ہماری توبہ قبول کر، ہماری آلودگیوں کو دھو دے، ہماری پکار کو سُن لے، ہماری بات کو پکی کر دے ہمارے قلب کو راہ مستقیم پر قائم رکھ، ہماری

---

[1] اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ غِنَایَ وَغِنَا مَوْلَاہُ۔

[2] اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَلِسَانِیْ وَقَلْبِیْ وَشَرِّ مَنِیِّیْ۔

[3] اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَیَسِّرِ الْھُدٰی لِیْ

زبان کو سیدھی راہ پر اور ہمارے قلب کی سیاہی کو دور کردے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر کہا، بلاشبہ خداوند جل و علا وہ ہے کہ جو کچھ وہ دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو روک دے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور کسی خاندانی کو اللہ کے مقابلہ میں شرف خاندانی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اُسے معاملات دین میں سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔ میں نے یہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان ہی لکڑیوں پر سنے ہیں۔ (یہی حدیث بروایت دیگر و دیگر)

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ سب سے زیادہ بہتر دعا یہ ہے کہ تم کہو، اے اللہ تو میرا پروردگار اور میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی اور نہیں جو گناہوں کو بخش دے، اے پروردگار تو میرے گناہوں کو بخش دے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے دین کو سنوار دے کہ یہی میرے معاملات کا تحفظ ہے، میری دنیا کو سنوار دے کہ اسی میں میری دنیا کو سنوار دے کہ اسی میں میری معاش ہے۔ اور میری موت کو ہر بُرائی سے محفوظ اور معاملۂ رحمت بنادے۔ یہ یا اسی طرح فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آزمائش کی سختیوں سے، بدبختی کی گرفت سے، تقدیر کی خرابی سے اور شماتت اعداء سے پناہ مانگتے تھے۔

لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ سَمِعْتُ۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ۔

اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَحْمَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے، کسل سے بخل سے بڑھاپے کی برائیوں سے فتنۂ صدر سے اور عذاب قبر سے۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناتوانی سے، کسل سے، بزدلی سے، اور کھوسٹ بڑھاپے سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں حیات و ممات کے فتنوں سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ملال سے، حزن سے، ناتوانی سے، کسل سے، بزدلی سے، بخل سے، قرض کے بوجھ سے، اور لوگوں کے غلبہ سے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ہے "اے اللہ معاف فرما دے ان ساری خطاؤں کو، جو میں نے پہلے کی ہیں یا بعد میں کی ہوں، چھپ کر کی ہوں یا ظاہراً کی ہوں ان سب کو مجھ سے زیادہ ہی جانتا ہے، تو مقدم بھی ہے اور مؤخر بھی، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، عفاف اور غنیٰ کا سوال کرتا ہوں، ہمارے اساتذہ نے اس روایت میں یہ بھی ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اور تقویٰ کا۔

ثمامہ بن حزن سے روایت ہے کہ میں نے ایک بوڑھے آدمی کو باواز بلند کہتے سنا کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برائی سے ایسی پناہ جس میں کچھ دخل انداز نہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى۔

میں نے پوچھا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں، جواب دیا گیا کہ ابو درداء ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے طاہر کر دے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے جیسے گندہ کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے پروردگار تیرے ہی لئے ہے حمد آسمان بھر، زمین بھر اور، اس کے بعد جو تو چاہے ان سب کے برابر۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی دے، آخرت میں بھلائی دے اور عذاب جہنم سے محفوظ رکھ، شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ روایت عبادہ کے سامنے پیش کی تو انھوں نے کہا کہ حضرت انس یہ دعا کرتے تو تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فقر سے، قلت سے، ذلت سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ظلم کئے جانے سے۔

حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ نے بہت سی دعائیں کیں جو ہمیں یاد نہ رہ سکیں، اس پر ہم نے عرض کیا، آپ نے تو اتنی دعائیں کیں جو ہمیں یاد بھی نہ رہ سکیں تو آپ نے فرمایا میں تمھیں ایک چیز ایسی بتائے دیتا ہوں جس میں یہ سب دعائیں شامل ہیں، اے اللہ میں تجھ سے ان سب باتوں کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے تیرے نبی محمد نے تجھ سے سوال کیا ہے اور تیری پناہ چاہتے ہیں ان تمام چیزوں سے جس سے پناہ چاہی ہے تیرے نبی

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ كَمَا يُطَهَّرُ الثَّوْبُ الدَّنِسُ مِنَ الْوَسَخِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ
اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِمَّا سَاَلَكَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَنَسْتَعِيْذُكَ مِمَّا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَيْكَ الْبَلَاغُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اَوْ اُظْلَمَ۔ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے، اے اللہ تو ہی وہ ہے جس سے امانت طلب کی جا سکتی ہے اور تجھ ہی تک ہماری رسائی ہے، نہ کوئی حرکت ہوتی ہے اور نہ قوت ہے بجز اللہ کی امداد کے۔ یہ یا ایسا ہی فرمایا۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فتنۂ مسیح دجال سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں فتنۂ جہنم سے۔

سعید بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کہا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے قانع بنا دے اور میرے لئے اس میں برکت دے، اور ہر غائب کی بھلائی کے ساتھ حفاظت فرما۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اکثر یہ ہوتی تھی: اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی دے، آخرت میں بھلائی دے، اور عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بہت کرتے تھے، اے اللہ دلوں کے بدلنے والے ہمارے دلوں کو دین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رکھ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کہا کرتے تھے، اے اللہ تیرے ہی لئے ہے زمین بھر، آسمان بھر، اور جو تو چاہے اس کے برابر حمد، اے اللہ مجھے طاہر کر دے اولوں سے، برف سے اور ٹھنڈے پانی سے، اے اللہ مجھے گناہوں سے طاہر کر دے اور ایسا صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ۔

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِيْنِكَ۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ

(بقیہ بر صفحہ ۱۹۹)

میں سے یہ دعا بھی تھی، اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔ نعمتوں کے زوال سے اور عافیت کے ختم ہو جانے سے، اور تیری اچانک گرفت سے اور تیرے ہر طرح کی نارضامندی سے۔

(۱۸) بارش کے وقت دُعا حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں کسی سمت بادل دیکھتے تھے تو کام چھوڑ دیتے تھے، چاہے وہ نماز ہی کیوں نہ ہو، اور بادل کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے، اگر بادل کو اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا تو اللہ کا شکر ادا کیا، اور اگر بارش ہوئی تو فرماتے۔ اے اللہ اسے نفع بخش پانی بنا دے۔

(۱۹) موت کے وقت دُعا قیس نے بیان کیا کہ میں حضرت خباب کے پاس آیا اور انھیں سات داغ دیئے گئے تھے، انھوں نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں دعا کرتا۔

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا کرتے تھے۔ اے رب بخش دے میری خطا، کو میری جہالت کو، اپنے کاموں میں میری بے اعتدالی کو، سب کا سب بخش دے اور ان تمام غلطیوں کو بخش دے جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ بخش دے میری خطاؤں کو جو عمداً کی ہوں جو ناواقفیت سے کی ہوں، جو تفریحاً کی ہوں، میری ساری ہی خطاؤں کو بخش دے،

(بقیہ صفحہ ۱۹۸)

مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ بِالْبَرْدِ وَالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَارِدِ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِّنِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطَایَ وَعَمْدِیْ وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔

اے اللہ بخش دے جو غلطی میں نے پہلے کی ہو، بعد میں کی ہو، جو بالا علان کی ہو، تو مقدم بھی ہے، مؤخر بھی ہے اور تو ہر شے پر قدیر ہے۔ (حضرت ابوموسٰی سے بہ اسناد دیگر)

حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ، میں نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا میں تم کو عزیز رکھتا ہوں، میں نے عرض کیا، میں بھی خدا کی قسم آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا تم کو چند ایسے کلمات نہ بتادوں جنھیں تم ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو، میں نے عرض کیا جی ہاں ضرور بتادیجئے، فرمایا، یہ کہا کرو، اے اللہ[۱] میری اعانت کر اپنی یاد، اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت کے معاملہ میں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا، اللہ کی حمد ہے، کثیر حمد جس میں برکت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے کہنے والا۔ اس پر وہ شخص چپ ہوگیا، سمجھا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی ایسی بات کہدی جو آپ کو ناگوار ہوئی، پھر آپ نے فرمایا کہ کون ہے اس نے اچھی ہی بات کہی تب اس شخص نے کہا کہ میں ہوں اور خیر ہی کی امید پر یہ کلمات زبان سے نکالے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے تیرہ فرشتوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھے تاکہ ان کلمات کو اللہ عزوجل تک پہنچائیں۔

---

[۱] اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ناپاک خبیث اور ناپاک خبائث سے۔

(مترجم) بعض لوگوں نے خبث، جمع خبیث کے معنی ناپاک جن، اور خبائث کے معنی ناپاک جنیہ ہے لکھا ہے لیکن لغت کے اعتبار سے یہ معنی کچھ زیادہ صحیح نہیں۔ عربی میں خبث ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شے کے ساتھ شریک ہو کر اُسے خراب کر دے مثلاً خبث الحدید۔ لوہے کا خبث زنگ کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد نجاست و آلودگی معلوم ہوتی ہے۔ اور خبائث لغت میں ہے کہ کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

حضرت بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے واپس آتے تھے تو فرماتے تھے، اے خدا تیری مغفرت چاہیئے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کسی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، فتنہ مسیح دجال سے، فتنہ حیات و ممات سے اور فتنہ قبر سے۔

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اُم المومنین بی بی میمونہ کے پاس سو رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ حاجت کو گئے۔ پھر آ کر منہ ہاتھ دھویا، پھر سو رہے، پھر اُٹھے مشکیزہ کے قریب آئے، اُس کا منہ کھولا، آپ نے وضو کیا، درمیانہ درجہ کا نہ بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ نہ بہت ہی کم، اس کے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔

بعد نماز پڑھی، پھر میں بھی اٹھا، انگڑائی لی، اس خیال سے کہ آپ کو کہیں یہ ناگوار نہ ہو کہ میں آپ کو دیکھ ہی رہا تھا، اس کے بعد میں نے وضو کیا۔ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، میں بھی جاکر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔ آپ نے میرا کان پکڑا اور گھما کر مجھے دائیں طرف کھڑا کردیا۔ آپ نے تیرہ رکعتیں نماز کی پوری کیں، پھر آپ لیٹ گئے، سو گئے، گلا بولنے لگا، آپ سوتے تھے تو گلا بولتا تھا، پھر آپ کو بلال رضی نے نماز کے لئے پکارا، آپ نے (اٹھ کر صبح کی) نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ آپ کی دعا یہ تھی۔ اے اللہ میرے قلب میں نور بھردے، میری سماعت میں نور دے، میرے داہنے نور، بائیں نور، اوپر نور، نیچے نور، آگے نور، پیچھے نور اور بڑا کردے میرے لئے نور کو، کریب نے بیان کیا کہ ابن عباس کے صندوق میں جو نوشتہ حدیث تھا، اس میں سات ہی نور تھا، اس کے بعد میں عباس کی اولاد میں سے ایک شخص سے ملا تو اس نے یہ روایت بیان کی اس میں بیان کیا، میرے پٹھوں میں نور، میرے گوشت میں، ہڈی میں، خون میں، بال میں، اور کھال میں نور اور دو خصلتوں کا بھی ذکر کیا۔

(مترجم) یہ روایت، اصولی روایت و درایت دونوں پر سقیم ہے، حضرت ام المومنین میمونہ عبداللہ بن عباس کی حقیقی خالہ تھیں۔ عبداللہ بن عباس کی عمر وفات رسول اللہ کے وقت صرف تیرہ سال کی تھی۔ حضرت ابن عباس سے اس روایت کو بیان کرنے والے ثقہ اور مقبول رواۃ نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے۔ مختلف طریقہ پر اسے بیان کیا گیا ہے، لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس میں کہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ك

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھتے اور نماز پڑھتے تھے تو نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے تھے، اور آخر میں کہتے تھے، اے اللہ میرے لئے نور بنا دے میرے دل میں میری سماعت میں، میری بصارت میں، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے سامنے، میرے پیچھے، اور میرے لئے اس میں اضافہ کر دے اضافہ کر دے، اضافہ کر دے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کی گہرائیوں میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو کہتے تھے اے اللہ تیرے ہی لئے ہے حمد تو آسمانوں اور زمینوں کا اور جو ان میں ہے ان سب کا نور ہے، تیرے ہی لئے ہے ستائش کہ تو آسمانوں، زمینوں اور جو ان میں ہے ان سب کا پروردگار ہے تو حق ہے، تیرا وعدہ حق، تیرا ملنا حق، جنت حق، دوزخ حق اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرے ہی آگے سر اطاعت جھکاتا ہوں، اور تیرا ہی یقین رکھتا ہوں، تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور تیری ہی سمت بھاگتا ہوں۔ تیری ہی دلیل سے میں لڑتا ہوں اور تجھ ہی کو حاکم مانتا ہوں، میرے اگلے، پچھلے، باطن، ظاہر سارے ہی گناہ بخش دے۔ تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے۔ اے اللہ دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا تجھ سے میں سوال کرتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں، اپنے دین میں اور اپنے اہل میں، میرے عیوب کو چھپا دے، میرے خوف کو امن سے بدل دے، میری حفاظت فرما، آگے سے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ وَزِدْنِیْ نُوْرًا وَزِدْنِیْ نُوْرًا وَزِدْنِیْ نُوْرًا۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

(باقی بر صفحہ ۲۰۴)

پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ اپنے نیچے سے ہلاکت میں پھنسا لیا جاؤں۔

عبید بن رفاعہ الزرقی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا، جب احد کے دن، مشرکین منتشر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، برابر ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی ثنا کروں۔ لوگ آپ کے پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے آپ نے کہا، اے[ف] خدا! تیری ہی ستائش ہے تمام تر، جو تو پھیلا دے اسے کوئی سمیٹنے والا نہیں، جو تو دور کر دے کوئی اسے نزدیک کرنے والا نہیں، جسے تو نزدیک کر دے اسے دور کرنے والا نہیں، جسے تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اے اللہ ہم پر اپنی برکات، رحمت، فضل اور رزق کو پھیلا دے، اے اللہ ہم تجھ سے وہ نعمت مانگتے ہیں جو نہ فرسودہ ہو اور نہ زائل، اے اللہ ہم تجھ سے تنگی کے دن نعمت اور جنگ کے دن امن کا سوال کرتے ہیں۔ تیری پناہ میں آتے ہیں، جو دے اور جو تو نہ دے اس کے شر سے۔ اے اللہ ایمان کو ہمارے قلوب میں محبوب اور مزین کر دے اور کفر، فسق اور عصیان کو مکروہ بنا دے۔ اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلنے والا بنا، اے اللہ ہمیں مسلمان ہی رکھ کر وفات دے اور مسلمان ہی بنا کر زندہ رکھ اور ہمیں نیکوکاروں سے بغیر رسوائی اور بغیر فتنہ زدہ بنا کر ملا دے۔ اے اللہ! ان کفار سے جو تیری راہ کو روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں جنگ کر، اپنا غصہ، اپنا عذاب ان پر نازل فرما، اور ان کافروں سے بھی جنگ کر جنھیں کتاب دی گئی ہے، تو ہی حقیقۃً معبود ہے۔ علی کہتے ہیں کہ یہ روایت میں نے محمد بن بشر سے سنی ہے اور انھوں نے اس کی

(بقیہ ص ۲۰۳)

وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ

(بقیہ بر ص ۲۰۵)

اسناد بھی بیان کی ہے، جس وہ سند پیش نہیں کرتا۔

(۲۱) بے چینی کے وقت دعا: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چینی کے وقت یہ دعا فرماتے تھے اُس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا اور حلیم ہے، اس اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد سے کہا کہ اباجان! آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ہر صبح یہ دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ مجھے عافیت دے میری سماعت میں، اے اللہ مجھے عافیت دے میری بصارت میں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں آپ اس دعا کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں شام کو اور تین مرتبہ پڑھتے ہیں صبح کو کہا کہ ہاں اے بیٹے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کلمات کہتے ہوئے سُنا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی سنت پر عمل کروں، اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے چینی میں مبتلا آدمی کی دعا ہے۔ اے اللہ میں تیری رحمت کی اُمید رکھتا ہوں ایک لحہ کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر، ہماری ہر حالت کو درست کر دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرب کے وقت کہا کرتے تھے، اُس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو عظیم و حلیم ہے، اُس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اُس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین

(بقیہ ص ۲۰۴)

الْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَأَهْلِي وَاسْتُرْ عَوْرَتِي وَآمِنْ رَوْعَتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ

(بقیہ بر ص ۲۰۶)

کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے، اے اللہ ہم سے شر کو دفع کر دے۔

(۲۲) طلب خیر کے وقت دُعا حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن مجید کی سورتوں کی طرح استخارہ بھی سکھاتے تھے، جب کوئی اہم کام آپڑے تو دو رکعت نماز پڑھے، اور اس کے بعد کہے اے اللہ میں تیرے علم سے طلب خیر کرتا ہوں، تیری قدرت سے قدرت چاہتا ہوں، تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، تو قادر ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ تو غیبوں کا بڑا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام خیر ہے میرے لئے دین میں، معاش میں اور نتیجہ کار میں، یا فرمایا، فوری کام میں تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام بُرا ہے میرے لئے دین میں، معاش میں، نتیجہ کار میں یا فرمایا فوری کام میں یا بالآخر تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور میرے لئے خیر کو مقدر فرما جہاں سے ہو، اور اسی پر مجھے راضی کر دے۔ اس کے بعد اپنی حاجت کا نام لے۔

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مسجد الفتح میں پیر کے دن اور منگل کے دن اور بدھ کے دن دعا کی، آپ کی دعا بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیانی وقت میں مقبول ہوئی۔ جابر کہتے ہیں کہ جب کبھی مجھ کو کوئی اہم امر پیش آیا میں نے اس وقت کو متعین کر کے بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان دعا کی، اور میں نے دیکھا کہ دعا قبول ہو گئی۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ

(صفحہ ۲۰۶ کی دعا ہیں صفحہ ۲۰۹ کے حاشیہ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۰۴)

إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِي لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعِيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْحَرْبِ اَللّٰهُمَّ عَائِذًا بِكَ مِنْ سُوْءِ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ مِنَّا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

(بقیہ بر صفحہ ۲۰۷)

ایک آدمی نے دعار کی اور کہا کہ اے اللہ آسمانوں کو کتم عدم سے وجود میں لانے والے اے حی اے قیوم میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس نے کس طرح دعار کی، قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُس نے اللہ کو اس کے اس نام سے پکارا کہ جب اس نام سے اس کو پکارا جاتا ہے تو وہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایک ایسی دعار بتادیں جو میں نماز میں کیا کروں، فرمایا۔ کہا کرو، میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی اور معاف نہیں کرتا، تو میری مغفرت فرمادے، پوری مغفرت، کیونکہ تو ہی مغفرت کرنے والا رحم والا ہے۔

(۲۴) جب کسی حاکم قاہر کا خوف ہو

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی ایسا حاکم ہو جس کی سخت گیری اور ظلم کا خوف ہو تو یہ کہا کرو۔ اے اللہ، سات آسمانوں کے رب، اور عرش عظیم کے رب، تو میرا ہمسایہ بن جا فلاں بن فلاں کے اور اس کے گروہ کے مقابلہ میں جو تیری مخلوق ہیں، اور اس بات سے روک دے کہ وہ کسی پر بے اعتدالی کرے، تیرا ہمسایہ باعزت ہوتا ہے، اور تیری ثنا پر جلال ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا جب کسی قہرمان کے سامنے آؤ جس کی سطوت سے تمھیں خوف ہو تو کہو اللہ اکبر، اللہ اپنی ساری مخلوق سے

(بقیہ صت ۲۰۵)
عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلٰهَ الْحَقِّ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ

(بقیہ بر صت ۲۰۸)

زیادہ باعزت ہے، اس سے بھی زیادہ جس سے میں ڈرتا اور بچتا ہوں، اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہی ہے سات آسمانوں کو زمین پر لوٹ پڑنے سے روکے ہوئے، بجز اس صورت کے جب کہ یہ اسی کے حکم سے ہو۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے فلاں بندے کے شر سے اور اس کی فوجوں اور پیروؤں اور گروہوں کے شر سے جو جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، اے اللہ تو میرا ہمسایہ بن جا اُن کے شر سے تیری ثنا پر جلال ہے اور تیرا ہمسایہ باعزت ہے۔ برکت والا ہے تیرا نام اور تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ یہ دعاء تین بار پڑھ لو۔

حضرت ابنِ عباس نے کہا جب کسی شخص پر غم واندوہ پڑے، بے چینی ہو، یا قاہر حاکم سے خوف ہو، اور ان کلمات میں دعاء کرے تو ضرور قبول ہوگی۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بذریعہ لا الہ الا انت رب السموات السبع ورب العرش الکریم میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بذریعہ لا الہ الا انت رب السموات السبع و الارضین السبع وما فیھن انک علیٰ کل شیئ قدیر۔ اس کے بعد اللہ سے اپنی حاجت مانگو۔

(۳۴) دعاء کرنے والے کے لئے جو اجر و ثواب جمع ہوتا ہے

حضرت ابو سعید الخدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی کوئی مسلمان کوئی ایسی دعاء کرتا ہے جو گناہ نہ ہو اور نہ قطع رحم تو تین باتوں

(بقیہ صفحہ ۲۰۷)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ۔

اَللّٰهُمَّ اَصْرِفْ شَرَّهٗ

میں سے ایک ضرور ملتی ہے، یا تو اسے وہ مل جاتا ہے جو وہ مانگتا ہے، یا دعا آخرت کے لئے اٹھا رکھی جاتی ہے، ورنہ اسی کے مطابق کوئی برائی اس سے دفع کر دی جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی صاحب ایمان اللہ کی طرف منہ کر کے اللہ سے کوئی سوال کرتا ہے تو اُسے یا تو جو مانگا مل جاتا ہے یا اُسی کے واسطے آخرت کے لیے اُٹھا رکھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ جلد بازی نہ کرے۔ لوگوں نے عرض کیا، کوئی جلد بازی کیا کرتا ہے، فرمایا، کہنے لگتا ہے کہ دعا پر دعا کی لیکن دعا مقبول ہوتی نظر نہیں آتی۔

(۲۵) دعا کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابلِ اکرام کوئی اور چیز نہیں۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب سے اشرف عبادت دعا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ دعا ہی تو عبادت ہے پھر قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی (مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کون سی عبادت افضل ہے۔ فرمایا کسی شخص کا اپنی ذات کے لئے دعا کرنا۔

حضرت معقل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(حاشیہ ص۲۰۸)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپؐ نے فرمایا، اے ابوبکر شرک کا حصہ تم لوگوں میں چیونٹی کی چال سے بھی خفیف تر ہوتا ہے۔ اس پر ابوبکر نے عرض کیا کیا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے علاوہ اور بھی کسی صورت میں ہوتا ہے۔ فرمایا قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ شرک کا حصہ چیونٹی کی چال سے بھی خفیف تر ہوتا ہے، کیا تمھیں وہ دعا نہ بتا دوں کہ اگر وہ کرلیا کرو تو شرک کا قلیل وکثیر سب تم سے دفع ہو جائے۔ فرمایا، کہو، اےؐ اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک کردوں اور جو نہیں جانتا ہوں، اس کے لئے تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں۔

(۲۶) ہوا کے وقت دُعا

حضرت انس سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ جب تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ اےؐ اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اس ہوا کو جو کچھ دے کر تو نے اسکو بھیجا ہے اُس کے خیر کی اور تیری ہی پناہ چاہتے ہیں اُس کے شر سے۔

حضرت سلمہ سے روایت ہے، جب تیز ہوا اُٹھتی تھی تو کہتے تھے، اے اللہ یہ ہوا بھلائی لئے ہو، بانجھ نہ ہو۔

(۲۷) ہوا کو بُرا نہ کہو

حضرت اُبی سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ ہوا کو بُرا نہ کہو، جب ایسی ہوا دیکھو جو ناپسند ہو تو کہو اےؐ اللہ ہم سوال کرتے ہیں اس ہوا کی بھلائی کا، اور جو کچھ اس میں ہے، اور جو کچھ دے کر تو نے اسے بھیجا ہے، ان سب کی بھلائی کا اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس ہوا کی،

ؐ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ

ؐ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

ؐ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

جو کچھ اس میں ہے اور جو کچھ لے کر تو نے اسے بھیجا ہے، ان کی برائی سے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوائیں اللہ کی چلائی ہوئی ہیں۔ یہ رحمت لے کر بھی آتی ہیں اور عذاب لے کر بھی انھیں برا نہ کہو بلکہ اللہ سے اس کے خیر کا سوال کیا کرو، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۲۸) بجلی کڑکنے کے وقت دعا سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل یا بجلی کا کڑکا سنتے تھے تو کہتے تھے، "اے اللہ اپنے صاعقہ سے ہمیں نابود نہ کر، اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کر اور ہمیں اس سے پہلے ہی معاف فرمادے"[1]

(۲۹) بادل کا کڑکا سن کر حضرت ابن عباس جب بادل کا کڑکا سنتے تھے فرماتے تھے، سبحان الذی سبحت لہ۔ فرمایا کہ کڑکا ایک فرشتہ ہے جو بادل کو اس طرح ہانکتا ہے جیسے چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب وہ کڑکا سنتے تھے تو بات کرنا چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے پاک ہے[2] وہ اللہ جس کے حمد کی تسبیح کڑکا اور فرشتے اس کے خوف سے پڑھا کرتے ہیں۔ پھر کہتے تھے یہ ایک شدید وعید ہے زمین والوں کے لئے۔

..

---

[1] اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِصَعْقِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

[2] سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ

(۳۲) اللہ سے عافیت کا سوال کرنا

اوسط بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک بار انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ جہاں میں کھڑا ہوں، ہجرت کے پہلے سال کھڑے ہوئے تھے، یہ کہہ کر ابوبکرؓ رونے لگے۔ اس کے بعد کہا کہ صدق اختیار کرو، اس کا جوڑ نیکی سے ہے اور یہ دونوں جنت میں لے جانے والے ہیں، اور کذب سے بچتے رہو، اس کا جوڑ فجور سے ہے، اور یہ دونوں جہنم میں لے جانے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو، یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں، اور ایک دوسرے کا مقاطعہ نہ کرو، نہ پیٹھ پیچھے شکوے کرو، نہ حسد کرو، اور نہ بغض رکھو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت معاذ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا، اللہ! اے اللہ میں تجھ سے پوری نعمت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا ہے، معلوم ہے کہ پوری نعمت کیا ہے، اس نے کہا جنت میں داخلہ اور جہنم سے بچ جانا، پھر آپ ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو کہہ رہا تھا اے اللہ ہم تجھ سے صبر مانگتے ہیں، فرمایا تم نے اپنے رب سے آزمائش و بلاء مانگی، اس سے عافیت مانگو، اور ایک شخص کے پاس سے گذرے جو کہہ رہا تھا، اے جلالت والاکرام والے خدا، آپ نے فرمایا۔ اب مانگو!

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

(متفرق دعائیں)

(۱) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

یارسول اللہ مجھے کوئی دعا بتا دیجئے، میں وہی دعا اللہ سے مانگا کروں، اس پر فرمایا۔ اللہ سے عافیت مانگا کیجئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے آکر وہی سوال کیا کوئی ایسی دعا مجھے بتا دیجئے یارسول اللہ کہ وہی اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں، آپ نے فرمایا: اے عباس رسول اللہ کے چچا، اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کیجئے۔

(۳۳۲) آزمائش میں ڈالے جانے کی دعا کرنا مکروہ ہے

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا اے اللہ مجھے مال دے کہ میں صدقے دوں، مجھے تو آزمائش میں ڈال دے جس میں اجر ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ تم میں اس کی طاقت نہیں ہے یہ کہو کہ اے اللہ دنیا میں اچھائی دے، آخرت میں اچھائی دے اور عذاب جہنم سے بچا دے۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک مریض کو دیکھنے گئے، مریض مرض سے بہت ہی پریشان تھا جیسے مرغی کا بچہ جس کا پر نوچ دیا گیا ہو، آپ نے فرمایا، اللہ سے کچھ دعا کرو، یا فرمایا کہ اللہ سے سوال کرو۔ تو وہ شخص کہنے لگا۔ اے اللہ آخرت میں مجھ پر عذاب تو مجھے دینے والا ہو، یہیں دنیا ہی میں دے دے آپ نے فرمایا، سبحان اللہ تم نہیں برداشت کر سکتے، یا فرمایا کہ تم لوگ نہیں برداشت کر سکو گے، یہ کیوں نہیں کہتے کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت

لے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

میں بھی، اور عذاب جہنم سے بچالے، اور آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ عزوجل نے اُسے شفا دے دی۔

(۳۲) آزمائش کے وقت سے پناہ مانگنا

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا۔ آدمی کہتا ہے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں، آزمائش کے وقت سے اس کے بعد چُپ ہو جاتا ہے، جو یہ کہے اُسے یہ بھی کہنا چاہیئے، بجز اس آزمائش کے جس میں مرتبہ کی بلندی پوشیدہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پناہ مانگتے تھے آزمائش کے وقت، بدبختی کی گرفت، دشمنوں کی ہنسی، اور تقدیر کی خرابی سے۔

(۳۲) غصہ کی حالت میں کسی شخص کی گفتگو کو بیان کرنا

ابونوفل بن ابی عقرب سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کے بارے میں سوال کیا، فرمایا کہ ہر ماہ میں ایک روزہ رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، اور زیادہ فرمایئے، فرمایا، زیادہ فرمایئے، زیادہ فرمایئے، ہر ماہ میں دو روزے رکھ لو، میں نے عرض کیا، میرے باپ ماں قربان ہوں، میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ قوی پاتا ہوں، فرمایا۔ زیادہ قوی پاتا ہوں، زیادہ قوی پاتا ہوں، چُپ رہو، میں نے خیال کیا، اب حضرت اس سے زیادہ کی ہرگز اجازت نہ دیں گے۔ پھر فرمایا، اچھا ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو۔

(متفرق دعائیں)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَ کُلَّہٗ، وَعَمْدِیْ وَجَھْلِیْ وَھَزْلِیْ وَکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ اَوْمَدَدِ کَلِمَاتِہٖ۔

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ نہایت بُری بدبودار ہوا اٹھی، آپ نے فرمایا، جانتے ہو، یہ کیا ہے، یہ اُن کی ہوا ہے جو ایمان داروں کی غیبت کیا کرتے ہیں۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بدبو کا ہوا کا جھونکا آیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ منافقین نے کچھ مسلمانوں کی غیبت ہے۔ یہ ہوا اسی وجہ سے ہے۔

حضرت ابن اُم عبد کہتے ہیں کہ جس کسی کے سامنے کسی مؤمن کی غیبت کی گئی اور اس نے مؤمن کی حمایت کی، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں اچھا اجر دے گا۔ اور جس کسی کے سامنے کسی مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے حمایت نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں بُرا بدلہ دے گا۔ اور ایسے شخص نے کتنا بُرا لقمہ لیا۔ جس نے کسی مؤمن کی غیبت کی اور وہی بیان کیا ہے جو جانتا ہے تو اس نے غیبت کی اور جس نے وہ بیان کیا جو نہیں جانتا، اس نے بہتان کیا۔

(۳۴) غیبت ـ اللہ کا حکم کہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ دو ایسی قبروں پر آئے جن کے مُردے عذاب میں مبتلا تھے، آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں کسی بڑی بات کے لئے عذاب نہیں پا رہے ہیں بلکہ ایک ان میں سے لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا، اور دوسرا پیشاب سے نہیں گھنا تا تھا، آپ نے کھجور

(متفرق دعائیں)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ـ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَّاَحْزَابِهٖ مِنْ خَلَائِقِكَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ يَطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ـ

کی ایک یا دو تازہ چھڑیاں منگوائیں اور ان کو توڑ کر ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر لگا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لگا دی گئیں، پھر فرمایا ان پر عذاب ہلکا کر دیا جائے گا جب تک یہ تر رہیں اور خشک نہ ہو جائیں۔

قیس بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو اپنے چند احباب کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک مردہ خچر پر سے گذرے جو پھول گیا تھا، انھوں نے کہا کہ کوئی اس میں سے پیٹ بھر کھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے (یعنی غیبت کرے)

(۳۵) **مُردہ کی غیبت کرنا** حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ماعز بن مالک الاسلمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے رہے یہاں تک چوتھی مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں رجم کرا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ اُن کے پاس تشریف لائے، ایک شخص نے کہا کہ یہ خائن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی بار آیا۔ ہر بار رسول اللہ اسے لوٹاتے رہے، پھر قتل کرا دیا جیسے کتا مار ڈالا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تو چُپ رہ گئے۔ پھر جب ایک مردہ گدھے کو دیکھا جس کی ٹانگیں اُٹھی ہوئی تھیں، فرمایا، یہ کیا ہے، دو آدمیوں نے کہا، مُردہ گدھا ہے یا رسول اللہ، فرمایا جو توہین تم نے اپنے بھائی کی ابھی کی ہے۔ وہ اس سے بھی بری ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطے لگا رہے ہیں۔

...

(متفرق دعائیں)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّىْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(۴۳۶) کسی لڑکے کے سر پر اُس کے باپ کی موجودگی میں ہاتھ پھیرنا اور اُس کے لئے برکت کی دُعا

عبادہ بن الولید بن عبادہ بن الصامت بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نکلا یہ وہ زمانہ تھا کہ میں ایک نوخیز جوان تھا، میری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی میں نے کہا، چچا آپ نے اپنا نمدہ اپنے غلام کو دے کر اُس سے چادر کیوں نہ لے لی۔ آپ کے پاس دو چادریں ہو جاتیں، اور آپ کے غلام کے پاس نمدہ ہوتا، اس پر وہ میرے والد کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا یہ تمہارا لڑکا ہے، اُنھوں نے کہا جی ہاں' راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد اُنھوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ جیسا خود کھاتے ہو، اور ویسا ہی پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو، اے میرے بھائی کے بیٹے! دنیا کا میرے ہاتھوں سے چلا جانا اس کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے کہ یہ آخرت میں مجھ سے کچھ لے۔ میں نے والد سے کہا، ابا جان یہ کون ہیں، کہا کہ ابوالیسیر بن عمرو ہیں۔

(۴۳۷) کسی ایک مسلمان کی چیز دوسرے مُسلمان کے لئے

محمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلف (صحابہ) کا زمانہ پایا ہے یہ لوگ ایک ہی مکان میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ کسی کے پاس

(متفرق دعائیں)

اَسْأَلُكَ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
وَاَسْأَلُكَ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ
وَاَسْأَلُكَ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا
فِیْهِنَّ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مہمان آتا اور دوسرے کی دیگچی آگ پر ہوتی، وہ دیگچی مہمان کے لئے لے جاتا۔ جس کی دیگچی ہوتی وہ تلاش کرتا، اور پوچھتا دیگچی کون لے گیا، مہمان جس کے پاس ہوتا وہ کہتا ہم نے مہمان کے لئے اٹھا لیا۔ دیگچی کا مالک کہتا اللہ تجھے اس میں برکت دے، یا اسی قسم کا کوئی جملہ کہہ دیتا۔ بقیہ نے کہا کہ محمد کہتے تھے روٹی پکانے میں بھی یہی ہوتا تھا۔ اور ان دونوں گھرانے کے مابین لکڑی کی دیواریں ہوتی تھیں۔ بقیہ کہتے ہیں کہ محمد بن زیاد اور اُن کے دوستوں کا بھی یہی حال پایا۔

---

(۶)

مہمان نوازی

حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا، آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے معلوم کرایا سب نے جواب دیا کہ پانی کے سوا اپنے پاس کچھ نہیں، آپ نے فرمایا اس مہمان کو کون لے جائے گا، یا کون اس کی ضیافت کرے گا، انصار میں سے ایک شخص نے کہا: میں! اور مہمان کو لے کر گھر آئے، بیوی سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی تکریم کرو، اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں، کہا کہ کھانا تیار کرو، اور چراغ کی لو ٹھیک کردو، بچوں کو جب وہ رات کو کھانا مانگیں سُلادو، بیوی نے کھانا لگایا۔ چراغ کی لَو کو ٹھیک کر دیا، بچوں کو سُلا دیا پھر اٹھیں۔ اور ایسے کہ گویا چراغ کو درست کررہی ہیں، چراغ کو بجھا دیا، اور مہمان کو ایسا محسوس کردیا کہ یہ دونوں میاں، بیوی بھی کھانا کھا رہے ہیں، اس طرح یہ لوگ رات کو بھوکے سو رہے۔ جب صبح ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ انصاری بزرگ آئے، تو رسول اللہؐ نے اُنھیں دیکھتے ہی فرمایا، اللہ تعالیٰ رات تم دونوں کے عمل سے ہنس پڑا۔ یا فرمایا کہ پسند فرمایا۔ اسی پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی (اور اپنی ذات پر ایثار کرتے ہیں، اگرچہ اُن کو تنگی ہو، اور جو اپنی ذات سے بخالت سے محفوظ رہا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں)

(۲) جائزۂ مہمان

حضرت ابوشریح سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ میرے کانوں نے سُنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کی تکریم کرے اور جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو

اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی اس کے جائزہ بھر تکریم کرے، کسی نے کہا، مہمان کا جائزہ کیا ہے یا رسول اللہ، فرمایا۔ ایک دن رات، مہمان داری تین دن رات ہوتی ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ صدقہ ہے۔ جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُس کو چاہیے کہ اچھی بات بولے، ورنہ خاموش رہے۔

(۳) مہمان داری تین دن ہے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، مہمان داری تین دن ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے۔

(۴) میزبان کے پاس نہ ٹھہرے بلکہ چلا جائے حضرت ابو شریح الکعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اگر بولے تو اچھی بات بولے ورنہ چپ رہے۔ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی اس کے جائزہ بھر ایک دن رات تکریم کرے، مہمان داری تین دن ہے، اس کے بعد صدقہ ہے، اور مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے بعد میزبان کے پاس ٹھیرے بلکہ وہاں سے چلا جائے۔

(۵) کسی کے گھر میں ٹھہرنا حضرت ابو کریمۃ السامی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہمان کی رات کو خاطرداری ہر مسلمان پر واجب ہے، جس نے کسی کے گھر رات گذاری وہ شخص گھر والے پر ایک قرض ہے، اگر چاہے تو اُس دن دین کو ادا کرے، اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

(۶) جب مہمان محروم رہ جائے حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ ہمیں کسی قوم کے پاس بھیجیں اور وہ لوگ ہماری ضیافت نہ کریں، تو آپ کی رائے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا، جب تم کسی قوم کے پاس جاؤ تو میں بتاتا ہوں کہ مہمان کو کیا کرنا چاہیے، انھیں متوجہ کرو، اگر وہ مہمان نوازی نہ کریں تو اس قدر لے لو جتنا ایک مہمان کو چاہیے۔

(۷) کسی شخص کا اپنے مہمان کی خود خدمت کرنا

سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ ابو اسید الساعدی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی میں دعوت دی، انکی دلہن ان ہی لوگوں کی خادمہ تھی، اس نے بیان کیا کہ معلوم ہے، کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھیل پونچھ کر پیش کیا، رات کی دھری ہوئی کچھ کھجوریں ایک چھوٹے سے مٹی کے برتن میں بھگو کر۔

(۸) مہمان کو کھانا پیش کر کے خود نماز پڑھنا

نعیم بن قعنب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر کے پاس آیا، وہ ملے نہیں، میں نے ان کی اہلیہ سے سوال کیا، ابوذر کہاں ہیں، کہا کہ کام کاج کر رہے ہیں، ابھی آئیں گے، میں ان کے لئے بیٹھ گیا، اس کے بعد ابوذر آئے ان کے ساتھ دو اونٹ تھے جو ایک دوسرے سے آگے پیچھے جوڑے ہوئے تھے، ان میں سے ہر ایک کی گردن میں ایک چھوٹا مشکیزہ بندھا تھا، اسے اتار کر رکھا، اس کے بعد میرے پاس آئے، میں نے کہا کہ اے ابوذر آپ کی ملاقات سے زیادہ مجھے کسی کی ملاقات پسند نہیں، اور آپ کی ملاقات سے زیادہ کسی کی ملاقات ناپسند نہیں، کہا، ارے واللہ بیر بتانا کہ دونوں باتیں کیسے ہوئیں کہا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک لڑکی کو زندہ دفن کر دیا تھا، ڈر یہ لگتا تھا کہ آپ سے ملوں اور آپ کہہ دیں کہ اب تمھارے لئے توبہ نہیں، اور کوئی صورت عذاب سے بچنے کی نہیں رہی، اور یہ بھی امید تھی کہ تم یہ کہو کہ توبہ ہے اور گلو خلاصی ہو سکتی ہے، کہا کہ اس گناہ کا ارتکاب زمانہ جاہلیت میں کیا تھا، میں نے کہا ہاں، کہا کہ اللہ تعالی نے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے، اس کے بعد انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارے لئے کھانا لاؤ، انھوں نے انکار کیا، پھر کہا، پھر انکار کیا، حتی کہ دونوں کی آوازیں اونچی ہو گئیں، ابوذر نے کہا تم لوگ بھی عجیب ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا، اسے کچھ شمار ہی نہیں کرتی ہو، میں نے کہا کہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے، کہا کہ عورتیں پسلی کی ہڈی ہیں، اگر انھیں بالکل سیدھی کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے، اور اگر چھوڑ کر ان کی

خاطرداری کروگے تو اس میں کجی اور ٹیڑھاپن موجود ہے۔ اس پر ان کی بیوی اٹھیں اور ثرید (شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے) دبے پاؤں لے آئیں جیسے وہ بلی ہوں، مجھ سے ابوذر نے کہا، کھاؤ، میرا خیال نہ کرو، میں روزہ دار ہوں، اس کے بعد وہ نماز پڑھنے لگے، اور بڑے سکون سے رکوع کرنے لگے، اس کے بعد لوٹے اور کھانا کھایا۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کا تو خیال نہ تھا کہ تم مجھ سے جھوٹ بولوگے، بولے، ارے کیا ہوا، جب سے ملے ہو، میں نے تو جھوٹ کچھ نہ کہا، میں نے کہا کہ تم نے کہا تھا کہ میں روزہ دار ہوں، کہا کہ ہاں میں نے اس ماہ میں تین روزے رکھ لئے، تو پورے مہینہ کے روزوں کا اجر میرے لئے لکھ لیا گیا، اور میرے لئے (بقیہ دنوں میں)، کھانا حلال کردیا گیا۔

(۹) کسی شخص کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا

حضرت ثوبانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بہترین دینار (ایک طلائی سکہ)، وہ ہے جو کوئی آدمی اپنے عیال پر صرف کرتا ہے (اس کے بعد) وہ ہے جو اپنے دوستوں پر صرف کرتا ہے۔ پھر جو اپنے جانور پر اللہ کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ آپ نے شروع عیال سے کیا۔ اس سے بڑا اجر کسے مل سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر صرف کرے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل اس سے ان بچوں کو بے نیاز کردے۔

حضرت ابو سعید البدریؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا اور اسے برداشت کیا تو یہ اخراجات اس کے لئے صدقہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی ذات پر خرچ کرو، اس نے کہا میرے پاس دوسرا بھی ہے۔ فرمایا اپنے خادم پر خرچ کرو، یا فرمایا کہ اپنی اولاد پر خرچ کرو، اس نے کہا کہ ایک تیسرا دینار بھی ہے فرمایا، اسے اللہ کی راہ میں صرف کردو، یہ سب سے کمتر ہے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چار دینار ہیں، ایک دینار تم نے مسکین کو دے دیا، دوسرا دینار تم نے غلام کی آزادی پر صرف کیا، تیسرا تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ چوتھا تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔ سب سے افضل وہی تھا جو تم نے اپنے اہل وعیال پر صرف کیا۔

(۱۰) اجر ہر بات کا ملتا ہے حتیٰ کہ اُس لقمہ کا بھی جو کوئی اپنی بیوی کے مُنہ میں ڈالے

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا۔ تم کو ہر اُس خرچ کا اجر ملے گا جو تم اللہ کی رضا کو مقصود قرار دے کر، کرو گے حتیٰ کہ اس کا بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے۔

(۱۱) جب تہائی رات باقی رہ جائے اُس وقت کی دُعا

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات جب کہ ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے، جو مجھے پکارے گا، اُس کی سنوں گا، جو مانگے گا اُسے دوں گا، جو مغفرت چاہے گا اُسے بخشوں گا۔

۱۲ کسی کو بارادہ صفت، گول بدن، سیاہ فام، دراز یا کوتاہ قد کہنا، جب کہ غیبت مقصود نہ ہو

ابورہم سے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے نیچے بیعت کی تھی، یہ روایت ہے اُنھوں نے کہا: غزوہ تبوک میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک رات کو میں طلایہ پر تھا؛ اور آنحضرت سے قریب ہی کھڑا تھا، میں ڈر رہا تھا کہ سواری قریب نہ ہو جائے اور آپ کا پاؤں رکاب سے نہ ٹکرا جائے، ہوا یہ کہ آخر شب میں مجھے نیند آگئی اور سواری میری آپ کی سواری سے ٹکرا گئی، آپ کا پاؤں رکاب میں تھا، میرے پاؤں سے ٹکرا دیا۔ میری نیند اس

وقت لوٹی جب آپ نے بخش کہا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں، فرمایا چلو، پھر آپ مجھ سے پوچھنے لگے کہ بنی غفار میں سے کون کون لوگ پیچھے رہ گئے اور نہ آئے، آپ پوچھتے تھے، وہ لال، دراز قد، کبڑے نے کیا کیا، وہ کالے، بھاری بھرکم اور کوتاہ قد نے کیا کیا جن کے جانور شبکہ شرخ میں رہیں۔ میں نے بنی غفار میں یاد کیا، مگر یاد نہ آیا، بالآخر یاد آیا کہ یہ لوگ تو بنی اسلم کے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ تو بنی اسلم کے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ انھیں اس سے کس نے روکا تھا کہ کسی چست آدمی کو اپنے اونٹ پر سوار کرکے بھیجتے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مہاجرین قریش اور انصار اور غفار و اسلم میں سے کوئی آدمی جہاد سے پیچھے رہ جائے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو فرمایا۔ بُرا رکن خاندان ہے، جب وہ آیا تو آپ کشادہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملے، اس پر میں نے آپ سے کہا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فحش کو اور فحش کی جستجو کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا ہے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جمعہ کی رات کو بی بی سودہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، یہ بوڑھی موٹی سی عورت تھیں، آپ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جعرانہ میں غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو لوگوں نے آپ کے پاس اژدحام کرلیا، اس پر رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو اللہ نے ایک قوم کے پاس بھیجا، تو لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور اسے زخمی کردیا، تو وہ اپنی پیشانی سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے، اے اللہ میری قوم کو بخش دے، یہ لوگ نہیں جانتے، عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں آپ ایک ایسے شخص کی حکایت بیان کر رہے ہیں جو اپنی پیشانی کو پونچھ رہا ہے۔

(۱۴۳) کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی

ابوالہیثم بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ عقبہ بن عامر کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ ہمارے ہمسایے ہیں جو پیتے ہیں، اور یہ وہ کیا کرتے ہیں۔ کیا ہم ان کا معاملہ خلیفہ کے سامنے پیش کر دیں، تو اُنھوں نے کہا نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس نے کسی مسلمان کا عیب دیکھا اور اُس پر پردہ ڈال دیا تو گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو قبر سے نکال کر زندگی بخشی۔

(۱۴۴) کسی کا یہ کہنا کہ لوگ ہلاک ہوگئے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کسی کو یہ کہتے سنو کہ لوگ ہلاک ہوگئے تو (سمجھ لو) اُسی نے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

(۱۴۵) منافق کو سردار نہ کہو

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کو سردار نہ کہو، اگر وہی تمھارا سردار ہوا تو تم نے اپنے رب عزّوجل کو خفا کر دیا۔

(۱۴۶) آدمی جب اپنی صفائی پیش کرے تو کیا کہے

حضرت عدی بن ارطاۃ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی شخص اپنی صفائی پیش کرتا تھا تو کہتا تھا، اے اللہ لوگ جو کہتے ہیں اس کا مجھ سے مواخذہ نہ کرنا، اور لوگ جو نہ جانتے ہیں اس کے لئے مجھے مغفرت عطا کرنا۔

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ نے ابومسعود سے کہا یا ابنِ مسعود نے ابوعبداللہ سے کہا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیال (زعم) کے بارے میں کیا سُنا ہے، کہا کہ زعم کسی شخص کی بُری سواری ہے۔

عبداللہ بن عامر نے کہا اے ابومسعود آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ خیال کرتے ہیں کے بارے میں کیا سُنا ہے، کہا کہ آدمی کی بُری سواری ہے اور میں نے آپ سے سُنا ہے کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا اُس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔

(۱۷) جو نہ جانتا ہو اسے یہ نہ کہے کہ اللہ جانتا ہے

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ تم کسی ایسی چیز کے بارے میں جو نہ جانتے ہو، یہ نہ کہا کرو اور اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے کیونکہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کوئی نہیں جانتا، یہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

(۱۸) قوس و قزح

حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ کہکشاں آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور قوس و قزح قوم نوح علیہ السلام کے بعد غرق سے امان ہے۔

(۱۹) کہکشاں

ابن الکوا نے حضرت علی سے کہکشاں کے بارے میں پوچھا کہا کہ یہ آسمان کا شگاف ہے جس سے آسمان کھولا گیا تھا اور پانی کا تار بندھا تھا۔

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے کہ قوس زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہے اور کہکشاں وہ دروازہ ہے جہاں سے آسمان پھٹے گا۔

(۲۰) اے اللہ اپنی رحمت کی قرار گاہ میں مجھے رکھ کہنے کو ناپسند کیا

ابوالحارث الکرمانی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے ابورجاء کو کہا، میں تم کو السلام علیکم کہتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اپنے مستقر رحمت میں مجھے اور تم کو ایک جا کردے۔ کہا کہ کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے مستقر رحمت کیا ہے، کہا کہ جنت، کہا کہ تم نے صحیح نہیں کہا، کہا کہ پھر مستقر رحمت کیا ہے، کہا یہ کہتے کہ وہ رب العلمین ہے۔

(۲۱) زمانہ کو برا نہ کہو

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کوئی یہ ہرگز نہ کہے کہ یا خیبۃ الدھر (زمانہ کی برائیاں ہیں)، کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ زمانہ کی برائیاں ہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا

میں زمانہ ہوں، رات اور دن کو بھیجتا ہوں پھر جب چاہوں گا انھیں روک لوں گا۔ اور انگور کو کرم ہرگز نہ کہو، کرم مرد مسلمان ہوتا ہے۔

(۲۲) کوئی شخص اپنے بھائی کو جب وہ واپس چلے تو تیز نظروں سے نہ دیکھے

مجاہد سے مروی ہے انھوں نے کہا یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو تیز نظر سے دیکھے، یا جب وہ واپس جانے لگے تو اُس کا نظر سے تعاقب کرے، یا اُس سے پوچھے، تو کہاں سے آیا، کہاں جائے گا۔

(۲۳) کسی کا کسی کو یہ کہنا، تیری تباہی ہو (ویلک)

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے اونٹ کو ہنکائے جا رہا ہے فرمایا، اس پر سوار ہو جا، عرض کیا، یہ قربانی کا ہے، پھر فرمایا سوار ہو جا، کہا سوار ہو جا، فرمایا سوار ہو جا۔ عرض کیا سوار ہو جاؤں۔ فرمایا، تیری تباہی، سوار بھی ہو جا۔

مسور بن رفاعہ قرظی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کو دیکھا کہ ایک شخص اُن سے پوچھ رہا ہے، میں نے روٹی گوشت کھایا ہے۔ کیا وضو دوسرا کروں اُنھوں نے کہا، تیری تباہی، کیا پاک صاف غذا کے بعد تو دوسرا وضو کرے گا۔

حضرت جابر نے بیان کیا کہ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں تھے، بلال کی گود میں سونا تھا، اور وہ تقسیم کر رہے تھے، ایک شخص آیا، اور بولا۔ انصاف کیجئے، آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں، فرمایا، تیری تباہی ہو، اگر میں ہی عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ حضرت عمرؓ بولے، یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں، آپ نے فرمایا، یہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہے، یا فرمایا، اپنے دوستوں کے گروہ کا یہ ایک فرد ہے۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن اُن کے حلق سے آگے نہیں بڑھتا ہے۔ دین سے ایسے بے لاگ نکل جاتے ہیں جیسے تیر کمان سے۔

حضرت بشیر سے مروی ہے کہ اُن کا نام زحم (تنگ، مشکل) تھا۔ یہ ہجرت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تمھارا نام کیا ہے۔ عرض کیا، زحم، فرمایا، نہیں بلکہ تم بشیر ہو' یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبر کے پاس پہنچے، تین بار فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے خیر کثیر چھوٹ گیا اس کے بعد مسلمانوں کی قبر کے پاس پہنچے تو تین بار فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خیر کثیر پالیا۔ اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک شخص پر پڑگئی جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے مابین چل رہا تھا، فرمایا۔ اے میاں لال جوتیوں والے، اپنی جوتیوں کو الگ ڈال دو۔ اُس شخص نے نظر اٹھائی جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اپنے جوتے اُتارے اور پھینک دیئے۔

(۲۴۴) تعمیرات محمد بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حُجرے دیکھے ہیں، یہ کھجور کی چھڑیوں کے تھے، پھوس سے ڈھکے ہوئے تھے، محمد بن ابی فدیک کہتے ہیں کہ میں نے بی بی عائشہ کے حجرے کے متعلق سوال کیا۔

تو کہا کہ اس کا دروازہ شام کے رُخ پر تھا، میں نے کہا ایک پٹ کا تھا، یا دو پٹ کا، کہا کہ ایک ہی دروازہ لگا تھا۔ میں نے کہا یہ دروازہ کس چیز کا تھا، کہا عرعر یا ساگوان کی لکڑی کا۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اُس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ لوگ ایسے مکان نہ بنانے لگیں جن کی تزئین و آرائش مصور چادروں کی طرح کریں، ابراہیم کہتے ہیں کہ دھاری دار کپڑے کو مراحیل کہتے ہیں۔

(مترجم) اس حدیث میں لفظ مراحیل کی تحقیق گذر چکی، ابراہیم کا قول صحیح نہیں مصور چادر کو جس پر جانِ دار کی تصویر بنی ہوتی ہیں مراحیل کہا جاتا ہے۔

(۲۵) لاوابیک کہنا کسی چھوٹی عمر والے کو اسی معنی میں کہتے ہیں جسے اُردو میں کہتے ہیں، تیرا بھلا ہو)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اجر کے اعتبار سے سب سے بہتر صدقہ کیا ہے، فرمایا، اما وابیك، تم کو ضرور بتا دیتا ہوں، وہ ایسا صدقہ ہے کہ تم حالت صحت میں کرو اس وقت کرو جب کہ تمھیں صدقہ دینے میں دل بخالت سے متاثر ہو، غریب ہو جانے کا خطرہ ہو، نہ دو تو امیر رہنے کا خیال ہو، اور اس وقت تک انتظار نہ کرو جب کہ سانس حلق میں اٹک گئے، اور کہو کہ اتنا فلاں کے لئے اتنا فلاں کے لئے اتنا فلاں کے لئے۔

(۲۶) کسی سے کچھ مانگے تو بغیر اصرار مانگے اور اس کی مدح سرائی نہ کرے

حضرت عبداللہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ جب کوئی کسی سے ضرورت پر کچھ مانگے تو آسانی سے بغیر اصرار مانگے، اسے اتنا ضرور ملے گا جو اس کی قسمت میں مقدر ہو چکا ہے۔ اور کسی کے پاس جاکر اس کی مدح سرائی نہ کرے کہ یہ اس کی پشت کو زخمی کرنے کے برابر ہے۔

حضرت ابوعزہ یسار بن عبداللہ الہذلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندے کو کسی زمین پر وفات دینا چاہتا ہے تو اس بندے کی کوئی نہ کوئی ضرورت اس مقام پر پیدا کر دیتا ہے۔

(۲۷) کسی کا لابل شانیک کہنا

ابوعبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے ہمارے پاس رات بسر کی، اُنھوں نے ایک ستارے کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ دنیا کی بعض وہ قومیں جن کے ہاتھوں میں امارت اور اعمال ہوں گے، یہ چاہیں گی کہ اس ستارے کے پاس جا لٹکیں اور امارت و اعمال اُن کے نہ ہوں، پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا لابل شانیک (تیرا بھلا ہو) کیا مشرق

میں عام طور پر لوگ دولت و امارت میں غافل ہیں۔ میں نے کہا، ہاں، اللہ ان کو سزا دے اور ذلیل کرے۔ کہا کہ قسم اس کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ انھیں سرخ فام، غلیظ اور چپٹے چہرے والے غضبناک لوگ ایسا ہانکیں گے کہ کسانوں کو کھیت تک اور گدہوں کو ریوڑ تک پہنچا دیں گے۔

(۴۸) اللہ اور فلاں نہیں کہنا چاہیے

منبعث بن عمران بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے ان سے اُن کے آقا کے متعلق سوال کیا تو کہا کہ اللہ ہے اور فلاں، حضرت ابنِ عمر نے کہا کہ ایسا نہ کہو، اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ ملاؤ بلکہ اس طرح کہو، اللہ ہے اور اس کے بعد فلاں۔

(۴۹) جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں نہیں کہنا چاہیے

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے تو اللہ کا مدمقابل کھڑا کر دیا۔ جو اللہ چاہے۔ اللہ صرف اکیلا ہی ہے۔

---

(۷)

غنا، لہو اور کاہلی

(۱) **گانا، اور کھیل** عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے، اُنھوں نے کہا کہ میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ بازار گیا تو ایک چھوٹی سی لڑکی کے پاس سے گذرے، لڑکی گا رہی تھی، اس پر ابنِ عمر نے کہا، شیطان اگر کسی کو چھوڑ دیتا تو اسے چھوڑ دیتا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں کھیل کو پسند کرتا ہوں اور نہ یہ میرا کام ہے۔ (راوی کی تشریح) یعنی باطل کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

حضرت ابنِ عباس سے آیتہ (اور کچھ لوگ وہ ہیں جو کھیل کی باتیں خرید کرتے ہیں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، غنا اور اس قسم کی دوسری باتیں۔

حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کو پھیلاؤ، اور فضول کھواس بری بات ہے۔ ابو معاویہ کہتے ہیں۔ کہ الاشر عبث کو کہتے ہیں۔

حضرت فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ اطلاع ملی ایک جماعت پانسے سے کھیل رہی ہے، اس پر وہ غصہ میں اُٹھے اور بڑی شدت کے ساتھ منع کیا، پھر کہا کہ پانسہ سے کھیلنے والا اور اس کا پھل کھانے والا سوّر کا گوشت کھانے والے اور خون سے وضو کرنے والے کی طرح ہے۔ (کوبۃ، نرد، پانسہ، ہار جیت کا چوکور مہرہ)

(۲) بہتر سیرۃ وطریقۂ زندگی

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ تم ایک ایسے زمانہ میں ہو جس میں فقہا زیادہ اور مقررین کم ہیں، سوال کم ہے دیئے جانے والے زیادہ ہیں، عمل جس میں خواہشوں کی قیادت کرتا ہے، تمھارے بعد ایک زمانہ وہ بھی آئے گا، جس میں خطبا، زیادہ ہوں گے، فقہا کم، سوال بہت ہوگا، اور دے گا کم، خواہشیں اعمال کی قیادت کریں گی۔ سمجھ لو کہ آخر زمانہ میں حسن سیرۃ بعض اعمال سے بھی بہتر ہوگا۔

الجریری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالطفیل سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ کہا کہ ہاں دیکھا تھا، اور میرے علم میں میرے سوا اب کوئی زندہ آدمی موجود نہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، اور کہا کہ آپ نکھرے ہوئے رنگ کے حسین چہرہ والے آدمی تھے۔ (بہ سند دیگر) میں اور حضرت ابوالطفیل دونوں بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، ابوالطفیل نے کہا اب میرے سوا کوئی باقی نہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، میں نے کہا، آپ نے دیکھا تھا کہا ہاں دیکھا تھا، میں نے پوچھا، آپ کیسے تھے کہا گورے، حسین، میانہ قد،

حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، نیک سیرۃ، اور اچھا طریقہ اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزار میں سے ایک جزء ہے (بہ سند دیگر) نبوت کے ستر اجزار میں سے ایک جزء ہے۔

(۳) دیاتیك بالاخبار من لم تزود (تمھیں وہ خبر لا کر دے گا جس کے لئے تم نے زادِ راہ مہیا نہیں کی)

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بی بی عائشہ سے پوچھا کہ آپ کے علم میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شعر سے بھی مثال دیتے تھے، کہا کہ کبھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ نے گھر میں داخل ہوتے ہی یہ مصرعہ پڑھا ہے۔ دیاتیك الخ

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ مصرعہ وہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے بھی کہا ہے۔

(۴) **ناپسندیدہ تمنائیں** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی تمنا کرے تو یہ دیکھے کہ کیا تمنا کر رہا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کیا دیا جائے گا۔

(۵) **انگور کو کرم نہ کہو** حضرت علقمہ بن وائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص الکرم ہرگز نہ کہے بلکہ الحبلہ، العنب، (انگور) کہا کرو۔

(۶) **کسی شخص کا ویحك (تیرا بُرا ہو) کہنا** حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو قربانی کے اونٹ کو ہانکے ہوئے لے جا رہا تھا، تو فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ، اس نے پھر کہا یہ قربانی کا ہے آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا۔ ویحك (تیرا برا ہو) سوار بھی ہو جا۔

(۷) **یا ھنتاہ (ذرا سرک جاؤ) کہنا** حضرت بی بی حفصہ بنت جحش بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کیا ہے، ذرا سرکو۔

حبیب بن صہبان الاسدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمارؓ کو دیکھا کہ فرض نماز پڑھی، اس کے بعد اپنے پہلو میں ایک آدمی سے کہا، ذرا سرکو، پھر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا، اور فرمایا، تمھیں امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں، میں نے عرض کیا، جی ہاں، اس پر میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا، ہاں اور حتی کہ میں سو اشعار تک سنا گیا۔

(۸) کسی کا یہ کہنا کہ میں کسل مند ہوں

عبداللہ بن ابی موسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت بی بی عائشہ نے فرمایا، رات کی نماز نہ چھوڑو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ آپ اگر مریض یا کسلمند ہوتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

(۹) کسل سے پناہ مانگنا

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں، غم سے حزن سے عجز سے، کسل سے، بزدلی سے، بخل سے دین کی تباہی سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔

(۱۰) کسی کا یہ کہنا کہ میری جان تم پر فدا

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتے تھے، اپنا ترکش بکھیر دیتے تھے اور کہتے تھے، میرا چہرہ آپ کے چہرے کی ڈھال ہو جائے، اور میری جان آپ پر فدا ہو جائے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (مدینہ کا قبرستان) کی طرف چلے اور میں بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوا، آپ نے مجھے دیکھا، اور فرمایا، اے ابوذر! میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ وسعدیک اور میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ یہ جو لوگ بہت مال دار ہیں یہی قیامت کے دن کم حصہ پانے والے ہوں گے، بجز اُن کے جو حق کی راہ میں اس طرح اور اس طرح خرچ کریں میں نے عرض کیا، اللہ و رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر آپ نے تین بار یہی فرمایا، پھر ہمارے سامنے کوہ اُحد آگیا، تو فرمایا، اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ سعدیک اور انا فداؤک۔ فرمایا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ محمد کی پیروی کرنے والوں کے پاس سونے کا پہاڑ ہو، اور ایک دینار بھی، یا فرمایا ایک مثقال بھی رات تک رہ جائے۔ پھر ایک وادی میں آئے۔ تو آپ ایک طرف کو چل پڑے، میں نے یہ خیال کیا کہ آپ حاجت کے لئے جا رہے ہیں میں وادی کے کنارے ایک منڈیر پر بیٹھ گیا۔ آپ کو دیر ہو گئی، مجھے آپ کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا، پھر

میں نے آپ کی آواز سُنی جیسے آپ کسی سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے ہوں، پھر آپ اکیلے ہی وادی سے میرے پاس آئے تو میں نے عرض کیا یارسول آپ کس سے باتیں کر رہے تھے، آپ نے فرمایا، کیا تم نے سُنا، عرض کیا، جی ہاں، فرمایا۔ جبریل تھے، آکر یہ بشارت دے گئے کہ میری اُمت میں سے جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کیے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا، اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو، فرمایا، ہاں!

(۱۱) کسی کا یہ کہنا، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے سعد کے بعد کسی اور کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فدا ہوں کہتے نہیں سُنا، انھیں البتہ کہا تھا، کہ تیر چلاؤ تم پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے اور ابوموسیٰ قرآن مجید پڑھ رہے تھے، آپ نے فرمایا۔ یہ کون ہے، میں نے عرض کیا، میں ہوں بریدہ، آپ پر فدا ہو جاؤں۔ فرمایا۔ اس شخص کو پیروانِ داؤد کی راگنیوں میں سے ایک راگنی دے دی گئی ہے۔

(۱۲) کسی ایسے شخص کو جس کے باپ نے اسلام نہ پایا ہو، اے میرے بیٹے کہنا

عصب بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے کہنا شروع کیا، اے میرے بھائی کے بیٹے، پھر انھوں نے مجھ سے سوال کیا، اور میں نے انھیں اپنا نسب بتایا، تو انھیں معلوم ہوا کہ میرے باپ نے اسلام نہیں پایا، اس کے بعد وہ مجھے، اے میرے بیٹے، اے میرے بیٹے کہنا شروع کیا۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا، بغیر اجازت طلب کئے گھر میں آتا جاتا تھا، ایک دن میں آیا تو آپ نے فرمایا۔ میرے بیٹے

ٹھہر جا، تیرے بعد ایک بات ہوئی ہے بغیر اجازت اندر نہ آیا کرو!

ابن ابی صعصعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید الخدری نے انھیں کہا اے میرے بیٹے۔

(۳۴۱) یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ ہرگز نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔ بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس نافرمانی کر بیٹھا۔

یہی حدیث بہ سند دیگر ابو امامہ عن ابیہ سے مروی ہے۔

(۳۴۲) ابو الحکم کنیت رکھنا

حضرت ہانی بن زید بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ نے ان لوگوں سے سُنا کہ ان کو ابو الحکم کہہ کر پکارتے ہیں۔ تو آپ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ حَکَم تو اللہ ہے، اور اسی کو حکم کا حق حاصل ہے۔ تم نے کیوں اپنی کنیت ابو الحکم رکھی ہے ؟ انھوں نے عرض کیا، یہ بات نہیں، بلکہ ہمارے مابین جب کسی بات پر اختلاف ہوتا ہے تو لوگ میرے پاس آتے ہیں، اور میں فیصلہ کر دیتا ہوں، دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کیا خوب، پھر فرمایا، تمھارے کتنے لڑکے ہیں، عرض کیا شریح عبد اللہ اور مسلم، تین، فرمایا، ان میں سب سے بڑا کون ہے۔ عرض کیا شریح، فرمایا، تو تم ابو شریح ہو، پھر آپ نے اُن کے لیے اور اُن کے لڑکوں کے لیے دعا فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ ان میں ایک شخص کا نام عبد الحجر ہے تو آپ نے اُس سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے۔ اُس نے کہا عبد الحجر، آپ نے فرمایا نہیں تم عبد اللہ ہو۔ شریح نے بیان کیا، جب ہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اپنے گھر واپس آنے لگے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں جس سے میرے لئے جنت لازمی ہو جائے، فرمایا حسن کلام اور تقسیم طعام کو پکڑے رہو، (یعنی بہ کثرت کھانا راہ خدا میں دیا کرو۔

اور باتیں، بموجب رضائے حق کردیا

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام پسند فرماتے تھے

حضرت ابو حدرد نے بیان کیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اونٹ کو کون لے جائے گا، یا فرمایا کہ کون ہمارے اونٹ کو پہنچائے گا۔ ایک شخص نے کہا میں، آپ نے فرمایا تمھارا نام کیا ہے۔ کہا فلاں آپ نے فرمایا، بیٹھو، دوسرے شخص نے کہا، میں، آپ نے فرمایا، تمھارا نام کیا ہے، کہا فلاں، آپ نے فرمایا بیٹھو، پھر ایک تیسرا آدمی کھڑا ہوا، آپ نے فرمایا، تمھارا نام کیا ہے، کہا ناجیہ (نجات پانے والا) فرمایا، تم اس کام کے ہو، تم لے جاؤ۔

(۱۶) تیز رفتاری

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، حتیٰ کہ ہم لوگ آپ کی تیز رفتاری سے گھبرا گئے، جب ہمارے پاس پہنچے تو السلام علیکم کہا، اور فرمایا میں تم لوگوں کے پاس جلدی جلدی اس لئے آیا کہ تمھیں شبِ قدر کے بارے میں خبر دوں۔ لیکن تمھارے پاس آتے آتے بھول گیا، تو شبِ قدر کی تلاش آخری عشرہ میں کرو۔

---

(۸)

نام رکھنا، کنیت رکھنا

(۱) اللہ عزّوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام

حضرت ابو وہب سے روایت ہے جنھیں صحابی ہونے کی فضیلت حاصل ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا انبیاء کے نام رکھا کرو۔ اور اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، اور صادق ترین حارث وہمام ہیں۔ اور سب سے زیادہ برے نام حرب اور مرہ ہیں۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایک شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہوا، اس نے اس بچہ کا نام القاسم رکھ دیا اس پر ہم لوگوں نے کہا۔ ہم تمھیں ابوالقاسم کی کنیت سے پکارنے کا اعزاز نہیں دیں گے۔ اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن نام رکھ دو۔

(۲) ایک نام کی جگہ دوسرا نام بدل دینا

ابو حازم سہل سے روایت کرتے ہیں کہ منذر بن ابی اسید کو پیدائش کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا آپ نے اپنے زانو پر ڈال دیا۔ اور ابو اسید سامنے بیٹھے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کی کسی شئے کی طرف متوجہ ہوئے تو ابو اسید سے فرمایا کہ اپنے بچہ کو اٹھا لے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر سے اٹھا لیا۔ اس کے بعد آپ فارغ ہوئے تو فرمایا بچہ کہاں ہے، ابو اسید نے کہا کہ میں نے اسے پیچھے رکھ لیا ہے،

فرمایا، اس کا نام کیا ہے، انھوں نے کہا، یہ نام ہے آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام المنذر ہے، باپ نے اس دن سے ان کا نام المنذر رکھ دیا۔

(۳) اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ نام

حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ نام یہ ہیں کہ کوئی شخص ملک الاملاک (بادشاہ میاں) نام رکھے۔

(۴) کسی کے نام کی تصغیر بنا کر مخاطب کرنا

طلق بن حبیب کہتے ہیں کہ میں شفاعت سے انکار کرنے میں سب سے زیادہ شدید تھا، تو میں نے حضرت جابر سے سوال کیا، انھوں نے کہا کہ میاں طلیق میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد بھی نکالے جائیں گے، اور ہم وہی (قرآن) پڑھتے تھے جو تم پڑھتے ہو۔

(۵) ہر آدمی کو اسی نام سے مخاطب کرنا چاہیئے جو اُسے سب سے زیادہ پسند ہو

حنظلہ بن حذیم بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ کسی شخص کو اسی نام اور اسی کنیت سے مخاطب کیا جائے جو اُسے خود سب سے زیادہ پسند ہو۔

(۶) عاصیہ نام کو بدل دینا (عاصیہ۔گنہگار)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ نام کو بدل دیا اور فرمایا کہ تم جمیلہ (خوبصورت) ہو۔

محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں زینب بنتِ ابی سلمہ کے پاس آیا، تو انھوں نے مجھ سے بہن کا نام پوچھا، میں نے کہا کہ اس کا نام برہ (نیکوکار) ہے اس پر انھوں نے کہا کہ یہ نام بدل دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بی بی زینب بنتِ جحش سے نکاح کیا۔ اُن کا نام برہ تھا تو بدل کر زینب کردیا۔ (زینب ابی سلمہ کہتی ہیں کہ) جب بی بی اُمِّ سلمہ سے آپ نے نکاح کیا اور آپ گھر میں تشریف لائے تو اُس وقت میرا نام بھی برہ تھا، تو آپ نے لوگوں کو سُنا کہ مجھے برہ کہہ کر پکارتے ہیں، تو فرمایا اپنی آپ بڑائی نہ بیان کرو، اللہ تعالیٰ برہ (نیکوکار) اور فاجرہ (بدکار) کو خوب جانتا ہے۔ اس کا نام زینب رکھ دو۔ تو اُمِّ سلمہ نے کہا، بہت اچھا وہ زینب ہی ہے۔ محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے زینب بنتِ ابی سلمہ سے کہا، اچھا میری بہن کا نام بدل دیجئے۔ کہا کہ بدل کر وہی رکھ دو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دیا تھا، زینب نام رکھ دو۔

(۷) الصرام — ابو عبد الرحمٰن بن سعید المخزومی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کا الصرم تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید نام رکھ دیا۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن کی ولادت ہوگی تو میں نے حرب نام رکھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا، میرے بچے کو دکھاؤ اور تم نے کیا نام رکھا ہے، میں نے عرض کیا حرب نام رکھا ہے، فرمایا نہیں، یہ حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے حرب نام رکھ دیا، آپ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا، بچے کو دکھاؤ، پوچھا نام کیا رکھا ہے، عرض کیا، حرب نام رکھا ہے، فرمایا نہیں، یہ حسین ہے۔ جب تیسرا پیدا ہوا تو میں نے پھر حرب نام رکھ دیا۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا، مجھے بچہ دکھاؤ۔ کیا نام رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حرب، آپ نے فرمایا، نہیں یہ محسن ہے، پھر فرمایا، میں نے ان تینوں کے نام ہارون کے فرزندوں پر شبر، شبیر اور مشبر کے نام پر رکھ دیئے۔

(مترجم) یہ روایت اپنی سند اور متن دونوں کے اعتبار سے ناقابلِ قبول بلکہ جعلی ہے۔

(۸) غراب (کوّا) — رائطہ بنت مسلم اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شرکت کی تو آپ نے فرمایا کہ تمھارا کیا نام ہے، میں نے عرض کیا غراب، فرمایا نہیں، تمھارا نام مسلم ہے۔

(۹) شہاب (شعلۂ آتش)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جس کا نام شہاب تھا، تو آپ نے فرمایا نہیں تم ہشام ہو۔

(۱۰) العاص (نافرمان)

عبداللہ بن مطیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے مطیع سے یہ سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ آج کے بعد سے قیامت تک اب کسی قریشی کو مجبور کر کے قتل نہیں کیا جائے گا، قریش کے نافرمانوں میں سے مطیع کے سوا کسی نے اسلام نہیں قبول نہیں کیا، ان کا نام العاص تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطیع رکھ دیا۔

(۱۱) کسی نام کو مختصر کر کے اور اس کے نام کا کوئی حصہ چھوڑ کر پکارنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائش، یہ جبریل ہیں تمھیں السلام علیک کہتے ہیں، انھوں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، عائشہؓ نے کہا، وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

محمد بن ابراہیم الیشکری اپنی دادی اُمِ کلثوم بنت ثمامہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کسی ضرورت سے آئیں تو اُن کے بھائی مخارق بن ثمامہ نے کہا، حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں پوچھو، ہمارے یہاں لوگ اُن کی برائیاں بیان کرتے ہیں، تو وہ حضرت عائشہ کے پاس گئیں اور انھوں نے کہا، آپ کے بعض بیٹے آپ کو السلام علیک کہتے ہیں اور آپ سے حضرت عثمان بن عفان کے بارے میں سوال کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں اس کی شاہد ہوں کہ میں نے گرمی کی ایک رات میں عثمان بن عفان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی گھر میں دیکھا ہے، جبریل علیہ السلام وحی سنا رہے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کے شانے کو یا ہتھیلی کو مخضب تھپا رہے تھے۔ لکھ رکھو، کہ آپ کے نزدیک یہ مرتبہ صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا تھا جو آپ کے نزدیک لائقِ تکریم ہو، اس لئے جس نے عثمانؓ بن عفان کو برا کہا اُس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

(۱۴۲) زحم (دقت و تنگی) حضرت بشیر بن نہیک بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، عرض کیا کہ زحم فرمایا نہیں تم بشیر ہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا۔ اے ابن الخصاصیہ تجھے ہوا کیا ہے، اللہ کے کام میں عیب نکالتا ہے، رسول اللہ کی نقل کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا، آپ پر میرے باپ ماں قربان ہوں، میں اللہ پہ عیب نہیں نکال رہا ہوں، ہر خیر میں نے پالیا۔ آپ چل کر مشرکوں کی قبور پر آئے۔ فرمایا۔ ان لوگوں سے بہت بڑا خیر چھوٹ گیا۔ پھر مسلمانوں کی قبور پر آئے فرمایا، انھوں نے بڑا خیر حاصل کر لیا۔ وہاں ایک شخص نظر آیا جو سبتی جوتیاں پہنے ہوئے قبروں کے بیچ میں چل رہا تھا، آپ نے فرمایا، اے سبتی جوتیوں والے، اپنی جوتیاں اُتار دے، اس نے اپنی جوتیاں اُتار دیں۔

بی بی لیلیٰ زوجہ بشیر اپنے شوہر بشیر بن الخصاصیہ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کا نام زحم تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام بشیر رکھ دیا۔

(۱۴۳) بَرَّۃٌ (نیکوکار) حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جویریہ کا نام برہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ نام رکھ دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میمونہ کا نام برہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام میمونہ رکھ دیا۔

(۱۴۴) افلح حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اپنی اُمت کو برکت، نافع، اور افلح نام رکھنے سے منع کردوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم، رافع بھی فرمایا یا نہیں، (کہا جاتا ہے کہ یہاں برکت ہے، اور کہا جاتا ہے یہاں نہیں ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ نے یہ نام رکھنے سے منع نہیں فرمایا۔

ابوالزبیر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، یعلی برکت، نافع، یسار اور افلح وغیرہ قسم کے نام رکھنے سے

ممانعت فرمانے کا ارادہ فرمایا تھا مگر اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے اور آپ نے اس کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔

(۱۵) رباح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ جس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی تو آپ کے پاس رباح نام کا ایک غلام تھا۔ میں نے اس سے پکار کر کہا، اے رباح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے آنے کی اجازت طلب کرو،

(۱۶) اسمائے انبیاء حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ میرا نام تو رکھ لیا کرو، مگر میری کنیت نہ رکھا کرو، میں ہی ابوالقاسم رہوں۔

(مترجم) لوگ آپ کا ذکر کنیت ابوالقاسم ہی سے کیا کرتے تھے، اور اشتباہ سے بچنے کے لئے یہ ہدایت دی گئی جیسا کہ آگے موجود ہے۔ اس لئے آپ کی وفات کے بعد اس کی پابندی غیر ضروری ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے، ایک شخص نے کہا، یا ابا القاسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے، اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے اس دوسرے شخص کو پکارا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا۔ میرا نام تو رکھ لو مگر میری کنیت نہ رکھا کرو۔

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے گود میں بٹھایا، اور میرے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا، ہمارے انصاری بھائیوں میں ایک شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے ارادہ کیا کہ بچہ کا نام محمد رکھے، ان کا بیان ہے کہ میں بچے کو اپنی گردن پر لے کر آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا نام رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھو، مجھ کو اللہ تعالے نے تقسیم کنندہ بنایا ہے، اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حصن کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں قاسم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک بچہ پیدا ہوا۔ میں اُسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا کھجور چبا کر اُسے چٹائی۔ اور اُس کے لئے برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد بچہ کو واپس کر دیا۔ یہی ابراہیم ابوموسیٰ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

(۱۷) حزن (غم واندوہ)

سعید بن المسیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اِن کا نام حزن تھا، رسول اللہ نے پوچھا تو کہا کہ حزن، آپ نے فرمایا: اپنا نام سہل رکھ لو، اُنھوں نے کہا کہ میرے باپ نے جو نام رکھ دیا ہے اُسے نہ بدلوں گا۔ ابن المسیب کہتے ہیں کہ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ اس کے بعد سے ہمارے گھر میں غم واندوہ رہ گیا۔ (یہی روایت بہ سند دیگر بھی سعید بن المسیب سے مروی ہے)

(۱۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام وکنیت

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک انصاری کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا، اس کا نام اُنھوں نے قاسم رکھ دیا، انصار نے کہا کہ ہم تمھاری کنیت ابوالقاسم نہیں کہا کریں گے۔ اور نہ تمھیں یہ مسرت دیں گے۔ اس پر وہ شخص رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اُس نے انصار کا قول آپ کو سُنایا تو آپ نے فرمایا۔ انصار نے اچھا کہا، میرا نام رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو، میں ہوں قاسم۔

ابن الحنفیہ بیان کرتے ہیں کہ علی کو آپ کی طرف سے اجازت حاصل تھی، اُنھوں نے رسول اللہ سے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے کوئی لڑکا ہو تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اُس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ دوں فرمایا، ہاں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام

اور کنیت کو یک جا کر دینے سے ہم کو منع کیا ہے۔ اور فرمایا ہے میں ہی ابوالقاسم ہوں۔ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ کسی شخص نے کہا۔ اے ابوالقاسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا، میں نے تو اس شخص کو پکارا ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا، میرا نام تو رکھ لو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

(۱۹) کیا مشرک کا کنیت سے ذکر کیا جائے

حضرت اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس میں پہنچے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھے، یہ واقعہ عبداللہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے۔ عبداللہ نے کہا، ہمیں اپنی مجلسوں میں دکھ نہ پہنچاؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کے پاس چلے آئے اور فرمایا۔ سعد سنتے ہو کہ ابو حباب کیا کہتے ہیں۔ آپ نے ابوحباب سے عبداللہ بن ابی بن سلول مراد لیا تھا۔

(۲۰) بچہ کی کنیت

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں آیا کرتے تھے، میرا ایک چھوٹا سا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی، اس کے پاس ایک بلبل تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا، ایک دن وہ بلبل مرگیا، آپ تشریف لائے تو دیکھا کہ بچہ مغموم ہے، آپ نے پوچھا، اس کا کیا حال ہے عرض کیا گیا کہ اس کا بلبل مرگیا، اس پر آپ نے فرمایا۔ اے ابوعمر! تمھارے بلبل نے کیا کیا۔

(۲۱) ولادت سے پہلے ہی کنیت

ابراہیم سے روایت ہے کہ عبداللہ نے علقمہ کی کنیت ان کی پیدائش سے پہلے ہی ابوشبل رکھ دی تھی۔ (خود علقمہ سے بہ سند دیگر یہی روایت ہے)

(۲۲) عورتوں کی کنیت

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ آپ کی تمام بیویوں نے کنیت رکھ لی، میری بھی کوئی کنیت رکھ دیجئے آپ نے فرمایا تم اپنی بہن کے بیٹے عبداللہ پہ اپنی کنیت رکھ لو۔

(بہ سند دیگر) یا نبی اللہ آپ میری کوئی کنیت نہ رکھ دیں گے، فرمایا تم اپنے بھتیجے عبداللہ بن الزبیر کے نام پر کنیت رکھ لو، چنانچہ بی بی عائشہؓ کی کنیت اُمّ عبداللہ تھی۔

(۲۳) کسی شخص کی کنیت صفت یا جزوصفت کی بنا پر رکھ دینا

سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نام ابوتراب سب سے زیادہ پسند تھا۔ اگر اس نام سے ان کو کوئی پکارتا تو خوش ہوتے تھے۔ یہ کنیت اُن کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے رکھ دی تھی۔ ایک بار یہ ہوا کہ حضرت علی بی بی فاطمہ سے بگڑ کر گھر سے نکل آئے اور مسجد کی دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ڈھونڈھنے نکلے تو انھیں دیوار کے پاس لیٹا ہوا پایا۔
آپ اُن کے پاس آئے تو علی کی پیٹھ مٹی سے بھر گئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی پوچھنے لگے اور فرمانے لگے ابوتراب اُٹھ کر بیٹھو!

(۲۴) بڑوں اور اہل فضیلت کے ساتھ چلنے کا طریقہ

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایک نخلستان میں جو ابوطلحہ کا تھا، تھے کہ آپ حاجت کے لئے نکلے، بلال ان کے پہلو میں چل رہے تھے، آپ ایک قبر پر پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے، تا کہ بلال آجائیں (جو کسی قدر پیچھے ہو گئے تھے) بلال آگئے تو فرمایا، اے بلال کیا تم وہ سُن رہے ہو جو میں سُن رہا ہوں، بلال نے کہا، میں تو کچھ بھی نہیں سُن رہا ہوں، آپ نے فرمایا اس قبر والے

پر عذاب ہو رہا ہے۔ (جب تحقیق کی گئی تو) معلوم ہوا کہ یہ قبر کسی یہودی کی ہے۔

اسمٰعیل بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، معاویہ نے اپنے ایک چھوٹے بھائی سے کہا کہ غلام کو اپنے پیچھے سوار کر لو بھائی نے انکار کر دیا۔ تو معاویہ نے کہا کہ تیری بری تربیت ہوئی ہے۔ قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان سے سُنا انھوں نے اس پر کہا۔ اپنے بھائی کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب دوستوں کی تعداد بڑھ جائے گی تو (عزما) حق دار بڑھ جائیں گے۔ موسیٰ سے پوچھا عزما سے کیا مراد ہے، فرمایا اہلِ حقوق۔

---

(۹)

شعر و شاعری، معارضہ و افشائے راز وغیرہ

(۱) شعر سے حکمت و دانشمندی آتی ہے

خالد بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ابنِ عمر کے پاس میں تھا کہ ان کے پاس بن خیثمہ آکر کھڑے ہوئے، اور بولے، اے فاروقِ اعظم کے فرزند میں آپ کو اپنے کچھ شعر سناؤں؟ کہا ہاں۔ لیکن صرف اچھے اشعار سنانا، اُنھوں نے شعر سُنانا شروع کیا۔ جب اس جگہ پہنچے جہاں ابنِ عمر کو ناگوار ہوا تو اُنھوں نے کہا، بس اب ختم کرو۔

مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ کوفہ سے بصرہ تک گیا، بہت ہی کم وہ منزلیں ہوں گی جہاں ہم اُترے اور اُنھوں نے شعر نہ سُنائے ہوں۔ اور اُنھوں نے کہا کہ معارضات میں جھوٹ نہیں ہوا کرتا۔

حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض اشعار میں حکمت (دانشمندی کی بات) ہوتی ہے۔

حضرت اسود بن سریع بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ میں نے شعر میں اللہ عزوجل کی مدح کی ہے۔ فرمایا۔ تمھارا رب حمد کو پسند کرتا ہے، اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی کے پیٹ میں پیپ بھرا ہو اور وہ اُسے دیکھ بھی رہا ہو تو یہ بات اس سے اچھی ہے کہ شعر بھرے ہوں۔

حضرت اسود بن سریع بیان کرتے ہیں کہ میں شاعر تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اللہ کی حمد میں اشعار کہے ہیں۔ آپ کو سُناؤں؟ آپ نے فرمایا تمھارا رب حمد کو پسند فرماتا ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

حضرت بی بی عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کہنے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا اور میرا جو اُن سے تعلق ہے اس کو کیا کروگے، اُنھوں نے عرض کیا، آپ کو ایسا صاف نکال لوں گا۔ جیسے خمیر میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں بی بی عائشہ کے پاس گیا، حسان کو بُرا بھلا کہنے لگا تو اُنھوں نے کہا کہ حسان کو گالی نہ دو وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

(۲) عام گفتگو کی طرح شعر بھی اچھے اور بُرے ہوتے ہیں

حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شعر بھی کلام کی طرح ہے جو اس میں سے بہتر ہے، بہتر ہے، اور جو بدتر ہے بدتر گفتگو کی طرح ہے۔

حضرت عروہ (اپنی خالہ) حضرت بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ شعر میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی، اچھے کو لے لو، بُرے کو چھوڑ دو، اور میں نے کعب بن مالک کے بہت سے اشعار یاد کرلئے تھے جن میں ان کا وہ قصیدہ بھی تھا جس میں چالیس یا اس سے کچھ کم اشعار ہیں۔

مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شعر سے بھی مثال دیتے تھے، کہا کہ عبداللہ بن رواحہ کے اس شعر دیا تیک

بالاخبار من لم تزود سے مثال دیتے تھے۔

حضرت اسود بن سریع بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شاعر تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے پروردگار کی حمد کی ہے اس پر فرمایا، تمہارا رب حمد کو پسند کرتا ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

(۳) شعر سنانے کو کہنا

حضرت شرید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اُمیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار سنانے کو فرمایا۔ میں سنانے لگا۔ اور آپ فرماتے رہے ہاں اور، یہاں تک کہ میں نے سو قافیے (اشعار) سنا دیئے۔ فرمایا، یہ مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

(۴) شعر کے غلبہ کو مکروہ سمجھنا

حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھر جائے۔ اللہ عزوجل کا قول ہے۔ (شاعر وہ ہیں جن کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ تا بہ۔ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اتنا حصہ منسوخ ہو گیا اور اتنا استثناً ہو گیا کہ (بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے۔ تا بہ — بدل جاتے ہیں)۔

(۵) بعض بیان میں جادو ہوتا ہے

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص یا کہا کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس نے کچھ بہت واضح گفتگو کی، تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض بیان میں جادو ہوتا ہے اور بعض شعر میں حکمت۔

عبدالملک بن مروان نے اپنے لڑکوں کو شعبی کے سپرد کر دیا وہ انہیں ادب سکھاتے تھے۔ عبدالملک نے شعبی سے کہا، ان بچوں کو شعر سکھاؤ ان میں سربلندی

اور جرأت پیدا ہوگی، انھیں گوشت کھلاؤ تو ان کے دل مضبوط ہوں گے، ان کے بال منڈوادو تو ان کی گردنیں موٹی ہوں گی۔ اور انھیں بڑے بڑے لوگوں میں بٹھاؤ کہ وہ اُن سے باتیں، اور مباحثے کریں۔

(۶) ناپسندیدہ اشعار

حضرت بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے بڑا مجرم وہ شاعر ہے جو کسی قبیلہ کی تمام کی تمام ہجو کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو اپنے باپ سے بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے۔

(۷) کثرتِ کلام

حضرت ابنِ عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرق سے دو شخص آئے اور دونوں بڑے مقرر تھے۔ دونوں نے کھڑے ہوکر تقریر کی، پھر بیٹھ گئے، اس کے بعد ثابت بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کھڑے ہوئے دونوں نوواردوں کی تقریروں کو لوگوں نے پسند کیا، اس کے بعد رسول اللہ خود کھڑے ہوئے، آپ نے خطبہ دیا، اے لوگو! اپنی بات ہی کہا کرو، باتوں کو ہیر پھیر کہنا شیطان کا طریقہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض بیان میں جادو ہوتا ہے۔

حضرت انس نے بیان کیا کہ حضرت عمر کے سامنے ایک شخص نے خطبہ دیا، اور بڑی لمبی باتیں کیں تو حضرت عمر نے کہا کہ خطبوں میں لمبی لمبی باتیں بنانا شیطان کے کرشموں میں سے ہے۔

ابویزید، یا معن بن یزید نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مسجدوں میں جمع ہوجاؤ۔ اور جب ایک جماعت جمع ہو چکے تو مجھے اطلاع دو، تو سب سے پہلے آپ ہمارے پاس آئے، اور بیٹھے، ہم میں سے ایک گفتگو کرنے والے نے گفتگو کی اور کہا، تعریف ہے اُس اللہ کی کہ جس کی حمد سے اُس کی ذات کے سوا کچھ مقصود نہیں، اور نہ اس کے سوا کوئی بھاگ نکلنے کی راہ۔ آپ خفا ہوگئے اور

اُٹھ کر چلے گئے، ہم نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ سب سے پہلے آپ ہمارے ہی پاس آئے، (اور یہاں سے خفا ہو گئے) آپ وہاں سے اُٹھ کر دوسری مسجد میں گئے اور وہاں بیٹھ گئے تو ہم لوگ وہاں گئے اور ہم نے آپ سے گفتگو کی، آپ ہمارے ساتھ آئے اور اپنی پچھلی جگہ پر یا اُس کے قریب بیٹھے پھر فرمایا۔ تعریف اس اللہ کی جس نے جو چاہا اپنے سامنے اور جو چاہا اپنے پیچھے کر دیا، اور بلاشبہ بعض بیان میں سحر ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہمیں حکم دیا اور تعلیم دی۔

(۸) کسی بات کی تمنّا کرنا

حضرت بی بی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اُڑ گئی تو آپ نے فرمایا، کاش میرے دوستوں میں سے کوئی نیک مرد آجاتا اور اس رات میرے پاس پہرہ دیتا۔ یہ کہہ رہے تھے کہ ہتھیار کی جھنکار سُنائی دی۔ آپ نے پوچھا، کون ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ سعد ہے، حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے سامنے پہرہ دوں، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھی کہ ہم نے آپ کی نفیر خواب سُنی۔

(۹) آدمی، گھوڑے یا کسی شے کے بارے میں یہ کہنا کہ ایک بحر ہے

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں گڑبڑ مچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کا وہ گھوڑا مانگ لیا جو مندوب کہلاتا تھا۔ جب آپ واپس لوٹے (اور گھوڑا واپس دینے لگے) تو فرمایا۔ میں نے اس میں کوئی عیب نہیں پایا، اس کو تو ایک بحر پایا۔

(۱۰) غلط لہجہ پر مارنا

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اپنے لڑکے کو غلط لہجہ پر مارتے تھے،

عبدالرحمن بن عجلان کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب ایک دو اشخاص کے پاس سے گذرے یہ لوگ تیر اندازی کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا اَسَبْتَ

(یعنی اَصَبْتَ کے حرف صاد کو سین کی طرح ادا کیا) تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ لہجہ کی غلطی تیر اندازی کی غلطی سے بھی زیادہ بُری بات ہے۔

(۱۱) وہ کچھ نہیں ہے کہنا، اور مقصد یہ ہو کہ وہ صحیح نہیں ہے

حضرت عروہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگوں نے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا۔ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کچھ ایسی چیزوں کے متعلق کہہ رہے ہیں جو صحیح ہو جاتی ہیں، آپؐ نے فرمایا، یہ کلمات شیطان اُچک لاتا اور اپنے دوستوں کے کانوں میں مرغیوں کی طرح بول دیتا ہے، یہ لوگ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

(۱۲) وہ اشعار جو تشبیہ و استعارہ سے پر اور محض شاعری کے لئے کہے جائیں، کسی کی ہجو، مدح وغیرہ مقصود نہ ہو

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر میں تھے کہ حدی خواں نے حدی کہی، اس پر آپؐ نے فرمایا، یا انجشہ ذرا نرمی سے تیرا بھلا ہو، کانچ سے واسطہ ہے۔

(مترجم) یہ پوری روایت یہ ہے کہ اونٹ پر محمل میں خواتین سوار تھیں، آپ نے جمّال سے فرمایا کہ عورتیں کانچ کی طرح نازک ہوتی ہیں، حدی کہہ کے تیز اونٹ کو نہ دوڑاؤ انھیں تکلیف ہوگی۔ حدی ان اشعار کو کہتے ہیں جسے جمّال خاص انداز میں گاتے ہیں اور اونٹ ان سے مست ہو کر نہایت تیز چلنے لگتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا۔ کسی شخص کے لئے اتنا ہی جھوٹ ہونے کو کافی ہے کہ جو کچھ سُنے وہ سب کچھ بیان کرے۔ اور معاریض میں جو کچھ ہوتا ہے وہی ایک مسلمان کے لئے جھوٹ کہلانے کو کافی ہے۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیر بیان کرتے ہیں کہ میں عمران بن حصین کے ساتھ بصرہ تک گیا، کوئی دن ایسا نہیں آیا جس میں اُنھوں نے اشعار نہ سنائے

ہوں، اور کہا کہ معاریض کے اشعار میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہے۔

(۱۳۱) افشائے راز

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہوتا ہے جو تقدیر سے بھاگتا ہے جب کہ تقدیر ناگزیر ہے، اور اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو دیکھ لیتا ہے مگر اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں دیکھتا اور اپنے بھائی سے انتقام لیتا ہے مگر اپنی ذات سے انتقام نہیں لیتا۔ اور میں نے جب کبھی اپنا راز کسی کو بتایا تو پھر اس کے افشاء پر ملامت نہیں کی، میں کسی کو ملامت کیا کروں، جب خود اپنے راز کو میں ہی نہ چھپا سکا۔

(۱۰)

تمسخر، اندھے کو ستانا وغیرہ

(۱) ہنسی اڑانا، اور اللہ عزوجل کا قول، کوئی قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اُڑائے، الآیۃ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مجبور شخص گذرا اور کچھ عورتوں نے اس کی ہنسی اُڑائی۔ ان میں بعض کو وہی مرض ہو گیا جو اس شخص کو تھا۔

(۲) آہستہ اور اطمینان سے کام کرنا

زہری ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، جن کا اپنا واقعہ ہے، اُنھوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، والد نے مجھے چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کیں، اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ سے رسول اللہ نے کیا فرمایا۔ کہا کہ جب کسی بات کا ارادہ کرو تو تمھیں انتظار و اطمینان سے کام لینا چاہیئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی راستہ دکھا دے، یا فرمایا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے ــــــــ اور محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا۔ وہ آدمی دانشمند نہیں جو کسی امر کو جسے جھیلے بغیر چارہ نہ ہو، متعارف طریقہ پر جھیل نہ جائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی کشائش یا راستہ پیدا کر دے۔

(۳) راستہ اور سڑک بتا دینا

حضرت براء بن عازب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا، جس نے کسی کو اپنے جانور سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ عطا کیا یا راستہ یا سڑک بتا دی ۔ اس کے لئے ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

حضرت ابو ذر سے مرفوعاً روایت ہے ۔ اس کے بعد راوی کہنے لگا کہ مجھے تو اس روایت میں رفع کے سوا کچھ اور نہ معلوم ہے ۔ کہ ابوذر نے بیان کیا۔ تمھارا اپنے ڈول سے کسی بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا، ایک صدقہ ہے۔ تمھارا اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا، کسی بھائی کو دیکھکر مسکرانا، عام راستہ سے پتھر، کانٹے، ہڈی ہٹا دینا، یہ سب صدقہ ہے، کسی شخص کو جو راہ بھول گیا ہو راہ پر لگا دینا، ایک صدقہ ہے۔

(۴) کسی اندھے کو بھٹکا دینا

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے کسی اندھے آدمی کو راستے سے بھٹکا دیا۔

(۵) بدکاری

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکہ والے گھر کے کنارے پر بیٹھے تھے کہ عثمان بن مظعون ان کے پاس سے گذرے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہنسے، آپ نے ان سے کہا کہ کیا بیٹھوگے نہیں، کہا کیوں نہیں ؛ وہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی ۔ اور اس کے بعد فرمایا میرے پاس ابھی تم بیٹھے ہوئے ہو کہ اللہ کا فرستادہ آیا عثمان نے کہا کہ آیا تو کیا کہہ گیا، آپ نے فرمایا۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل و احسان کا، قرابت

داروں کو داد و دہش کرنے کا۔ اور منع کرتا ہے فحش سے، ناپسندیدہ امور سے اور بدکاری سے، اللہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت سنو اور عمل کرو) عثمانؓ کہتے ہیں کہ یہی وہ وقت تھا جب کہ ایمان میرے دل میں دل نشین ہو گیا۔ اور میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت قبول کر لی۔

(۶) بدکاری کی سزا

حضرت انس سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دو لڑکیوں کی اس وقت تک کفالت کی جب تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ جائیں، تو وہ شخص اور میں اس طرح جنت میں جائیں گے، اور آپ نے اپنی انگشتِ شہادت اور انگشتِ وسطی سے اشارہ فرمایا۔ اور دو (عذاب کے) دروازے وہ ہیں جن کی جلد ہی سزا دنیا میں مل جاتی ہے، ایک بدکاری اور دوسرے قطع رحم۔

(۱۱)

حسب نسب

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، کریم بن کریم بن کریم بن کریم تو حضرت یوسف بن حضرت یعقوب بن حضرت اسحٰق بن حضرت ابراہیم تھے (علیہم السلام)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اولیا قیامت کے دن متقی لوگ ہوں گے۔ اگر کسی کا نسب دوسرے کے بہ نسبت زیادہ قریب ہوگا تو کچھ نہ ہوگا۔ لوگ میرے پاس اعمال لے کر آتے ہیں۔ اور تم دنیا کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہوئے آتے ہو، اور کہتے ہو یا محمدؐ، میں کہتا ہوں، ایسا، ویسا یاد رکھو، میں ہر طرف سے اعراض کرتا ہوں۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کہ کوئی شخص اس آیت پر عمل کرتا ہے۔ (اے الناس تو ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا۔۔ تا بہ۔۔ تم میں زیادہ مکرم بے شک وہی ہے جو زیادہ متقی ہے) اس کے بعد بھی ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے میں تجھ سے زیادہ مکرم ہوں، اللہ کے خوف کے سوا کسی اور سبب سے کوئی شخص دوسرے سے زیادہ مکرم نہیں ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ تم کس کو مکرم شمار کرتے ہو، اللہ تعالٰے نے مکرم کو بیان کر دیا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے، اور تم حسب کس کو شمار کرتے ہو، سب سے افضل حسب والا وہ ہے جو سب سے بہتر اخلاق رکھتا ہو۔

(۲) روحیں صف بستہ فوجیں ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے روحیں صف بستہ فوجیں ہیں، ان میں سے جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں، آپس میں ملتی ہیں، اور جو ایک دوسرے سے اجنبی ہوتی ہیں وہ آپس میں اختلاف رکھتی ہیں۔

(یہی روایت بہ اسناد دیگر اور حضرت ابوہریرہ سے بھی یہی متن بہ اسناد دیگر)

(۱۲)

سبحان اللہ کہنا

(۱) تعجب کے موقعہ پر کسی کا سبحان اللہ کہنا

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک گڈریا اپنے ریوڑ میں تھا کہ ایک بھیڑیا جھپٹا اور ایک بکری کو لے گیا، گڈریا اُس کے لئے بھاگا تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا، اور بولا اس دن بکری کو کون بچائے گا جو درندوں ہی کا دن ہوگا، اور میرے سوا کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس پر کہا سبحان اللہ۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اس سے مامون ہوں، میں، ابوبکر اور عمر۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ تھے کہ کوئی چیز اٹھائی اور زمین پر اس سے لکیر دینے لگے۔ فرمایا تم میں سے کوئی نہیں جس کا ٹھکانا جنت میں یا ٹھکانا جہنم میں لکھ نہ دیا گیا ہو لوگوں نے عرض کیا، پھر ہم اپنے نوشتہ پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں اور عمل کو چھوڑ دیں، فرمایا عمل کئے جاؤ۔ ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ فرمایا جو سعادت والوں میں سے ہے اس کے لئے عمل سعادت ہی آسان ہو جائے گا، اور جو بدبختی والوں میں سے ہے۔ اس کے لئے بدبختی ہی کا عمل آسان ہو جائے گا۔ اس کے بعد تلاوت کیا۔ "پس جس نے دیا۔ تقویٰ اختیار کیا، اور اچھائی کی تصدیق کی" الخ۔

••

(۲) زمین پر ہاتھ پھیرنا

اسید بن ابی اسید اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوقتادہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اسی طرح کیوں نہیں بیان کرتے ہیں جیسے دوسرے لوگ آپؐ کی حدیثیں بیان کیا کرتے ہیں تو ابوقتادہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس نے مجھ سے منسوب کرکے جھوٹ کہا وہ اپنے پہلو کو جہنم کے لئے تیار کرلے۔ رسول اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے جاتے تھے اور زمین پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔

(۳) الخذف (گوپھن)

حضرت عبداللہ بن معقل المزنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوپھن سے منع فرمایا ہے، یہ نہ تو شکار کو مار ڈالتا ہے اور نہ اسے بھاگنے سے روکتا ہے بلکہ آنکھیں پھوڑ دیتا ہے، اور دانت توڑ دیتا ہے۔

(۴) ہوا کو بُری نہ کہو

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ کی راہ میں لوگوں کو ہوا نے آلیا۔ حضرت عمر حج کو جارہے تھے۔ ہوا بہت تیز ہوگئی تو حضرت عمر نے اپنے گرد وپیش والوں سے کہا، ہوا ہے کیا چیز تو کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے اپنی سواری کو تیز کیا اور ان کے قریب پہنچ گیا تو میں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ہوا کے بارے میں سوال کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ہوا اللہ کی طرف سے ہے، رحمت کے ساتھ بھی آتی ہے اور عذاب کے ساتھ بھی، اسے بُری نہ کہو بلکہ اس کے خیر کی اللہ سے دعا کرو، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۵) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں کارتی نے پانی برسایا

حضرت زید بن خالد الجہنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ پر ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی ۔ رات کو تھوڑی سی بارش ہوئی تھی؛ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا، تمھارے پروردگار نے کیا فرمایا، تمھیں معلوم ہے؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور رسول اللہ زیادہ جانتے ہیں، فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ۔ میرے بندوں میں سے کچھ میرے مومن ہوگئے اور کچھ کافر، جس نے کہا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہم پر بارش ہوتی تو وہ میرا مومن اور ستاروں کا کافر (انکاری) ہوا اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں کارتی نے پانی برسایا تو وہ میرا کافر اور ستارے کا مومن ہوا۔

(۶) جب آدمی بدلی دیکھے تو کیا کہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل دیکھتے تھے، تو کبھی اندر آتے، کبھی باہر جاتے، کبھی آتے، کبھی جاتے، آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ۔ جب بارش ہوجاتی تو مسرور ہوجاتے تو حضرت عائشہ نے آپ کی یہ کیفیت دیکھی (اور وجہ دریافت کی)، اس پر آپ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں شاید وہ بادل ایسا ہو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے (پھر جب دیکھا اپنی وادیوں کے مقابل اُفق میں بادل کو الآیۃ)

(مترجم) قرآن مجید کی یہ آیت بارش کے ذریعہ عذاب نازل ہونے کا ایک واقعہ بیان کرتی ہے۔

(۱۳۱)

شگون، فال، تبرّک

(۱) شگون

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ شگون میں سب سے بہتر فال ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے تو فرمایا کہ کوئی بہتر جملہ جو کسی کو سُنائی دے۔

(۲) جو شگون نہ لے اُس کی فضیلت

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طیرہ (شگون) شرک ہے، اور یہ ہمارا طریقہ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اُسے مٹا دیتا ہے

حضرت عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے سامنے قومیں حج کے زمانہ میں ہیلہ کی طرح پیش کی گئیں، تو مجھے اپنی اُمت کی کثرت نے مسرور کیا، یہ سنگلاخ اور نرم زمینوں میں بھری ہوئی تھی، مجھ سے کہا کہ اے محمد، پسند آئی، کہا ہاں اے میرے رب، فرمایا، ان کے ساتھ وہ ستر ہزار بھی ہیں، جو بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے، یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ جھاڑ پھونک کراتے ہیں، نہ داغ لگواتے ہیں، نہ شگون لیتے ہیں، اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ عکاشہ نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اُن ہی میں سے بنا دے، کہا کہ اے اللہ اس کو ان ہی میں سے بنا دے ایک اور شخص نے کہا کہ میرے لئے بھی دعا کیجئے، فرمایا کہ عکاشہ تم سے آگے

نکل گیا۔ (بہ سند دیگر)

(۳) جن سے ٹوٹکا

حضرت عائشہ کے بارے میں علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بچے پیدا ہوتے تھے تو لائے جاتے تھے۔ وہ ان کے لئے برکت کی دعا کرتی تھیں، ایک بچہ کو دیکھنے گئیں تو اس کے تکیے کے نیچے ایک اُسترہ پایا، گھر والوں سے پوچھا یہ کیا ہے، کہا کہ ہم لوگ جن سے بچنے کو یہ ٹوٹکا کرتے ہیں تو حضرت عائشہ نے اُسترہ لے کر پھینک دیا اور اُن کو آئندہ ایسا کرنے سے منع کردیا، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شگون[1] ٹوٹکے کو ناپسند فرماتے تھے، انھیں اس سے نفرت تھی، حضرت عائشہؓ بھی اس سے منع فرماتی تھیں۔

(۴) فال

حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہ چھوت ہوتا ہے اور نہ شگون، فال نیک مجھے پسند ہے۔ اچھے کلمہ کا۔

حبۃ التمیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیڑوں میں کچھ نہیں ہے، اور سب سے سچا شگون فال ہے، اور نظر حق ہے۔

(۵) اچھے نام سے حصول برکت

حضرت عبداللہ بن السائب بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال جب حضرت عثمان بن عفان نے بیان کیا کہ سہیل کو ان کی قوم نے بھیجا ہے تاکہ مصالحت اس شرط پر کریں کہ امسال مسلمان لوٹ جائیں، اور قریش آئندہ سال تین دن کے لئے مکہ کو مسلمانوں کے واسطے خالی کردیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کے آنے کی خبر پر فرمایا۔ سہیل آیا، اللہ تعالیٰ نے تمہارا کام آسان کردیا۔ عبداللہ بن السائب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔

(۶) گھوڑوں میں نحوست

حمزہ وسالم عبداللہ بن عمر کے دونوں لڑکوں سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست، گھر میں، عورت میں، اور گھوڑے میں ہے۔

(مترجم) یہ روایت پوری حدیث سے جو آگے آتی ہے توڑ کر بیان کی گئی ہے۔ اور نہایت گمراہ کن ہے۔ پوری روایت ہر جگہ سے نحوست کی نفی کرتی ہے۔
حضرت سہل بن سعد ان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کہیں نحوست ہوتی تو عورت، گھوڑے اور مکان میں ہوتی (لیکن کہیں نحوست نہیں ہوا کرتی۔ مترجم)

حضرت انس بن مالک سے منسوب کرکے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے کہا، یا رسول اللہ، ہم ایک گھر میں تھے، ہماری تعداد بھی کثیر تھی اور ہمارا مال بھی زیادہ تھا، پھر ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہو گئے۔ یہاں ہماری تعداد بھی کم ہو گئی، اور ہمارا مال بھی گھٹ گیا، آپؐ نے فرمایا، اس گھر کو چھوڑ دو، اور پہلے والے گھر میں چلے جاؤ، یہ گھر بُرا ہے ــــ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اعتراض ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ سند جعلی اور یہ روایت موضوع ہے، کیونکہ بعض جگہ سند منقطع ہے۔ اور جس سے روایت کی گئی ہے اس سے سماع ثابت نہیں۔

(۱۴)

چھینک اور جماہی

(۱) چھینک

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند، جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر مسلم پر اس کا حق ہے کہ وہ اسے جواب دے، رہی جماہی تو یہ شیطانی ہے، جہاں تک ہو سکے اُسے ٹالے، جب کوئی شخص ہاہ کرتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

(۲) چھینک پر کیا کہے

حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ جب کسی کو چھینک آتے تو الحمد للہ کہے، فرشتہ رب العلمین کہتا ہے اور جب آدمی الحمد للہ رب العلمین کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، اللہ تجھ پر رحم کرے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی کو چھینک آتے تو الحمد للہ کہے اور جب وہ الحمد للہ کہہ لے تو اُس کا بھائی یا دوست یرحمک اللہ کہے، اس پر وہ شخص کہے، اللہ تجھے ہدایت دے اور تیرے دل کو درست رکھے۔

ابو عبداللہ (امام بخاری) اس باب میں یہی حدیث جو ابو صالح السمان سے مروی ہے۔ صحیح اور ثابت ہے۔

(۴۳) چھینک کا جواب دینا

عبد الرحمٰن بن زیاد بن النعم الافریقی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ زمانۂ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بحری جہاد پر تھے۔ بیان کیا کہ ہمارے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری بھی شریک ہو گئے، دوپہر کا کھانا تیار ہوا تو ہم نے انھیں بلوا بھیجا، وہ آئے، اور کہا کہ تم لوگوں نے مجھے بلایا اور میں روزے سے ہوں، لیکن میں اس لئے آگیا کہ دعوت قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حق واجب ہوتے ہیں۔ اگر اس میں سے ایک بھی چھوڑ دیا تو اس نے اپنے بھائی کا ایک حق واجب چھوڑ دیا۔ جب اس سے ملاقات ہو تو السلام علیکم کہے، جب بلائے تو اسے قبول کرے، جب چھینکے تو اُسے جواب دے، جب بیمار پڑے تو اُس کی عیادت کرے، جب وفات پائے تو جنازے پر حاضر ہو، اور جب وہ نصیحت طلب کرے تو نصیحت کرے۔ بیان کیا کہ ہم میں ایک بہت ہی پُر مذاق آدمی تھا، وہ کھانے پر موجود تھا، اُس کی کیفیت یہ تھی کہ جب اُس سے بہت زیادہ جزاک اللہ خیراً وبرًا (اللہ تم کو اچھا اور بہتر بدلہ دے) کہا جاتا تھا تو غصہ ہو جاتا تھا۔ تو اُس نے ایک ایسے شخص کے بارے میں حضرت ابو ایوب انصاری سے کہا جو جزاک اللہ خیراً وبرًا کہنے پر غصہ ہوتا اور گالی دیتا ہے۔ اُس کے لئے آپ کیا کہتے ہیں۔ کہا کہ ہم کہا کرتے تھے۔ اگر اس کے لئے خیر مناسب نہیں تو شر ٹھیک ہو گا۔ تو جب آتا اس کو بدل کر کہہ دیتے جزاک اللہ شراً وعراً (خدا تمھیں بُرا اور سخت بدلہ دے)۔ اور راوی نے بیان کیا، کہ ہم تیز مذاق چھڑا دیں گے، اس پر اُس آدمی نے کہا کہ جزی اللہ ابا ایوب الانصاری خیراً۔

حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہیں۔ جب بیمار پڑے تو اُس کی عیادت کرے، جب مرجائے تو اُس کے گھر جائے، جب دعوت دے تو قبول کرے اور جب چھینکے تو جواب دے۔

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ ہمیں مریض کی عیادت، جنازے پر شرکت، چھینک پر جواب، قسم کی تکمیل میں اعانت، مظلوم کی نصرت اور دعوت کی قبولیت کا حکم دیا۔ سونے کی انگوٹھی، چاندی کے برتن، جوا کمان ے فال، استبرق، دیباج اور حریر کے استعمال سے منع فرمایا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بروایت اسمٰعیل یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں، عرض کیا گیا، وہ چھ حق کیا ہیں۔ فرمایا۔ جب تم اس سے ملو تو کہو السلام علیکم، جب تم کو دعوت دے تو قبول کرو۔ جب تم سے نصیحت چاہے تو نصیحت کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواب دو، جب بیمار پڑے تو عیادت کرو، اور جب مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

استبرق، دیباج اور حریر ریشمی کپڑے کی مختلف قسمیں ہیں۔

(۴) چھینک سن کر الحمد للہ کہنا

خیثمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جس نے چھینک سن کر الحمد للہ رب العٰلمین کہا۔ جس حال میں بھی رہے۔ ڈاڑھ اور کان میں اس کے کبھی درد نہ ہوگا۔

(۵) جو چھینک سنے کس طرح جواب دے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور جب وہ الحمد للہ کہے تو اس کا بھائی یا دوست یرحمک اللہ کہے، اور اس کے بعد چھینکنے والا یہ کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے۔

حضرت ابوہریرہ کی طرف منسوب یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ چھینک کو پسند اور ڈکار کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کا سننے والے مسلمان پر یہ حق ہوتا ہے کہ یرحمکم اللہ کہے، اور ڈکار تو یہ شیطانی ہے، جب کسی کو ڈکار آئے تو جہاں تک

ہو سکے۔ اسے روکے، کیونکہ تم میں سے کوئی جب ڈکار لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

ابو جرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس کو چھینک کے جواب میں عافانا اللہ وایاکم من النار یرحمکم اللہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص کو چھینک آئی، اُس نے الحمد للہ کہا، آپ نے فرمایا۔ یرحمک اللہ، اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے چھینکا، آپ نے کچھ نہیں کہا، اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کو تو یرحمک اللہ کہا، اور ہم سے کچھ نہ کہا، فرمایا، اُس نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔

(۶) جب الحمد للہ نہ کہے گا تو چھینک کا جواب نہیں دیا جائے گا

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینک آئی۔ ایک کو آپ نے جواب دیا اور دوسرے کو نہیں۔ اُس نے عرض کیا آپ نے اُسے جواب دیا، اور مجھے نہیں جواب دیا، فرمایا اُس نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو اشخاص بیٹھے تھے، اُن میں ایک دوسرے کی بہ نسبت زیادہ معزز تھا۔ معزز کو چھینک آئی، اُس نے الحمد للہ نہیں کہا، آپ نے اس کا جواب نہ دیا، اور دوسرے آدمی کو چھینک آئی اُس نے الحمد للہ کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جواب دیا اس پر اُن معزز صاحب نے عرض کیا، مجھے آپ کے سامنے چھینک آئی آپ نے جواب نہ دیا۔ اور اس آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اُس نے خدا کو یاد کیا تو میں نے بھی اُسے یاد کیا، اور تم خدا کو بھول گئے تو میں بھی تمھیں بھول گیا۔

(۷) چھینک پر ابتدائی اور بعد کے جملے

حضرت ابن عمر کے بارے میں مروی ہے کہ جب انھیں چھینک آتی تھی تو الحمدللہ کہتے تھے اور کوئی یرحمک اللہ کہتا تھا تو جواب دیتے تھے 'یرحمنا وایاکم ولیغفر لنا ولکم۔

حضرت عبداللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے کہا، جب تمھیں چھینک آئے تو کہو الحمدللہ رب العٰلمین، اور جو اس کا جواب دے کہے یرحمک اللہ، پھر وہ شخص کہے یغفراللہ لی ولکم۔

ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی آپ نے فرمایا یرحمک اللہ، پھر دوسری بار چھینک آئی تو آپ نے کہا اسے زکام ہو گیا ہے۔

(۸) اگر تم نے الحمدللہ کہا ہے تو اللہ تم پر رحم کرے

مکحول الازدی بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عمر کے بغل میں تھا 'ایک شخص کو مسجد کے کنارے پر چھینک آئی، اس پر ابن عمر نے کہا کہ اگر تم نے الحمدللہ کہا ہے تو اللہ تم پر رحم کرے۔

(۹) آب نہ کہو

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر کے ایک لڑکے کو چھینک آئی تو انھوں نے کہا کہ آب کہا آپ تو شیطانوں میں ایک شیطان کا نام ہے۔ چھینک اور الحمدللہ کے درمیان میں اس نام کو داخل کر دیا۔

(۱۰) جب کئی بار چھینک آئے

ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے فرمایا یرحمک اللہ۔

پھر دوسری بار چھینک آئی تو آپ نے فرمایا اُسے زکام ہوگیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ چھینک کا جواب ایک بار، دو بار، تین بار، اس سے زیادہ زکام ہے۔

(۱۱) جب یہودی کو چھینک آئے

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودی اس اُمید میں چھینکا کرتے تھے کہ آپ انھیں یرحمک اللہ کہیں گے۔ آپ انھیں کہا کرتے تھے، یھدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے دل کو درست کر دے)۔ یہی روایت بہ سند دیگر۔

(۱۲) عورت کی چھینک کا مرد جواب دے

ابوبردہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ کے پاس آیا وہ اس وقت فضل بن عباس کی والدہ کے گھر میں تھے۔ مجھے چھینک آئی انھوں نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد اُن کی بی بی کو چھینک آئی میں نے جواب دیا۔ میں نے یہ قصہ اپنی والدہ سے بیان کیا۔ جب ابوموسیٰ وہاں آئے تو والدہ نے ان سے کہا، اور کہا کہ میرے بچے کو چھینک آئی اور تم نے جواب نہیں دیا۔ تمھیں چھینک آئی تو اُس نے جواب دیا۔ اس پر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ اگر کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اس کا جواب دو، اور اگر الحمدللہ نہ کہے تو جواب نہ دو۔ تیرے لڑکے نے چھینک پر الحمدللہ نہیں کہا تو میں نے جواب نہیں دیا۔ اور اُنھیں چھینک آئی تو انھوں نے الحمدللہ کہا تو میں نے اس کا جواب دیا، اس پر والدہ نے کہا، آپ نے ٹھیک کہا۔

(۱۳) جماہی

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے۔

(۱۴) جواب میں لبیک کہنا

حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ہی سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے فرمایا، معاذ میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک پھر اسی طرح تین بار فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے۔ بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں پھر فرمایا، معاذ، میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک فرمایا، کیا جانتے ہو کہ اگر بندے یہ کریں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے، اگر بندے یہ کریں تو ان کا اللہ پر یہ حق ہے کہ انھیں عذاب نہ دے۔

(۵۱)

تعظیم کے لئے کھڑا ہونا

(۱) کسی کا اپنے بھائی کے لئے کھڑا ہونا

حضرت کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول فرمانے کا اعلان فرمایا تو میرے پاس لوگ فوج کی فوج قبولیت توبہ پر مبارک باد دینے کے لئے آئے، لوگ آتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمائی، مبارک باد۔ میں مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس بہت سے لوگ تھے، طلحہ بن عبید اللہ اُٹھ کر تیزی کے ساتھ میرے پاس آئے۔ اُنھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، خدا کی قسم مہاجرین میں سے بجز طلحہ کے اور کوئی اُٹھ کر نہیں آیا، اور میں طلحہ کی اس محبت کو کبھی نہ بھولوں گا۔

حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ کچھ لوگ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے، ان کو بُلا بھیجا گیا، وہ ایک گدھے پر بیٹھ کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بہترین کا یا فرمایا اپنے سردار کا استقبال کرو۔ پھر جب وہ آگئے تو)۔ فرمایا اے سعد یہ لوگ تمھارے فیصلہ پر اُتر آئے ہیں، سعد نے کہا کہ میں اُن کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑنے کے قابل ان میں سے قتل کر دیئے جائیں، بچے

ان کے غلام بنائے جاتیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے حکمِ خداوندی کے مطابق فیصلہ کیا۔ یا فرمایا۔ بادشاہوں کی طرح کا فیصلہ کیا۔

حضرت انس سے مروی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور شخص کا دیکھنا زیادہ پسند نہ تھا مگر پھر بھی وہ آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوا کرتے تھے کیونکہ لوگ یہ جانتے تھے کہ آپ اس کو ناپسند کیا کرتے ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام میں، بات چیت میں اور بیٹھنے میں فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا، وہ جب آتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مرحبا کہتے تھے، ان کے لئے کھڑے ہوتے۔ ان کا بوسہ لیتے، پھر ہاتھ پکڑ کر انھیں لاتے اور اپنی جگہ پر انھیں بٹھاتے تھے، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آتے تو وہ مرحبا کہتیں، اُٹھتیں اور آپ کا بوسہ لیتی تھیں۔ فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس مرض میں آئیں جس میں آپ نے وفات پائی ہے تو آپ نے اُنھیں مرحبا کہا، بوسہ دیا، اور راز میں کوئی بات کہی، فاطمہؓ رونے لگیں، پھر کوئی بات کہی اور وہ ہنس پڑیں۔ میں نے عورتوں سے کہا، یقیناً یہ عورت بھی ایک عورت ہی ہے، مگر اسے تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، ابھی روتی تھیں اور ابھی ہنس پڑیں۔ فاطمہؓ سے پوچھا راز میں کیا بات کہی، جواب دیا۔ ابھی تو میں رازدار ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوگئی تو فاطمہؓ نے بیان کیا کہ آپ نے پہلے فرمایا کہ میں مرجاؤں گا۔ میں رونے لگی۔ پھر فرمایا۔ میرے اہل و عیال میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی اس سے میں خوش ہوگئی، اور مجھے بات پسند آئی۔

(مترجم) یہ روایت بہت مشہور ہے، لیکن کسی طرح صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں ہے کیونکہ نضر کا اسرائیل سے روایت کرنا درست نہیں، اور نہ خود نضر ثقہ راوی ہے۔ اس حدیث کی سند میں متعدد عیوب ایسے ہیں جو ساری روایت کو ساقط الاعتبار کر دیتے ہیں۔ اسرائیل نے عثمان بن عمر کی روایت میں صرف اسی قدر ہے کہ حضرت

فاطمہؓ آپ کا بوسہ لیتی تھیں، اس کے بعد والا حصہ نہیں ہے۔

(۲) بیٹھے ہوئے شخص کے لئے کھڑا ہونا

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے، اور ابوبکر لوگوں کو ان کی تکبیریں سنا رہے تھے، آپ نے ہم لوگوں کو دیکھا تو اشارہ کیا، اور ہم لوگ بیٹھ گئے، آپ کے پیچھے ہم نے بیٹھ کر نماز پڑھی، جب سلام پھیر چکے تو فرمایا تم فارس وروم کی طرح کرنے لگے کہ ان کے بادشاہ بیٹھے او لوگ سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا نہ کرو، اپنے امام کی اتباع کرو، جب وہ کھڑا ہوکر نماز پڑھائے تو کھڑے ہوکر پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر پڑھائے تو بیٹھ کر پڑھو۔

(۳) جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیا کرو

حضرت ابوسعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے، کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جمائی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لیا جائے کیونکہ وہ شیطان سے ہے۔ (حضرت ابوسعید الخدری کی روایت سابق بہ اسناد دوم وسوم)

(۴) کیا کوئی شخص دوسرے شخص کے بالوں میں انگلی سے خلال کرے

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام حضرت عبادہ بن الصامت کی اہلیہ تھیں، آپ ان کے پاس ایک بار گئے۔ انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا، اس کے بعد ام حرام آپ کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں اور آپ سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ اور ہنسے۔

قیس بن عاصم السعدی سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا یہ خیمہ نشینوں کے سردار ہیں میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کون سا مال ہے جس پر میری، مانگنے والے یا مہمان کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا۔ بہتر مال، چالیس سے زیادہ ہو تو ساٹھ تک، اور دو سو والوں کے لئے تو تباہی ہے، بجز اُن کے جو جوان اونٹنی کسی کو دے دے، کسی کو اونٹنی سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دے، فربہ اونٹنی کو (اللہ کی راہ) میں ذبح کرے، خود کھائے، قانع اور ضرورت مند کو کھلائے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ یہ اخلاق بہتر کیا ہیں جس وادی میں میں رہتا ہوں وہاں میرے جانوروں کی کثرت ہیں ایسی باتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یعنی تم عطیہ کس طرح کرتے ہو، عرض کیا، جوان اونٹ اور اونٹنی دے دیتا ہوں۔ فرمایا لوگوں کو استفادہ کا موقعہ کس طرح دیتے ہو۔ عرض کیا، کہ اونٹنیاں اُنھیں سپرد کردیتا ہوں، آپ نے فرمایا اور ٹیڑھی بیڑھی چال والی اونٹنیوں کا کیا کرتے ہو، عرض کیا، لوگ اپنی رسیاں لے کر صبح کو آتے ہیں اور جو اُن کا جی چاہے ناک میں نکیل دے کرلے جاتے ہیں، جب اُن کا دل بھر جاتا ہے واپس کردیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا تم کو اپنا مال زیادہ عزیز ہے یا اپنے وارثوں کا، کہا اپنا، فرمایا، تمھارا مال تو اتنا ہی ہے جو کھالو، خرچ کرلو، اور کسی کو دے دو، باقی سب تمھارے وارثوں کا ہے۔ میں نے عرض کیا، بلاشبہ، اب واپس جاکر تعداد جانوروں کی کم کردوں گا۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو اُنھوں نے اپنے بچوں کو جمع کیا، اور کہا کہ اے بچو، میری نصیحت سنو، تم مجھ سے زیادہ بااخلاص کی نصیحت کبھی نہ سُن سکوگے، میرے لئے نوحہ نہ کرنا، رسول اللہ کے لئے نوحہ نہیں کیا گیا تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نوحہ کرنے سے ممانعت فرماتے تھے، مجھے ان ہی کپڑوں میں کفن دینا جن میں میں نماز پڑھا کرتا تھا، اور اپنے بڑے کو سردار بنانا۔ اگر تم نے بڑے کو سردار بنایا تو تم میں تمھارے باپ کا جانشین موجود رہے گا۔ اور اگر چھوٹے کو سردار بناؤ گے تو لوگوں میں تمھارا بڑا ذلیل ہو جائے گا۔ اور کمتر اخراجات کی زندگی اختیار کرو، اپنی زندگی کے

طریقوں میں اصلاح کر لو، اس سے تم میں غنا پیدا ہوگا۔ اور دیکھو سوال سے احتراز کرنا۔ کسی شخص کی یہ آخری کمائی ہے۔ اور جب مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کو برابر کر دینا۔ ممکن ہے کہ اس قبیلہ بکر بن وائل سے جو میرا جھگڑا تھا اس کی وجہ سے کوئی احمق یہ حرکت کر بیٹھے جس سے تمہارے دین میں عیب کو دخل ہو جائے۔

ابوالنعمان محمد بن الفضل کی رائے میں اس حدیث کی سند میں تدلیس ہے، اور وہ اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ ضائع کر دیا۔

(۵) تعجب کے وقت سر ہلانا اور ہونٹوں کو دانت میں دبانا

حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی لایا۔ آپ نے سر کو جنبش دی اور لب کو دانتوں میں دبایا۔ میں نے عرض کیا، میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں کیا میں نے آپ کو تکلیف دی، فرمایا نہیں، لیکن تم ایسے امیروں اور اماموں کو پاؤ گے جو نماز کو اپنے وقت سے دیر کیا کریں گے، عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھ لیا کرنا، اور اگر ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز مل جائے تو پڑھ لینا۔ یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں نے تو نماز پڑھ لی ہے، اس لئے اب نہیں پڑھتا۔

(۶) تعجب میں زانو پر یا کسی اور چیز پر ہاتھ مارنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ نماز نہیں پڑھ رہے ہو، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، وہ جب اٹھائے گا، اٹھ جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے آواز سنی وہ واپس جا رہے تھے، اور اپنے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے تھے (انسان ہر چیز سے زیادہ بحث کرنے والا ہوتا ہے)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ وہ اہل عراق کو مخاطب کر کے اپنی پیشانی

پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے، عراق والو! تم یہ غلط گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے جھوٹ کہتا ہوں، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے لئے تو راحت وچین ہو اور میرے لئے گناہوں کا انبار۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جس کے ایک جوتے کا تسمہ کٹ جائے تو وہ صرف ایک جوتا پہن کر نہ چلے دوسرے کو بھی درست کرے۔

(۷) اگر کسی نے اپنے بھائی کے زانو پر نیک نیتی سے ہاتھ مارا

ابوالعالیہ البراء سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الصامت میرے پاس آئے، میں نے ان کے لئے ایک کرسی رکھ دی، وہ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا کہ ابن زیاد نے نماز کو موخر کر دیا ہے۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، انھوں نے میرے زانو پر ہاتھ مارا۔ اتنے زور سے کہ میں نے اس کا اثر محسوس کیا، اور کہا کہ میں نے ابوذر سے اسی طرح سوال کیا تھا جس طرح تم نے سوال کیا اور اُنھوں نے اسی طرح میرے زانو پر ہاتھ مارا تھا جیسے میں نے تمہارے زانو پر ہاتھ مارا، اور کہا تھا کہ نماز وں کو اپنے اوقات میں پڑھ لیا کرو، اور اس کے بعد اگر ان لوگوں کے ساتھ نماز پالو تو پڑھ لو، اور یہ نہ کہو کہ نماز پڑھ چکا ہوں، اب نہ پڑھوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند اصحاب چل کر ابن صیاد کی طرف گئے۔ اسے بنی مغالہ کے ٹیلوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا ابن صیاد اس زمانہ میں قریب البلوغ تھا۔ اسے کسی کے آنے کی اس وقت تک خبر بھی نہ ہوئی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر ہاتھ نہ مارا آپ نے اس سے کہا کہ کیا تو اس کی شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیین (ان پڑھوں) کے رسول ہیں، اس کے بعد ابن صیاد نے کہا کہ آپ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، آپ نے اس کے کاندھے پر تھپکی دی اور فرمایا۔ میں ایمان

لایا ہوں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر پھر آپ نے ابن صیاد سے کہا، کیا دکھائی دیتا ہے۔ تو ابن صیاد نے کہا میرے پاس سچا بھی آتا ہے اور جھوٹا بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب تو معاملہ مخلوط ہو گیا تمھارے اوپر، رسول اللہ نے فرمایا۔ میں نے تمھارے لیے ایک چیز چھپائی ہے، اس نے کہا الدُّخ، آپ نے فرمایا، گھٹیا درجہ ہے، ناقابل شمار، حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ، آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اسے قتل کر دوں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر یہ وہی ہے تو تم اس پر غالب نہ آسکو گے، اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قتل سے تمھیں کیا حاصل ہوگا۔ سالم یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ابی بن کعب کے ساتھ اس نخلستان کی طرف گئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا، آپ وہاں پہنچ کر کھجوروں کی آڑ لے کر ٹھہرے اور سننے لگے کہ ابن صیاد کیا بولتا ہے، اس وقت ابن صیاد ایک سائبان میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا، اور گنگنا رہا تھا، ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ اور ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہی ابن صیاد کا نام تھا، یہ ہیں محمد، تو ابن صیاد دور ہٹ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ چھوڑ دیتی تو معاملہ صاف ظاہر ہو جاتا۔ سالم بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا۔ پہلے حمد خدا کی، اس کے بعد دجال کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ میں تم لوگوں کو اس سے متنبہ کرتا ہوں، کوئی نبی نہیں جس نے دجال سے نہ متنبہ کیا ہو، حضرت نوح نے بھی اپنی قوم کو اس سے متنبہ کیا تھا۔ لیکن میں تم کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم کو جاننا چاہیے کہ دجال کانا ہے اور اللہ کانا نہیں ہے۔

(مترجم) اس روایت کی عجیب کیفیت ہے، اس کی سند میں سب لوگ جانے پہچانے ہیں، اور کوئی بظاہر جھوٹی حدیثیں بنانے والا نہیں ہے، لیکن حدیث میں دو جگہ غرابت ہے، ایک تو شعیب کے سوا اور کوئی زہری سے راوی نہیں، دوسری جگہ خود سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابن عمر سے اور کوئی اس روایت

کی تائید نہیں کرتا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ واقعہ کیا تھا، اور کس طرح ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تھے تو تین چلو پانی اپنے سر پر ڈالتے تھے، حسن بن محمد ابی عبداللہ نے کہا کہ میرے بال اس سے زیادہ ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ جابر نے حسن کے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا، بھتیجے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تم سے زیادہ اور تم سے صاف ستھرے تھے۔

(۸) خود بیٹھا ہو اور لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں، یہ ناپسندیدہ عمل ہے

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں گھوڑے سے ایک کھجور کے تنے پر گر گئے تو آپ کے پاؤں میں موچ آگئی، ہم لوگ آپ کی عیادت کے لئے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جایا کرتے تھے، ایک بار آئے تو دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں، ہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، دوسری بار آئے تو آپ فرض نماز بیٹھ کر پڑھ رہے تھے، ہم سب آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، جب نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو، اور جب کھڑے ہو کر پڑھائے تو کھڑے ہو کر پڑھو، اور امام بیٹھا ہو تو اس کے لئے کھڑے نہ رہو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے لئے کیا کرتے ہیں۔ اور کہا کہ ایک انصاری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو انھوں نے لڑکے کا نام محمد رکھا، انصار نے کہا کہ ہم تمھیں رسول اللہ کے نام پر کنیت رکھ کر نہیں یاد کریں گے۔ ہم راستہ میں بیٹھ گئے، آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا تم لوگ مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھنے آئے ہو، عرض کیا جی ہاں، فرمایا آج جتنے لوگ موجود ہیں ان پر سو سال آجائیں گے۔ ہم نے عرض کیا انصاریوں میں ایک غلام کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس نے بچہ کا نام محمد رکھ دیا۔ تو انصار نے کہا کہ

رسول اللہ کے نام پر تمہاری کنیت نہیں رکھیں گے، فرمایا، انصار نے اچھا کیا۔ میرا نام رکھو لو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ (اضطراب)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار اوپر والے راستہ سے آئے لوگ اُس کے دونوں کناروں پر تھے تو بکری کے ایک بچے کے پاس جو بوچا تھا گذرے، اُس کو پکڑ لیا، اُس کے کان پر ہاتھ رکھا، اور کہا کہ تم میں کون ہے جو ایسا کان ایک درہم میں لینا پسند کرے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کچھ دے کر اسے لینا پسند نہیں کرتے، ہم اس کا کیا کریں گے، آپ نے تین بار یہی فرمایا کہ کیا تم پسند کروگے، لوگوں نے کہا نہیں، ہرگز نہیں، واللہ اگر وہ زندہ رہتا تو عیب ہی ہوتا، وہ اسک تھا، اسک اسے کہتے ہیں کہ جس کے دونوں کان نہ ہوں (بوچا) کیا خیال ہے جب کہ وہ مُردہ ہے، فرمایا یہ تمھارے لئے جس قدر بے کار شے ہے اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی کمتر ہے۔

عتی بن ضمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پاس ایک شخص کو دیکھا کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح اُس نے ماتم کیا۔ میرے والد نے اُس کو دانتوں سے کاٹا اور نہیں چھوڑا، ان کے دوست دیکھنے لگے، اس پر انھوں نے کہا کہ شاید تم لوگ اسے بُرا سمجھ رہے ہو، لیکن میں اس بارے میں کسی سے کبھی نہ ڈروں گا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا، جو جاہلیت کی طرح سے ماتم کرے اس کو دانت سے کاٹو اور نہ چھوڑو۔ (یہی روایت بہ سند دیگر)

(۹) پاؤں سُن ہوجانے پر کیا کہے

عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کا پاؤں سُن ہوگیا تو ایک شخص نے اُن سے کہا جو آدمی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اُس کا نام لیجئے۔ انھوں نے کہا، یا محمد۔

حضرت ابو موسٰی سے روایت ہے کہ وہ ایک بار مدینہ کے احاطوں میں سے ایک احاطہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اور آپ اس سے پانی اور کیچڑ پر مار رہے تھے۔ اتنے

میں ایک شخص آیا اور باہر سے دروازہ کھولنے کو کہا، آپ نے فرمایا، جاؤ دروازہ کھول دو، اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو، ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں گیا اور میں نے دروازہ کھول دیا، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھولا اور اُن کو جنت کی بشارت دی۔ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے فرمایا جاؤ دروازہ کھول دو، اور جنت کی بشارت دے دو، میں گیا تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھول دیا اور جنت کی بشارت دے دی، اس کے بعد پھر ایک آدمی نے دستک دی، آپ اب تکیہ پر ٹیک لگائے تھے، آواز پر بیٹھ گئے اور فرمایا جاؤ کھول دو، اور جنت کی بشارت دے دو، آزمائش کے بعد جو لاحق ہوگی، میں آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دروازہ کھول دیا اور آپ نے جو فرمایا تھا، انھیں سُنا دیا، انھوں نے کہا، اچھا اللہ مددگار ہے۔

(۱۶)

مصافحہ، معانقہ، دست بوسی

(۱) لڑکوں سے مصافحہ کرنا

سلمہ بن وردان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا تم کون ہو، میں نے کہا بنی لیث کا مولیٰ میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

(۲) مصافحہ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جب یمن والے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے آگئے ہیں اور وہ تم لوگوں سے زیادہ نرم دل ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو پہلے مصافحہ لائے ہیں۔

حضرت براء بن عازب نے کہا کہ سلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے مصافحہ کرو۔

(۳) کسی عورت کا بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا

ابراہیم بن مرزوق الثقفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن الزبیر کے پاس تھے، حجاج نے اُن سے لے لیا، انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر نے مجھے اپنی والدہ بی بی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا اور ان کو بتایا کہ حجاج اُن سے کیا معاملہ کر رہا ہے۔ بی بی اسماء میرے لئے

دعائے خیر کرتی تھیں اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتی تھیں اُن دنوں میں ایک نابالغ نوعمر بچہ تھا۔

(۴) معانقہ

جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے پہنچی تو میں نے ایک اونٹ خریدا، اس پر کاٹھی کسی اور ایک ماہ کا سفر اختیار کیا، یہاں تک کہ میں شام آگیا تو پتہ چلا کہ وہ عبداللہ بن انیس ہیں، ان کو اطلاع دی کہ دروازے پر جابر آیا ہے، پیامی واپس آیا اور اُس نے سوال کیا، جابر بن عبداللہ، میں نے کہا ہاں، تو عبداللہ بن انیس نکلے اور اُنھوں نے مجھے گلے لگایا۔ (معانقہ کیا) میں نے کہا کہ ایک حدیث مجھے ملی ہے جو میں نے نہیں سُنی ہے۔ مجھے خوف ہوا کہ میں مرجاؤں یا آپ مرجائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ۔ اللہ کے بندے یا فرمایا۔ انسان، حشر میں اُٹھائے جائیں گے، ننگے بے سروسامان، اور بے خانماں، اُن کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ تو ایک فرشتہ اُن کو آواز دے گا جو نزدیک و دور سُنی جائے گی کہ میں فرشتہ ہوں، کسی جنتی کے لئے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی جہنمی اُس کے ظلم کی وجہ سے دادخواہ ہے۔ اور کسی جہنمی کو جہنم میں جانے کا موقعہ نہیں اگر کوئی جنتی اُس کے ظلم کی وجہ سے دادخواہ ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ بدلہ کیسے دیا جائے گا۔ ہم لوگ تو ننگے بے سروسامان اللہ کے پاس جائیں گے۔ کہا کہ حسنات وسیئات، (نیکی، بدی) کے ذریعہ۔

(۵) کوئی اپنی بیٹی کا بوسہ لے

اُم المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہؓ سے بڑھ کر کسی شخص کو بات چیت اور گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ میں نے نہیں دیکھا، وہ جب آتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے

لیے کھڑے ہوتے تھے، ان کو مرحبا کہتے تھے، ان کا بوسہ لیتے تھے اور انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جاتے تھے، تو وہ اُٹھ کھڑی ہوتی تھیں، آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھیں، آپ کو مرحبا کہتی تھیں، اُن کا بوسہ لیتی تھیں اور اُنھیں اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں، فاطمہؓ اس مرض میں رسول اللہؐ کے پاس آئیں جس میں آپ نے وفات پائی ہے تو آپ نے اُن کو مرحبا کہا اور اُن کا بوسہ لیا۔

(۷) ہاتھ چومنا

حضرت ابنِ عمر بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے کہ لوگ بری طرح بکھر گئے تو ہم نے کہا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے اب ہم لوگ تو بھاگ گئے، اس پر آیت نازل ہو، اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ (بجز ان کے جو جنگ کے لئے رُخ بدل دیں) ہم نے کہا کہ اب مدینہ میں نہ جائیں گے تو ہمیں کوئی نہ دیکھے گا۔ پھر سوچا کہ مدینہ میں چلے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے نکلے، ہم لوگوں نے عرض کیا ہم بھگوڑے ہیں، آپ نے فرمایا تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو، تو ہم نے آپ کا ہاتھ چوم لیا۔ آپ نے فرمایا، میں تمھاری ہی جماعت میں ہوں۔

عبدالرحمٰن بن رزین بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک بار ربذہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع ہیں، ہم ان کے پاس آئے۔ اور السلام علیکم کہا، انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر کئے اور کہا کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ اُن کا ہاتھ نہایت گداز تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں، ہم لوگ کھڑے ہوگئے اور ہم نے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

ابن جدعان کہتے ہیں کہ ثابت نے حضرت انس سے کہا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کیا تھا۔ کہا، ہاں، اس پر انھوں نے ہاتھ چوم لیا۔

(۷) پیر چومنا

الوازع بن عامر کہتے ہیں کہ ہم آئے، تو ہم سے کہا گیا کہ وہ ہیں رسول اللہ ہم نے آپ کے ہاتھ پیر پکڑ لئے اور چومنے لگے۔

صہیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے علیؓ کو عباسؓ کے ہاتھ پیر چومتے دیکھا ہے۔

(۸) کسی کا کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا

ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ ایک بار معاویہؓ نکلے تو عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن الزبیر بیٹھے ہوئے تھے عبداللہ بن عامر تو کھڑے ہو گئے، مگر عبداللہ بن الزبیر بیٹھے رہے اور وہ ان دونوں میں زیادہ وزنی بھی تھے۔ معاویہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے یہ بات خوش کرتی ہو کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کریں، تو وہ اپنا گھر جہنم میں بنالے۔

---

(۱۷)

سلام، دعا، مرحبا وغیرہ

حضرت ابوہریرہ کی طرف منسوب ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ اللہ نے ان سے کہا کہ یہ جو فرشتے بیٹھے ہیں، ان کو جاکر سلام کرو، اور جو جواب دیں اُسے سُن رکھو، وہی تمھارا اور تمھاری ذریت کا سلام ہے، انھوں نے جاکر کہا السلام علیکم تو فرشتوں نے کہا، السلام علیک ورحمۃ اللہ، اس طرح فرشتوں نے حضرت آدم کو ورحمۃ اللہ زیادہ کہا۔ ہر وہ شخص جو شخص جنت میں داخل ہوتا ہے اس کی یہی صورت ہوتی ہے، اس وقت سے اب تک مخلوق چھوٹی ہوتی جارہی ہے۔

(مترجم) اس روایت کا مرفوع بیان کرنا حیرت انگیز ہے، اس میں حضرت ابوہریرہ کے سوا کوئی راوی نہیں جو قابل استیناد ہو۔

(۲) سلام کو رائج کرنا

حضرت براء، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سلام کو رائج کرو، سلامت رہوگے۔

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، تم لوگ جنت میں داخل نہ ہوسکوگے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور ایمان نہ لاؤگے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو، کیا تمھیں وہ ترکیب نہ بتاؤں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو، لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں یا رسول اللہ، فرمایا، آپس میں سلام کو رائج کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحمت والے خدا کی عبادت کرو، کھانے کھلاؤ، سلام کو پھیلاؤ، تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۴۳) جس نے سلام کی ابتدا کی

بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کو پہلے کوئی شخص سلام نہیں کر پاتا تھا، جابر کہتے ہیں، سوار پیدل کو سلام کرے، پیدل بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے اور دو چلنے والوں میں سے جو پہلے سلام کرے وہی افضل ہے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ اعز بنی مزینہ کے ایک صحابی نے اُن سے بیان کیا کہ بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی پر اُن کی چند وسق کھجوریں باقی تھیں، وہ اُن کے پاس کئی بار گئے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں اُن کے ساتھ چلا تو راستہ میں جو ملتا وہ سلام کرتا، حضرت ابو بکر نے کہا کہ دیکھتے نہیں، لوگ تم کو پہلے سلام کرتے ہیں، اور ثواب لے جاتے ہیں، تم پہلے سلام کیا کرو تو ثواب تمہارے حصہ میں آئے گا۔ (اس روایت کو ابن عمر نے اپنا قصہ بھی بتایا ہے)

حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ مدت تک چھوڑ دے، دونوں ایک دوسرے سے ملیں، وہ ادھر کترا جائے اور یہ اُدھر، ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

(۴۴) سلام کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے، اس شخص نے کہا، السلام علیکم، آپ نے فرمایا، اس کو دس نیکیاں ملیں، تیسرا آیا اس نے کہا السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے فرمایا اس کو تیس نیکیاں ملیں۔ اس کے بعد ایک شخص اُٹھ کر مجلس سے چلا گیا اور اُس نے سلام نہیں کیا، آپ نے فرمایا، کیا اس غالب یہ ہے کہ تمھارا دوست بھول گیا۔ تم میں سے جب کوئی کسی مجلس میں آئے تو سلام کرے اگر چاہے تو بیٹھے، اور جب جانے لگے تو پھر سلام کرے۔ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ ضروری نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے سواری پر تھا، تو جن لوگوں کے پاس سے گذرتے، ابوبکرؓ انھیں السلام علیکم کہتے اور وہ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، اور یہ کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو لوگ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت بڑھ گئے۔ (یہی روایت بہ سند دیگر)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ یہودیوں نے تم سے سلام اور آمین پر جتنا حسد کیا کسی اور بات پر نہیں کیا۔

(۵) السلام اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ہے

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جسے اللہ نے دنیا میں رکھ چھوڑا ہے۔ اس لئے السلام کو خوب پھیلاؤ۔

حضرت ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، تو کسی نے کہا، السلام علی اللہ، جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا۔ السلام علی اللہ کس نے کہا، اللہ تو خود ہی السلام ہے۔ یہ کہا کرو، التحیات للہ الخ (اللہ کے لئے عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگی ہے۔ سلام ہو آپ پر اے نبی، اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکات، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں) ابن مسعود کا بیان ہے کہ لوگ ان کلمات کو اس طرح سیکھتے تھے جیسے کوئی قرآن مجید کی سورۃ سیکھتا ہے۔

(۶) ایک مسلمان کی جب دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو تو اُس کا حق ہے کہ سلام کرے

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں، عرض کیا گیا، وہ کیا ہیں، فرمایا۔ جب اُس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، جب تم کو دعوت دے تو قبول کرو، جب تم سے نصیحت چاہے تو نصیحت کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جواب دو، جب بیمار پڑے تو عیادت کرو۔ اور جب مر جائے تو اُس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

(۷) آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

عبدالرحمٰن بن شبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سوار کو چاہیئے کہ پیدل کو سلام کرے۔ اور پیدل کو چاہیئے کہ بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام کرے، اور جو تعداد میں کم ہوں انھیں چاہیئے کہ بیشتر تعداد والوں کو سلام کریں، جس نے جواب دے دیا، اچھا کیا اور جس نے جواب نہیں دیا اسے کچھ نہیں۔ (یہی روایت بہ سند دیگر)

جابر سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، دو پیدل چلنے والے جب ایک جگہ ہوں تو جو پہلے سلام کرے وہی افضل ہے۔

(۸) سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوار، پیدل پر پیدل بیٹھے ہوئے پر، اور قلیل کثیر پر سلام کرے۔ (یہی حدیث بروایت فضالہ)

(۹) کیا پیدل سوار کو سلام کرے

حصین، شعبی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک اسپ سوار ملا، انھوں نے پہلے سلام کیا تو میں نے کہا کہ آپ اس کو پہلے سلام کرتے ہیں، کہا کہ میں نے

شریح کو پیدل چلتے ہوئے پہلے سلام کرتے دیکھا ہے۔

(۱۰) قلیل کثیر کو سلام کرے

حضرت فضالہ بن عبید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ سوار پیدل کو، پیدل بیٹھے کو اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔ (فضالہ سے یہی روایت بہ سند دیگر، اس میں بیٹھے کی جگہ کھڑے ہوئے شخص کا لفظ ہے)

(۱۱) چھوٹا بڑے کو سلام کرے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا، بڑے کو، چلنے والا، بیٹھے کو، اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔

(۱۲) سلام کی انتہا

ابوالزناد کہتے ہیں کہ خارجہ زید کے خط میں جب سلام لکھتے تھے تو لکھتے تھے 'السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلواتہ۔

(۱۳) اشارے سے سلام کیا

ابو قرہ خراسانی نے بصرہ میں کہا کہ میں نے حضرت انس کو دیکھا ہے وہ ہمارے پاس سے گذرتے اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے۔ ان کو برص کا داغ تھا۔ اور حسن کو دیکھا، وہ پیلا خضاب لگاتے تھے اور کالا عمامہ باندھتے تھے۔ اور حضرت اسمارؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سر کے اشارے سے سلام کیا۔

موسیٰ بن سعد اپنے والد سعد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر اور قاسم بن محمد کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقام سرف میں اترے۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر گذرے تو انھوں نے سلام کا اشارہ کیا اور ان دونوں حضرات نے اُن کو جواب سلام دیا۔

عطار بن رباح بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہاتھ سے سلام کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

(۱۴) اپنا سلام سُنانا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب سلام کرو تو سناؤ کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے طیب اور مبارک دعا ہے۔

(۱۵) سلام کرنے اور سلام لینے کو باہر نکلے

طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جایا کرتے تھے۔ وہ انھیں ساتھ لے کر بازار چلے جاتے، جب ہم بازار میں جاتے تو عبداللہ بن عمر کسی ادنیٰ آدمی، کسی بیوپاری اور کسی مسکین کے پاس نہیں پہنچتے کہ جسے سلام نہ کرتے۔ ایک دن ابن عمرؓ کے پاس گیا وہ لے کر بازار چلے تو میں نے کہا کہ آپ بازار جاکر کیا کریں گے نہ آپ کسی بیوپاری کے پاس کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی سامان کو پوچھتے ہیں نہ کہیں قیمت لگاتے ہیں اور نہ کہیں بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، یہیں ہمارے ساتھ بیٹھے باتیں کریں۔ تو اس پر عبداللہ نے مجھ سے کہا ارے واہ رے میاں، توندوالے، (طفیل کے توند نکلی ہوئی تھی) ہم روز اس لئے جاتے ہیں کہ جو ملے اُس کو سلام کریں، اور بس۔

(۱۶) مجلس میں آئے تو سلام کرے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے اور جب واپس چلے تو سلام کرے، دوسرے آدمی کو سلام کرنے کا پہلے شخص سے زیادہ حق نہیں ہے۔ (یہی روایت بہ اسناد دیگر)

(۱۷) کسی مجلس سے اُٹھتے ہوئے سلام کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی شخص کسی مجلس میں آئے تو سلام کرے، اس کے بعد بیٹھے مجلس کے برخاست ہونے سے پہلے اگر اسے اُٹھنا ہو تو پھر سلام کرے، پہلا سلام دوسرے سے زیادہ احق نہیں۔

(۱۸) مجلس سے جو اُٹھے سلام کرے

معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ بیٹا اگر کسی ایسی مجلس میں ہو جس کے خیر کی اُمید ہو، اور تمھیں کسی ضرورت سے جلدی آنا پڑے تو کہو السلام علیکم، اس طرح تم اس خیر میں شریک ہو جاؤ گے، جو اہل مجلس کے لئے ہو گا۔ اور جو لوگ ایک جگہ بیٹھیں پھر متفرق ہو جائیں اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو گویا یہ لوگ ایک مردہ گدھے پر سے منتشر ہوئے۔

ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی سے ملے وہ اسے سلام کرے۔ اگر ایک درخت یا ایک دیوار کی آڑ کے بعد دوبارہ ملے تو پھر سلام کرے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ طریقہ تھا کہ سامنے درخت آگیا کچھ لوگ اِدھر سے اور کچھ لوگ اُدھر سے گذرے پھر ملے تو ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔

(۱۹) مصافحہ کے لئے ہاتھ میں خوشبو لگانا

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس ہر صبح اپنے ہاتھ میں مصافحہ کے لئے خوشبو کا تیل لگاتے تھے۔

(۲۰) جسے جانو اسے بھی سلام کرو، اور جسے نہ جانو اسے بھی

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کیسا اسلام بہتر ہے، فرمایا، کھانا کھلاؤ، اور سلام کیا کرو، جسے پہچانو اسے بھی اور جسے نہ پہچانو اسے بھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکانوں کے باہر پشتوں اور چبوتروں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا، ہم سے یہ کہاں ممکن ہے، فرمایا بیٹھو تو پھر وہاں بیٹھنے کا حق ادا کرو، لوگوں نے عرض کیا اس کا حق کیا ہے، فرمایا، نظریں نیچی رکھنا، مسافر کو راستہ بتانا، چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ الحمد للہ کہے اور سلام کا جواب دینا۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ سب سے بخیل وہ آدمی ہے جو سلام کرنے میں بخالت کرے اور دھوکا کھا گیا وہ آدمی جس نے جواب سلام نہ دیا۔ اگر تمھارے اور بھائی کے مابین ایک درخت کی آڑ بھی ہو جائے تو سلام کرو، اور ہو سکے تو اپنے سے پہلے کسی کو سلام نہ کرنے دو، خود ہی ابتدا کرو۔

سالم مولی ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کو کوئی کوئی شخص سلام کرتا تھا تو وہ اس کا زیادہ کرکے جواب دیتے تھے، تو ایک بار وہ بیٹھے ہوئے تھے میں آیا اور میں نے السلام علیکم کہا انھوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، میں دوبارہ آیا تو میں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر میں تیسری بار آیا تو میں نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ۔

(۲۱) فاسق کو سلام نہ کیا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ شراب پینے والے کو سلام نہ کیا کرو۔ قتادہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا تمھارے اور فاسق کے مابین کوئی احترام نہیں ہے۔

ابو زریق کہتے ہیں کہ علی بن عبد اللہ شطرنج کو مکروہ سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ شطرنج کھیلنے والے کو سلام نہ کرو یہ بھی جوا ہے۔

(۲۲) رنگین غازہ لگانے والے اور منہیات کا ارتکاب کرنے والے کو سلام نہ کیا

حضرت علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس گئے، ان میں ایک شخص رنگین غازہ لگائے ہوئے تھا، آپ نے ان لوگوں کو دیکھا، انھیں سلام کیا اور اس شخص کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، فرمایا اس کی آنکھوں کے مابین ایک انگارہ ہے۔

عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، اس نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی دیکھی تو گیا اور سونے کی انگوٹھی اُتار کر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ آپ نے فرمایا یہ بری چیز ہے اہل جہنم کا زیور ہے۔ وہ واپس گیا اور اسے پھینک کر چاندی کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ اس پر آپ چپ رہے۔

حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ بحرین کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی اور بدن پر ریشم کا جبہ، اس نے آکر سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ وہ شخص غمگین واپس ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے شکایت کی تو اُس نے کہا۔ شاید تمھارا جبہ اور انگوٹھی رسول اللہ کو ناگوار ہوئی۔ ان کو اُتار کر پھر جاؤ۔ اُس نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اُس نے عرض کیا، ابھی میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا تو آپ نے بے التفاتی کی۔ آپ نے فرمایا۔ تمھارے ہاتھ میں آگ کا ایک انگارہ تھا۔ اُس نے کہا تب تو میں بہت سے انگارے لے کر آیا تھا۔۔۔

آپ نے فرمایا، ہاں تم لائے تو تھے، مقام حرہ کے سنگریزوں سے بھی کسی کے پاس مال و دولت ہوں تو کیا، یہ سب حیات دنیا کی چیزیں تو ہیں۔ اُس نے عرض کیا کس چیز کی انگوٹھی بنائیں۔ چاندی، کانسی یا لوہے کا ایک چھلا۔

(۱۸)

اجازت، ملاقات، خط و کتابت

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابو بکر بن سلیمان بن خثیمہ سے پوچھا کہ حضرت ابو بکر خطوط میں لکھا کرتے تھے کہا من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ، پھر حضرت عمر لکھا کرتے تھے من عمر بن الخطاب خلیفہ ابی بکر، پھر کیا ہوا، پہلے پہلے امیرالمومنین کس نے لکھا۔ تو ابو بکر بن سلیمان نے کہا کہ مجھ سے میری دادی الشفاء نے جو مہاجرات اولیٰ میں سے تھیں، اور حضرت عمر جب بازار آتے تھے تو اُن کے پاس بھی آتے تھے، بیان کیا۔ کہ حضرت عمر نے عراقین میں اپنے عامل کو لکھا تھا کہ دو آدمی مضبوط اور شریف، میرے پاس بھیجو، تاکہ میں اُن سے اہلِ عراق اور عراقین کے حالات پوچھوں۔ تو اہلِ عراقین نے اُن کے پاس حضرت لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم آئے ہیں، انہی دونوں نے مجھ سے کہا کہ امیرالمومنین سے میرے آنے کی اجازت مانگو، تو میں نے کہا تم نے اُن کا یہ نام صحیح رکھا وہ امیر ہیں اور ہم لوگ مومنین ہیں۔ اسی دن سے خطوط میں یہ لکھا جانے لگا۔

عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ اپنی خلافت کے بعد پہلے حج میں مکہ آئے تو عثمان بن حنیف انصاری اُن کے پاس آئے اور انھوں نے کہا السلام علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ۔ اہلِ شام نے اس کو ناپسند کیا اور کہا کہ یہ کون منافق ہے جو امیرالمومنین کو سلام کرنے میں اختصار کرتا ہے عثمان دو زانو بیٹھ گئے اور انھوں نے کہا کہ یہ لوگ ایک ایسی بات کو ناپسند کر رہے ہیں جسے آپ ان سے زیادہ جانتے ہیں، میں نے اسی طرح ابو بکر، عمر اور عثمان کو بھی سلام کیا ہے اور کسی نے ناپسند نہیں کیا، اس پر معاویہ نے اہلِ شام

سے کہا چُپ رہو، انھوں نے وہی کہا جو لوگ کہتے ہیں، لیکن اہلِ شام نے فتنوں کے بعد یہ کہا کہ ہم اپنے خلیفہ کے سلام کو مختصر نہیں کرتے، اے اہلِ مدینہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں کہ تم لوگ صدقہ کے عامل کو بھی تو ایہا الامیر ہی کہتے ہو۔

حضرت جابر سے بیان کیا کہ میں حجاج کے پاس گیا اور میں نے اُسے سلام نہیں کیا۔

تمیم بن حذیم بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کو امیر کہہ کر سلام پہلے کس نے کیا تھا۔ مجھے یاد نہیں، ایک بار مغیرہ بن شعبہ باب الرحبہ (کوفہ کا ایک دروازہ تھا) سے نکلے بنی کندہ کا ایک شخص آیا، لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابو قرۃ الکندی تھا اُس نے مغیرہ کو سلام کیا، السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ السلامُ علیکم تو اُسے مغیرہ نے ناپسند کیا اور کہا کہ یہ السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ السلام علیکم کیا ہے، کیا میں ان ہی لوگوں میں سے ہوں یا نہیں۔ سماک نے کہا کہ پھر بعد کو مغیرہ نے اس کو قبول کر لیا تھا۔

زیاد بن عبید جو حمیر کے ایک بطن سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ہم رویفع کے پاس آئے، وہ انطابلس (مصر کا ایک علاقہ تھا) میں امیر تھے، ایک شخص نے ان کو سلام کیا (بقول عبدہ)، کہا السلام علیک ایہا الامیر تو رویفع نے اس سے کہا، اگر تم ہمیں سلام کرتے تو ہم جواب دیتے، تم نے مسلمہ بن مخلد کو سلام کیا، اس زمانہ میں مسلمہ بن مخلد مصر کے امیر تھے، ان ہی کے پاس جاؤ وہ تمھارے سلام کا جواب دیں گے۔ زیاد کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس مجلس میں آتے تھے تو صرف السلام علیکم کہتے تھے۔

(۲) سوتے ہوئے کو سلام کرنا

حضرت مقداد بن الاسود بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آتے تھے تو سلام اس طرح کیا کرتے تھے کہ سونے والے کی نیند نہ ٹوٹے اور جاگنے والا سُن لے۔

(۳) حیاک اللہ (اللہ تمھیں زندہ رکھے)

شعبی سے روایت ہے کہ عمر نے عدی بن حاتم کو پہچان کر کہا۔ حیاک اللہ

(۴) مرحبا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ بی بی فاطمہؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آئیں اور اُن کی چال رسول اللہ کی چال کی سی تھی تو آپ نے فرمایا۔ مرحبا بیٹی، پھر اُنھیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ان کی آواز پہچانی تو کہا کہ مرحبا پسندیدہ اور بہترین۔

(۵) سلام کا جواب کیسے دیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک درخت کے سایہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نہایت اجڈ قسم کا بہت ہی سخت بدوی آیا۔ اور اُس نے کہا السلام علیکم تو لوگوں نے کہا وعلیکم۔

ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کو جب کوئی سلام کرتا تھا تو کہتے تھے وعلیک ورحمۃ اللہ۔ ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کسی شخص نے کہا السلام علیک یارسول اللہ کہا تو آپ نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ اس وقت نماز سے فارغ ہوئے تھے، میں وہ پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلامی سلام کیا تو آپ نے فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ، تم کس قبیلہ کے ہو، عرض کیا بنی غفار کا۔

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائش یہ ہیں جبریل تمھیں سلام کہتے ہیں، عائشہ

کہتی ہیں کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ وہ دیکھ رہے ہیں جو میں نہیں دیکھتی، اُن کی مراد جبریل تھے۔

معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا، بیٹے جب تمھارے پاس کوئی شخص آئے اور السلام علیکم کہے تو تم وعلیک نہ کہو، اس طرح تم مخصوص اسی کو سلام کروگے اور وہ اکیلا ہی نہیں ہے بلکہ کہو، السلام علیکم۔

(۶) سلام کا جواب نہ دیا

حضرت عبادۃ بن الصامت نے کہا کہ میں نے ابوذر سے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن اُم الحکم کے پاس سے گذرا اور اُنھیں سلام بھی کیا لیکن انھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اے میرے بھائی کے فرزند، اس سے تمھارا کیا نقصان ہوا، تمھارے سلام کا جواب اُن سے بہتر نے دیا، اُن کے داہنی طرف کے فرشتہ نے۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ السلام اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اُس نے زمین پر رکھا ہے اس لئے اسے پھیلاؤ، اگر کسی نے لوگوں کو سلام کیا اور اُنھوں نے جواب دیا تو اول سلام کرنے والوں کو بمقابلہ جواب دینے والوں کے ایک درجہ فضیلت ملی، کیونکہ اُس نے اُنھیں یاد دلائی، اور اگر جواب نہیں دیا تو اس کا جواب اُن سے بہتر اور پسندیدہ تر نے دے دیا (یعنی فرشتے)

الحسن نے کہا کہ سلام کرنا ایک نفل ہے اور جواب دینا فریضہ ہے۔

(۷) سلام میں بخل کیا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ اوّل درجہ کا جھوٹا ہے جو قسم کھائے اور جھوٹ بولے، بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے اور اوّل درجہ کا چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرے۔

حضرت ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، سب سے بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے اور سب سے بڑا عاجز وہ ہے۔ جو دعا میں عاجز ہو۔

(۸) لڑکوں کو سلام کرنا

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک لڑکوں کے پاس سے گذرے تو انھیں سلام کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ یہی عمل کرتے تھے۔

عنبسہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا ہے وہ خط میں بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔

(۹) عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی، آپ غسل فرما رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا، فرمایا۔ یہ کون ہے، میں نے کہا اُمّ ہانی، فرمایا مرحبا۔

الحسن کہتے ہیں کہ عورتیں مردوں کو سلام کیا کرتی تھیں۔

(۱۰) عورتوں کو سلام کرنا

حضرت بی بی اسمار (بنت یزید الانصاریہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے گذرے، تھوڑی سی عورتیں وہاں بیٹھی تھیں، آپ ہاتھ کے اشارے سے انہیں السلام کہا، اور فرمایا، کفران منعمین سے بچو، کفران منعمین سے بچو، کسی عورت نے کہا، اے اللہ کے نبی، ہم اللہ کی نعمت کے کفران سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا، ہاں، تم میں سے کسی کا زمانہ بیوگی طویل ہو جاتا ہے، وہ غصہ ہوتی ہے، اور کہتی ہے کہ واللہ میں نے تو اس سے ایک گھنٹہ بھی خیر کا نہ دیکھا یہ اللہ کی نعمت کا کفران ہے اور یہی کفران منعمین ہے۔

اسمار بنت یزید الانصاریہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے اور میں اپنی ہم عمر عورتوں میں بیٹھی تھی تو آپ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا، کفر منعمین سے بچو، میں عورتوں میں آپ سے سوال کرنے کے معاملہ میں

سب سے جری تھی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، کفر منعین کیا ہے۔ فرمایا۔
تم میں سے کسی کا اپنے باپ ماں کے پاس بے شوہری کا زمانہ طویل ہو جاتا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو شوہر دیتا ہے، پھر اسے بیٹا پیدا ہوتا ہے، پھر بھی وہ غصہ میں آتی ہے تو کہتی ہے، واللہ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہ پایا۔

(۱۱) کسی کو مخصوص کر کے سلام کرنے کو مکروہ سمجھا

طارق بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ انھیں اطلاع دی گئی کہ نماز کھڑی ہو گئی۔ وہ کھڑے ہوئے اور ہم سب لوگ اُن کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں آئے تو لوگ مسجد کے اگلے حصہ میں رکوع میں تھے، اُنھوں نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں شریک ہو گئے اور ہم لوگ بھی آگے بڑھے اور جیسا اُنھوں نے کیا تھا ہم نے بھی کیا۔ ایک خیرات چاہنے والا آیا اور اس نے کہا علیکم السلام۔ اے ابو عبدالرحمٰن، تو اُنھوں نے کہا کہ اللہ نے سچ کہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری تبلیغ فرمائی۔ جب ہم لوگ نماز پڑھ چکے اور واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ اپنے گھر میں اندر چلے گئے اور ہم لوگ وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگے کہ وہ باہر آئیں۔ ہم میں سے کسی نے کسی سے کہا کہ اُن سے سوال کون کرے گا۔ طارق کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں سوال کروں گا۔ چنانچہ میں نے سوال کیا، اور اُنھوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے قریب لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے کا رواج ہو جائے گا۔ تجارت کی گرم بازاری ہو گی حتیٰ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی تجارت میں امداد کریں گی، قطع رحم عام ہو گا، قلم کا زور ہو گا، جھوٹی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی اور سچی شہادتوں کو چھپایا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کیسا بہتر ہوتا ہے، فرمایا، کھانا کھلایا کرو، اور جسے پہچانو اسے بھی اور جسے نہ پہچانو اسے بھی سلام کیا کرو۔

(۱۴۲) آیتِ پردہ کیسے نازل ہوئی

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے ہیں تو میری عمر دس سال تھی، میری والدہ مجھے آپ کی خدمت کی تاکید کرتی تھیں، میں نے آپ کی دس سال تک خدمت کی، جب آپ کی وفات ہوئی تو میں بیس سال کا تھا۔ پردہ کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں سب سے پہلے حکم اس وقت نازل ہوا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین زینب بنتِ جحش سے نکاح کیا تھا۔ آپ نے نکاح کے بعد پہلی رات بسر کی، صبح کو آپ نے لوگوں کو دعوت پر بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا اس کے بعد لوگ نکل گئے۔ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے، تو آپ گھر سے باہر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا۔ تاکہ لوگ اب باہر چلے جائیں۔ آپ ٹہلتے رہے اور میں بھی ساتھ ٹہلتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ کے حجرہ کی چوکھٹ تک آگئے، پھر آپ نے خیال کیا کہ لوگ نکل گئے ہوں گے۔ آپ لوٹے میں بھی ساتھ تھا۔ حضرت زینب کے پاس پہنچے تو وہ لوگ ابھی بیٹھے ہی تھے، پھر لوٹ آئے۔ میں بھی ساتھ رہا، پھر حضرت عائشہؓ کے حجرے تک آئے، اور خیال کیا کہ اب وہ لوگ باہر آگئے ہوں گے، چنانچہ آپ پھر گئے اور میں بھی اُن کے ساتھ گیا، اب وہ لوگ باہر جا چکے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان میں پردہ گرا دیا۔ اور اس کے بعد پردہ کا حکم نازل ہوا۔

(۱۴۳) پردے کے تین اوقات

ثعلبہ بن مالک القرظی بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن سوید انی بنی حارثہ بن حارث کے پاس سوار ہو کر گیا۔ ان سے پردہ کے تین اوقات کے متعلق سوال کیا وہ اسی پر عامل تھے، انھوں نے سوال کیا کہ کیا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ ارادہ ہے کہ اسی پر عمل کروں تو کہا کہ ایک وہ وقت جب کہ دوپہر کو میں کپڑے اُتار دوں اُس وقت میرے گھر کا بھی کوئی بالغ آدمی میرے پاس نہیں آتا، مگر میری اجازت سے

ہیں بالوں کو یہی اجازت ہے، اور دوسرا وقت جب صبح ہو اور آدمی پہچان لئے جاسکیں تو اس وقت تک جب تک کہ میں نماز نہ پڑھ لوں، اور تیسرا وقت جب نماز عشاء پڑھ چکوں، اور کپڑے اُتار دوں، یہاں تک کہ سو جاؤں۔

(۱۴) اپنی بیوی کے ساتھ کھانا کھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیس (کھجور اور ستو کا ایک مرکب) کھا رہی تھی، حضرت عمر آئے، آپ نے انھیں بلا لیا وہ بھی کھانے میں شریک ہوئے، اتفاقاً اُن کا ہاتھ میری انگلی سے لگا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر میں تم لوگوں میں کام کرتا تو کوئی آنکھ تمھیں نہ دیکھتی اس کے بعد پردہ کا حکم نازل ہوا۔

اُمّ صبیہ خولہ بنتِ قیس بیان کرتی ہیں کہ ایک ہی برتن میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چلے ہیں۔

(۱۵) غیر مسکون گھر میں داخل ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب کوئی کسی غیر مسکون گھر (جہاں کوئی نہ رہتا ہو) میں داخل ہو تو اُسے السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہنا چاہیے۔

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں اس وقت تک داخل ہو جب تک کہ اُنھیں بتا نہ لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کہہ لو، ابنِ عباس نے کہا کہ اس میں سے یہ استثنا ہے کہ، تمھارے لئے کوئی گناہ نہیں ہے اگر غیر مسکونہ گھروں میں داخل ہو جہاں تمھارا سامان ہو۔ تا بہ تکتمون۔

(۱۶) بغیر سلام کئے اندر آنے کی اجازت طلب کرنا

عطاء حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اس شخص کے بارے میں جو بغیر سلام کئے اندر آنے کی اجازت طلب کرے، کہا کہ اُسے جب تک سلام نہ کرے اجازت نہ دی جائے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اگر کوئی شخص اندر آجائے اور السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہہ دو کہ اس وقت تک آنے کی اجازت نہیں جب تک کہ کنجی نہ لاؤ"۔

(۱۷) اگر بغیر اجازت دیکھے تو اُس کی آنکھ پھوڑ دی جائے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی گھر میں جھانکے اور تم اُسے کنکر ماردو، اور اُس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم کو کوئی گناہ نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص نے آپؐ کے گھر میں جھانکا تو آپؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر لے کر اُس کی آنکھ کی طرف سیدھا کیا۔

(۱۸) اجازت طلب کرنا دیکھنے ہی کی وجہ سے ہے

حضرت سہل بن سعد نے بیان کیا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے میں ایک شخص نے جھانکا اور آپؐ کے پاس ایک ڈھیلا تھا جس سے آپ اپنا سر صاف کر رہے تھے، جب آپؐ نے اس شخص کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم مجھ کو دیکھ رہے ہو تو وہ ڈھیلا تمھاری آنکھ میں مار دیتا، اور آپؐ نے فرمایا، اجازت تو دیکھنے ہی کی وجہ سے ہے۔

حضرت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں ایک شخص نے دراز سے جھانکا تو آپؐ نے چھڑی سے دروازہ بند کر دیا اس پر اُس شخص نے اپنا سر نکالا۔

(۱۹) کوئی شخص جب کسی کو گھر میں سلام کرے

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے تین بار اجازت طلب کی مجھے اجازت نہیں ملی تو میں واپس چلا گیا، اس کے بعد میرے پاس آدمی بھیجا، اور کہا کہ اے عبداللہ تمھیں کیسا سخت معلوم ہوا کہ تم میرے دروازے

پر کھڑے رہو، سمجھ لو کہ اسی طرح لوگوں پر جبر ہوتا ہے جب تمھارے دروازے پر لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تین بار آپ سے اجازت چاہی، جب مجھے اجازت نہیں دی گئی تو میں واپس چلا گیا۔ کہا کہ یہ کس سے سُنا ہے۔ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، کہا کہ تم نے وہ باتیں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہیں جو ہم لوگوں نے نہیں سُنی، اگر اس کی شہادت نہ پیش کی تو میں تم پر اس کو مصیبت بنا دوں گا۔ پھر میں وہاں سے نکلا مسجد میں انصار کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس آیا۔ ان سے میں نے پوچھا تو انھوں نے کہا، اس میں بھی کسی کو شک ہے، میں نے حضرت عمرؓ کی گفتگو انھیں سنائی، انھوں نے کہا کہ ہم میں سے سب سے چھوٹا ہی تمھارے ساتھ جائے گا۔ تو ابو سعید الخدری ابو مسعود میرے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ اور انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ ایک بار رسول اللہ کے ساتھ نکلے، آپ کا ارادہ سعد بن عبادہ کے پاس جانے کا تھا، وہاں پہنچے، آپ نے سلام کیا، اجازت نہیں ملی، دوبارہ سلام کیا، پھر تیسری بار سلام کیا، اجازت نہیں ملی، تو آپ نے فرمایا، ہم پر جو واجب تھا، پورا کر دیا اور واپس چلے آئے، تو سعد دوڑ کر آپ کے پاس آئے، اور کہنے لگے یا رسول اللہ جب آپ نے پہلی بار سلام کیا اسی وقت میں نے سن لیا اور جواب بھی دیا۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ آپ زیادہ بار مجھ پر اور میرے گھر والوں پر سلام بھیجیں۔ ابو موسیٰ نے حضرت عمرؓ سے کہا، آپ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں ملامت کی، انھوں نے کہا، ہاں، لیکن میں چاہتا تھا کہ اس کا اور ثبوت مل جائے۔

(۴۷) کسی کا بلانا اجازت ہے

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا، کسی نے بلایا تو اُس نے اجازت دے دی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب کسی کو بلا بھیجا گیا اور وہ پیغام رساں کے ساتھ ہی آگیا تو وہی اُس کے لئے اجازت ہے۔

(۲۱) تمہارے مملوک بھی اجازت لے لیا کریں

حضرت ابنِ عمر سے مروی ہے کہ آیۃ ترجمہ ہے کہ جو تمھاری ملکیت میں ہو وہ اجازت طلب کر لیا کریں، مردوں کے لئے ہے (غلاموں) کے لئے، عورتوں (لونڈیوں) کے لئے) نہیں ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کا قول، جب لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں

نافع بیان کرتے ہیں کہ ابنِ عمر کے بعض لڑکے جب بلوغ کو پہنچ گئے تو انھیں علیحدہ کر دیا، اب وہ بغیر اجازت اُن کے پاس نہیں آتے تھے۔

(۲۳) اپنی ماں سے بھی اجازت لے

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ کے پاس آیا اور اُس نے سوال کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے کی بھی اجازت لوں کہا کہ اس کے ہر وقت میں تو تم اسے دیکھنا پسند نہیں کرو گے۔

مسلم بن نذیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حذیفہ سے سوال کیا، کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت طلب کروں، کہا کہ اگر تم اجازت نہ لوگے تو وہ دیکھو گے جسے پسند نہ کرو گے۔

(۲۴) اپنے باپ سے بھی اجازت لے

موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس آیا، وہ اندر چلے گئے اور میں اُن کے پیچھے جانے لگا تو میری طرف پلٹے اور میرے سینہ پر ایسا مارا کہ کولھوں کے بل بٹھا دیا، پھر کہا یہ بغیر اجازت کیوں آ رہے ہو۔

(۲۵) باپ اور بیٹے سے اجازت لو

جابر کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنے بیٹے سے، ماں سے اگرچہ بوڑھی ہو، اور بھائی

سے بہن سے اور باپ سے بھی اندر جانے کی اجازت لینا چاہیے۔

(۲۶) اپنی بہن سے اندر آنے کی اجازت لے

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس سے پوچھا، کیا اپنی بہن سے بھی اندر آنے کی اجازت لوں۔ کہا، ہاں، میں نے دوبارہ پوچھا اور کہا کہ میری دو بہنیں ہیں، جو میرے زیرِ پرورش ہیں، میں ان پر خرچ کرتا ہوں، کیا میں اُن سے بھی اندر آنے کی اجازت لوں، کہا کہ ہاں، کیا تم انھیں عُریاں دیکھنا پسند کروگے۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی داے وہ لوگ، جو ایمان لائے ہو، چاہیئے کہ وہ لوگ تم سے اجازت طلب کریں جو تمھاری ملکیت میں ہیں۔ تا بہ۔ ثلاث عورات لکم" ابنِ عباس نے کہا کہ ان سب کو بجز ان تین اوقات پردہ کے اجازت دے دی جائے، کہا اور لڑکے جب بلوغ کو پہنچ جائیں، الآیہ، ابنِ عباس نے کہا کہ اجازت واجب ہے اور ابن جریج نے اس پر اضافہ کیا کہ سب لوگوں پر۔

(۲۷) بھائی سے اندر آنے کی اجازت طلب کرے

عبداللہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا، آدمی کو اپنے باپ، ماں، بھائی بہن سے اندر آنے کی اجازت مانگنی چاہیے۔

(۲۸) طلب اجازت تین بار

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر بن الخطاب سے تین بار اجازت چاہی تو اجازت نہیں ملی، شاید حضرت عمر بہت مشغول تھے، اس کے بعد ابوموسیٰ واپس چلے گئے، جب حضرت عمر کو فراغت ہوئی تو کہا کہ میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سُنی انھیں بلاؤ، اُن سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم دیا تھا کہا اس بات کی دلیل پیش کرو، تو ابوموسیٰ انصار میں گئے، اور اُن سے سوال کیا تو لوگوں نے کہا، آپ کی شہادت اس بارے میں ہمارے سب سے چھوٹے آدمی ابوسعید الخدری دیں گے۔ ابوسعید الخدری کو لے کر

ابو موسی الاشعری گئے، اس پر حضرت عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ پر پوشیدہ رہا۔ مجھے بازاروں میں کاربار نے مشغول کررکھا تھا یعنی تجارت کے لئے باہر جانے کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکا۔

ابو العلانیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید الخدری کے پاس آیا، میں نے سلام کیا، اجازت نہ ملی، پھر سلام کیا پھر اجازت نہ ملی، پھر تیسری بار سلام کیا اور بہت زور سے کہا، اے گھر والو! السلام علیکم، پھر بھی اجازت نہ ملی، میں دور ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ایک غلام نکلا، اُس نے کہا اندر جایئے، میں اندر گیا تو حضرت ابو سعید نے کہا اگر تم تین سے زیادہ کرتے تو اجازت نہ دیتا۔ میں نے ان سے چیزوں کے بارے میں پوچھا تو جس چیز کے بارے میں پوچھا اُنھوں نے کہا حرام ہے حتیٰ کہ میں نے جف کے بارے میں پوچھا، کہا حرام ہے۔

جف = سر میں خون لگا کر بخار لانا۔

(۲۹) دروازے کے پاس کیسے کھڑا ہو

حضرت عبداللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص دروازے پر گئے اور اجازت طلب کرنا چاہے تو دروازے کے سامنے منہ کرکے نہ کھڑا ہو، دائیں یا بائیں کسی طرف ہٹ کر کھڑا ہو، اگر اجازت مل جائے تو خیر ورنہ واپس چلا جائے۔

(۳۰) کسی نے اجازت طلب کی، اُسے کہا گیا کہ وہ باہر آتے ہیں تو کہاں بیٹھے

معاویہ بن خدیج سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، یعنی اُن سے اندر آنے کی اجازت چاہی، لوگوں نے کہا کہ ٹھہرو، وہ باہر آتے ہیں، میں دروازے کے قریب ہی بیٹھ گیا، وہ باہر آئے، انھوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا، وضو میں جرابوں پر مسح کیا، میں نے کہا یا امیر المؤمنین یہ پیشاب کے بعد وضو کے لئے ہے، اُنھوں نے کہا کہ پیشاب یا کسی چیز کے بعد (یعنی وضو میں مسح کر لینا کافی ہے)

(۳۱) دروازہ کھٹکھٹانا

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازوں کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

(۳۲) بغیر اجازت اندر آجانا

کلدہ بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن اُمیہ مسلمان ہو چکے تھے اور رسول اللہ وادی مکہ کے بالائی حصہ میں فتح مکہ کے بعد مقیم تھے کہ مجھے صفوان بن اُمیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ اور بکری کا بچہ اور ترکاریاں لے کر بھیجا۔ میں نے نہ سلام کیا اور نہ اجازت مانگی، آپ نے فرمایا واپس جاؤ، میں نے کہا السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں، صفوان کے پوتے عمرو کا بیان ہے کہ یہ قصہ اُمیہ بن صفوان نے مجھے سُنایا تو لیکن یہ نہیں کہا کہ میں نے اُسے کلدہ سے سُنا ہے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب نظر داخل کر دی تو اُس کے لئے اجازت نہیں۔

(۳۳) بغیر سلام کے اجازت طلب کرنا

حضرت ابوہریرہ کہتے تھے جب کوئی اندر آجائے اور سلام نہ کرے تو کہہ دو کہ اجازت نہیں ہے جب تک کہ کنجی نہ لاؤ یعنی السلام۔ ربعی بن حراش نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آواز دی "گھر میں گھس جاؤں" تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی سے کہا کہ باہر جاکر اس سے کہو کہ اس طرح کہو "السلام علیکم کیا اندر آجاؤں" اس شخص نے صحیح طریقہ پر اجازت طلب نہیں کی، میں نے لونڈی کے باہر آنے سے پہلے ہی یہ بات سُن لی اور کہا کہ "السلام علیکم، کیا اندر آجاؤں" تو آپ نے فرمایا "وعلیک آجاؤ"۔ میں اندر گیا اور میں نے سوال کیا کہ آپ کیا لے کر خدا کی طرف سے آئے ہیں، فرمایا کہ میں تمھارے پاس خیر کے سوا کچھ اور لے کر نہیں آیا ہوں۔ میں یہ لے کر گیا ہوں

کہ تمھیں اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے جس کا کوئی شریک نہیں اور لات و عزیٰ کی عبادت چھوڑ دینی چاہیے، دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنی چاہئیں سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھنا چاہیے، بیت اللہ کا حج کرنا چاہیے، اور اپنے دولت مندوں سے لے کر اپنے فقراء کو دینا چاہیے۔ اس شخص نے بیان کیا کہ اس پر میں نے کہا۔ کچھ علم ایسا بھی ہے جو آپ کو بھی نہیں معلوم؛ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا سب کچھ جانتا ہے۔ اور پانچ علم وہ ہیں جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بے شک اللہ ہی کے پاس ہے، قیامت کا علم وہی پانی برساتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کس زمین میں مرے گا۔

(۳۴) طلب اجازت کی کیفیت

ابنِ عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو کہا "السلام علی رسول اللہ، السلام علیکم کیا عمر اندر آجائے"

(۳۵) "کون ہے" کے جواب میں کہا "میں ہوں"

جابر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرض کے بارے میں کچھ عرض کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، میں نے دروازے پر دستک دی تو فرمایا، کون ہے، میں نے عرض کیا، میں ہوں، فرمایا، میں، میں، گویا آپ نے ناپسند فرمایا۔

عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے، ابو موسیٰ قرآن شریف پڑھ رہے تھے، فرمایا کون ہے یہ، میں نے عرض کیا، آپ پر قربان، میں ہوں بریدہ، فرمایا اس شخص کو آلِ داؤد کے باجوں میں سے ایک باجہ دیا گیا ہے۔

(۳۶) اجازت طلب کی تو کہا "سلامتی سے اندر آجاؤ"

عبدالرحمن بن جدعان بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا، ایک گھر والوں سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو جواب ملا "سلامتی سے اندر آجاؤ" اُنھوں نے اس پر اندر جانے سے انکار کر دیا۔

(۳۷) گھروں کے اندر دیکھنا

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب آنکھ اندر داخل کر دی تو اس کے لئے اجازت نہیں ہے۔

مسلم بن نذیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حذیفہ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اور اندر کی طرف جھانکا اور کہا کہ اندر آجاؤں، کہا کہ اپنی آنکھ تو اندر داخل کر چکے، اب رہی تمھاری نچلی جگہ تو نہ آؤ، اور ایک شخص نے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کروں، کہا کہ اگر اجازت نہ مانگو گے تو وہ دیکھو گے جو بُرا لگے گا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر آیا اور دراز سے جھانکنے لگا تو آپ نے ایک تیر یا ایک نوکیلی لکڑی لی اور بدوی کی طرف کی کہ اُس کی آنکھ پھوڑ دیں، وہ چلا گیا، اس پر آپ نے فرمایا، اگر تم وہیں پر رہتے تو تمھاری آنکھ پھوڑ دیتا۔

عمار بن سعد التجیبی نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے اپنی آنکھ کو اجازت کے بغیر کسی گھر کے کمرے سے آلودہ کیا اس نے فسق کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ثوبان نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اجازت لینے سے پہلے کسی گھر کے اندر دیکھے، جس نے ایسا کیا وہ اندر داخل ہو گیا، اور نہ یہ جائز ہے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور مخصوص اپنے ہی لئے دعا کرے اور دعا ختم کر دے، اور نہ یہ جائز ہے کہ نماز پڑھے اور پیشاب پاخانہ کی ضرورت سے بے تاب ہو اس

سے فارغ ہوئے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ اس باب میں صحیح ترین حدیث یہی ہے۔

(۳۸) جو سلام کر کے گھر میں داخل ہوا، اُس کی فضیلت

حضرت ابو امامہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین وہ ہیں جو سب کے سب اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہیں، اگر زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے کافی ہے اور اگر مر گئے تو جنت میں جائیں گے۔ جو سلام کر کے گھر میں داخل ہوا، وہ اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے، جو مسجد کی طرف چلا وہ اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے اور جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلا وہ اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ جب اپنے اہل وعیال کے پاس آؤ تو اُن کو سلام کرو، اللہ کی طرف سے مبارک وطیب سلام کہا کہ میں اُسے نہیں دیکھتا ہوں مگر وہ جو زندہ کرے اللہ کے قول کو (جب تم کو سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دو، یا برابر سے جواب دے دو)

(۳۹) گھر میں داخل ہوتے ہوئے خدا کو نہ یاد کیا تو اس گھر میں شیطان رہے گا

جابر بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے اور کھانے پر خدا کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے، نہ ہمارا یہاں کھانا ہے اور نہ ٹھکانا، اور جب بغیر خدا کا نام لئے گھر میں داخل ہو جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے ٹھکانا تو پالیا۔ اور اگر اُس نے کھانے پر بھی خدا کا نام نہ لیا تو کھانا بھی پالیا اور ٹھکانا بھی۔

(۴۰) جہاں اجازت نہیں مانگی جاتی

ا عین الخوارزمی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس کے پاس آئے وہ اپنی دہلیز پر بیٹھے تھے کوئی اور ان کے پاس نہ تھا، میرے ساتھی نے سلام کیا، اور کہا کہ کیا آجاؤں، اس پر انسؓ نے کہا آجاؤ یہ وہ مکان ہے جس میں کوئی اجازت نہیں مانگتا پھر ہمیں کھانا پیش کیا۔ اس کے بعد میٹھی نبیذ کا برتن آیا، آپ بھی پیا اور ہمیں بھی پلایا۔

(مترجم) کھجور کو رات کو بھگو کر اس کے پانی کو نبیذ کہتے ہیں۔

(۴۱) بازار کی دوکانوں پر اجازت مانگنا

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر بازار کے کمروں پر اجازت نہیں طلب کرتے تھے۔

عطار کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر بزازوں کے سائبانوں میں اجازت طلب کیا کرتے تھے۔

(۴۲) اہلِ فارس سے اجازت کیسے طلب کی جائے

ابو عبدالملک، خادم ام سکین بنتِ عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری مالکہ نے مجھے ابو ہریرہ کے پاس بھیجا۔ وہ میرے ساتھ ہی آئے، جب دروازہ پر کھڑے ہوئے تو کہا "اندر آیم"۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا:۔ "اندرون"، انھوں نے کہا یا ابو ہریرہ، یہ لڑکا رات کے کھانے کے بعد میرے پاس جھوٹی سچی باتیں لاتا ہے۔ اور میں اس سے باتیں کرتی ہوں، ابو ہریرہؓ نے کہا جب تک وتر نہ پڑھ لو باتیں کرو، اور جب وتر پڑھ چکو تو پھر وتر کے بعد باتیں نہیں۔

.. .. ..

(۴۳) کافر کے سلام پر جواب میں سلام لکھنا

ابو عثمان النہدی بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے ایک راہب کو خط لکھا تو اس میں سلام لکھا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ سلام لکھتے ہیں، حالانکہ وہ کافر ہے۔ کہا کہ اس نے مجھے خط لکھا تھا تو سلام لکھا تھا، تو میں نے اس کا جواب دے دیا۔

(۴۴) ذمیوں کو پہلے سلام نہ کیا جائے

حضرت ابو بصرہ الغفاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں کل صبح یہودیوں کے پاس جاؤں گا، تم لوگ پہلے سلام نہ کرنا، وہ لوگ سلام کریں تو وعلیکم کہہ دینا۔ (یہی روایت بہ سند دیگر)

حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اہلِ کتاب کو پہلے سلام نہ کیا کرو، اور اُن کو تنگ سے تنگ راہ پر مجبور کرو۔

(۴۵) ذمی کو اشارہ سے سلام کیا

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو دھقانوں کو صرف اشارہ سے سلام کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ "السام علیکم" (تم پر تباہی آئے) صحابہ نے جواب میں السلام علیکم کہا، آپ نے فرمایا، اُس نے "السام علیکم" کہا ہے۔ تو یہودی کو پکڑا گیا۔ اس نے اعتراف کیا۔ آپ نے فرمایا، جو اس نے کہا اسی پر لوٹا دو۔

(۴۶) اہلِ ذمہ کے سلام کا جواب

حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر

کوئی یہودی تمھیں سلام میں "السام علیکم" کہے تو کہہ دو " وعلیک " (اور تم ہی پر تباہی آئے)

حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ جو سلام کرے اُس کا جواب دو، چاہے یہودی ہو، نصرانی ہو، یا مجوسی، اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے (جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر سلام کرو یا جواب دے دو)

(۴۷) ایک ایسی مجلس میں سلام کرنا جس میں مسلمان اور مشرک دونوں موجود ہوں

حضرت اُسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بارگدھے پر سوار ہو کر حضرت سعد کی عیادت کے لئے اکاف میں قطیفہ فدکیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اسامہ آپ کے پیچھے سواری پر تھے، عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے گذرے۔ یہ واقعہ اس دشمن خدا کے اقرار بہ اسلام سے پہلے کا ہے۔ وہاں مجلس میں سب لوگ مسلمان مشرک، بُت پرست سب ملے جُلے بیٹھے تھے تو آپ نے ان سب کو کہا، السلام علیکم

(۴۸) اہلِ کتاب کو خط کس طرح لکھا جائے

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب کو شاہ روم ہرقل نے بلوا بھیجا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو دحیہ کلبی کے پاس تھا اور حاکم بصریٰ (ہرقل) کا موسومہ تھا۔ منگوایا، اور اُسے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے بندے اور رسول کی طرف سے ہرقل سربراہ روم کے نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، اور اس کے بعد، میں آپ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، مسلمان ہو جایئے تو آپ سلامت رہیں گے اور آپ کو اللہ تعالیٰ دوہرا اجر دے گا۔ اور اگر آپ نے نہیں مانا تو آپ پر اریسین (رومی الحکومت والے) کا گناہ رہے گا۔ اے اہلِ کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر ہے۔ تاکہ شہادت دو کہ ہم مسلمان ہیں۔

(۴۹) جب اہلِ کتاب السام علیکم کہے

جابر کہتے ہیں کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو کہا "السام علیک" آپ نے فرمایا وعلیکم، حضرت بی بی عائشہؓ نے غصہ میں آکر کہا۔ اُنھوں نے جو کہا آپ نے کیا نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے ان ہی پر لوٹا دیا۔ ہماری دُعا ان کے بارے میں قبول ہوگی، اور اُن کی دعا، میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔

(۵۰) اہلِ کتاب کو تنگ راہ کی طرف مجبور کردیا جائے

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، راستہ میں مشرکین ملیں تو انھیں پہلے سلام نہ کرو، اور اُن کو تنگ راستہ کی طرف مجبور کرو۔

ابو عمرو شیبانی اپنے والد عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اُن کے سامنے سے گذرا جس کی ہیئت مسلمانوں کی سی تھی، اُس نے سلام کیا تو عقبہ نے جواب دیا "وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" غلام نے کہا کہ وہ نصرانی ہے تو عقبہ کھڑے ہوئے۔ اس کے پیچھے گئے یہاں تک اسے جالیا، اور کہا کہ اللہ کی رحمت اور اس کی برکات تو مومنوں کے لئے ہے۔ لیکن خدا تمھاری حیات طویل کرے، تمھارے مال واولاد میں اضافہ کرے۔

حضرت ابن عباس نے کہا۔ اگر مجھ سے فرعون بھی کہے بارک اللہ فیک تو میں کہوں گا وفیک، اور فرعون تو مرچکا۔ حضرت ابوموسٰی سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس اُمید میں بہ تکلف چھینکا کرتے تھے کہ آپ انھیں یرحمکم اللہ کہیں گے۔ آپ کہا کرتے تھے، یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تم کو ہدایت دے اور تمھارے دل کو درست کردے)

(۵۱) نصرانی کو بغیر پہچانے سلام کیا

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر ایک نصرانی کے پاس سے گزرے تو اُسے سلام کیا، اُس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر انھیں بتایا گیا کہ وہ نصرانی ہے۔ جب معلوم ہوا تو لوٹے اور اس سے کہا کہ میرا سلام واپس کر دو۔

(۵۲) فلاں شخص تمھیں سلام کہتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جبرئیل تم کو سلام کہتے ہیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

(۵۳) خط کا جواب

حضرت ابن عباس نے کہا کہ خط کے جواب کا میں جواب سلام کے علاوہ کوئی حق نہیں سمجھتا۔

(۵۴) عورتوں کے نام خط اور اُن کا جواب

عائشہ بنتِ طلحہ بیان کرتی ہیں کہ میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی منہ بولی بیٹی تھی، شیوخ اس وجہ سے میرے پاس موقعہ بہ موقعہ آتے رہتے تھے؛ جوان مجھے بہن بناتے تھے، لوگ مجھے ہدیے دیتے تھے اور مختلف ملکوں سے مجھے خطوط لکھا کرتے تھے۔ میں بی بی عائشہؓ سے کہتی تھی، خالہ جان، یہ فلاں کا خط ہے یہ فلاں کا ہدیہ ہے۔ تو عائشہ مجھ سے کہتی تھیں، بیٹی اس کو جواب دے دے اور لے ثواب پہنچا، اگر تیرے پاس ثواب نہ ہوتا تو میں تجھے دے دیتی، میں کہتی کہ دیدیجئے۔

(۵۵) خط کا سرنامہ کس طرح لکھا جائے

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر کو اپنی بیعت کا خط لکھا تو،

لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبد الملک امیر المومنین کے لئے عبد اللہ بن عمر کی طرف سے سلام علیک، میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور تمھارے لئے سمع وطاعت کا اللہ ورسول کی سنت کی حد تک جتنا مجھ سے ہو سکے اقرار کرتا ہوں۔

(۵۶) اما بعد

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ابن عمر کے پاس بھیجا تو میں نے انھیں دیکھا کہ لکھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد۔
ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی خطوط دیکھے، جہاں کوئی بات ختم ہوتی ہے اس جگہ لکھا ہے، اما بعد۔

(۵۷) خطوط کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے

خاندان حضرت زید بن ثابت کے بزرگوں سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے یہ خط لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کو زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔ میں تمھارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد۔

ابو مسعود الجریری کہتے ہیں کہ حسن سے کسی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قرأت کے متعلق سوال کیا کہ یہ تمام مراسلات کا ابتدائی حصہ ہے۔

(۵۸) مکاتبت میں ابتدا کس سے کی جائے

نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کو معاویہ سے ایک کام تھا تو انھوں نے معاویہ کو خط لکھنا چاہا۔ لوگوں نے کہا کہ شروع میں اُن ہی کا نام لکھیے، لوگ بار بار یہی کہتے رہے تو انھوں نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، معاویہ کی طرف، اور ابن عون انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کے خط لکھے ہیں، انھوں نے لکھوایا کہ لکھو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بنام فلاں، اور اسی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے

ابنِ عمر کے سامنے لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فلاں کے لئے، تو ابنِ عمر نے منع کیا اور کہا کہو بسم اللہ تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

خاندان حضرت زید بن ثابت کے بزرگوں سے یہ مراسلہ مروی ہے، اللہ کے بندے معاویہ امیرالمومنین کے لئے زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ، میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں امابعد۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے (اس کے بعد حدیث بیان کی) اور اس کے نام ایک دوست نے خط لکھا، فلاں کی طرف سے فلاں کے نام۔

(۵۹) کیف اصبحت (صبح کیسی ہوئی)

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ سعد کو جب غزوۂ خندق میں آنکھ پر چوٹ آئی، اور اُن کی حالت خراب ہوئی تو اُنھیں ایک عورت کے یہاں جس کا نام رفیدہ تھا اور زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھی، پہنچا دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جایا کرتے تھے اور صبح وشام پوچھا کرتے تھے کیف اصبحت، اور کیف آمسیتَ (کیسے شام ہوئی) اور وہ رسول اللہؐ کو اس کی اطلاع دیا کرتے تھے۔

حضرت ابنِ عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے، اس بیماری کے زمانہ میں جس بیماری میں آپ نے وفات پائی، تو لوگوں نے حضرت علی سے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی صبح کی، کہا الحمدللہ افاقہ مرض کے ساتھ صبح کی، ابنِ عباس نے کہا کہ اس پر عباس بن عبدالمطلب نے علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ کیا تمھیں خبر ہے کہ تین دن کے بعد تم ماتحت ہوگے میں تو واللہ یہ دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے۔ میں پہچانتا ہوں کہ اولاد عبدالمطلب کے چہرے موت کے قریب کیسے ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، آپ سے پوچھیں کہ اُن کے بعد سربراہ کون ہوگا۔ اگر ہم ہی میں سے کوئی ہوگا

تو ہمیں معلوم ہو جائے گا، اور اگر ہم میں سے نہ ہو گا تو آپ سے کہیں گے اور آپ ہمارے بارے میں وصیت کر دیں گے۔ علیؓ نے کہا، کہ ہم لوگ بعد اگر آپ سے پوچھیں اور آپ ہم کو منع کر دیں تو لوگ آپ کے بعد ہمیں کبھی صاحب امر نہ بنائیں گے۔ میں تو خدا کی قسم یہ کبھی نہ پوچھوں گا۔

(۶۰) خط کے آخر میں لکھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور فلاں بن نے مہینہ کے دس دن باقی تھے کہ لکھا

خارجہ بن زید اور خاندان زید بن ثابت کے بزرگوں سے مروی ہے کہ زید بن ثابت نے یہ مراسلہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کے لئے زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک امیر المومنین و رحمۃ اللہ میں آپ کے پاس اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد، آپ مجھ سے دادا اور بھائیوں کی میراث کے متعلق سوال کرتے ہیں اس کے بعد راوی نے پورے مراسلہ کو بیان کیا۔ تا ہم۔ اور اللہ سے سوال کرتے ہیں ہدایت کا، حافظہ کا اور اپنے تمام کاموں کو پوری طرح سمجھنے کا اور اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، گمراہی، جہالت اور ایسی ذمہ داری سے جس کا ہمیں علم نہیں ہے اور السلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ اور یہ مراسلہ لکھا وہب نے جمعرات کے دن جب کہ رمضان ۴۲ھ بیالیس کے بارہ دن باقی تھے۔

(۶۱) کیف انت (آپ کیسے ہیں)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، ایک شخص نے حضرت عمر کو سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور پوچھا، آپ کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا، میں آپ کے پاس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہا کہ یہی بات میں آپ سے چاہتا تھا۔

(۶۲) جب کہا جائے کیسی صبح ہوئی تو کیا جواب دے

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، آپ نے کیسی صبح کی تو فرمایا، ان لوگوں سے بہتر جنھوں نے نہ جنازے میں شرکت کی اور نہ مریض کی عیادت کی۔

مہاجر الصایغ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صاحب کے پاس جو بھاری بدن کے تھے، میں بیٹھا کرتا تھا۔ ان سے جب کہا جاتا تھا، کیسی صبح کی تو کہتے تھے کہ ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔

سیف بن وہب بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو الطفیل نے کہا کہ تمھاری عمر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں ۳۳ تینتیس سال کا ہوں۔ کہا کہ تم سے ایک حدیث نہ بیان کروں جو میں نے حذیفہ بن الیمان سے سنی ہے۔ محارب خصفہ کا ایک آدمی جس کا نام عمرو بن صلیع تھا، اور وہ صحابی تھا وہ اس وقت اتنی عمر کا تھا جتنی آج میری عمر ہے اور میری اتنی عمر تھی جتنی تمھاری عمر ہے، ہم دونوں مسجد میں حذیفہ کے پاس آئے، میں ایک کنارے پر بیٹھ گیا۔ اور عمرو چل کر حذیفہ کے سامنے گیا اور کہا، آپ نے کیسی صبح کی، یا کہا کہ کیسی شام کی اے اللہ کے بندے، حذیفہ نے کہا کہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس نے کہا، یہ کیسی باتیں ہیں جو تم سے مروی ہو کر میرے پاس آرہی ہیں، حذیفہ نے کہا کہ تم کو میری طرف سے کیا باتیں پہنچی ہیں، کہا کہ ایسی باتیں جو میں نے نہیں سنیں کہا کہ واللہ اگر میں تم سے وہ باتیں بیان کروں جو میں سنتا ہوں تو پھر تم آدھی رات تک میرے ساتھ انتظار نہ کرو، لیکن اے عمرو بن صلیع جب دیکھو کہ بنی قیس شام پر چھا گئے تو الحذر الحذر (ڈرو، بچو)، قیس کسی بندۂ مومن کو خائف کئے یا قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے، واللہ ان پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ کوئی گناہ بغیر ارتکاب نہ چھوڑیں گے، عمرو نے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے اپنی قوم پر کیسے قابو پاؤگے، کہا یہی تو مجھے بھی فکر ہے۔ پھر بیٹھ گئے۔

(۱۹)

استقبال قبلہ اور توسیع مجلس

(۱) وسیع تر مجلس اچھی مجلس ہوتی ہے

عبد الرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری کہتے ہیں کہ ابو سعید الخدری کو ایک جنازے کی اطلاع دی گئی، وہ پیچھے رہ گئے لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، تب ابو سعید وہاں پر آئے لوگوں نے جو انھیں دیکھا تو جلدی کی اور ان میں سے بعض کھڑے ہو گئے کہ اُس کی جگہ یہ بیٹھ جائیں۔ اس پر ابو سعید نے کہا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے وسیع تر مجلس اچھی مجلس ہوتی ہے۔ پھر کسی قدر ہٹ کر کشادہ جگہ پر بیٹھ گئے۔

(۲) قبلہ رُخ بیٹھنا

سفیان بن منقذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کی اکثر نشست قبلہ رُخ ہوتی تھی۔ یزید بن عبد اللہ بن قسیط نے ایک بار کرن پھوٹنے کے بعد آیت سجدہ تلاوت کی تو بجز عبد اللہ بن عمر کے سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ جب سورج اچھی طرح نکل گیا تو عبد اللہ بن عمر نے رومال جو زانوے باندھے ہوئے تھے کھولا اور سجدہ کیا۔ اور کہا کہ تم نے اپنے دوستوں کا سجدہ دیکھا انھوں نے نماز کا جب وقت نہ تھا تو سجدہ کیا۔

(۳) ایک نشست سے اُٹھے اور پھر واپس وہیں آئے

حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، تم میں سے جب کوئی شخص ایک جگہ سے اُٹھ کر دوبارہ وہاں آئے تو اس جگہ کا زیادہ حق دار وہی ہے۔

(۴) راستہ میں بیٹھنا

حضرت انس بیان کرتے ہیں، کہ ہم لوگ بچے تھے اُس وقت کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، اور ہم کو ایک کام کے لئے بھیج دیا، خود راستہ میں بیٹھ کر میرا انتظار کرنے لگے۔ پھر میں واپس آیا۔۔ (اپنی والدہ) اُم سلیم کے پاس دیر میں آیا تو اُنھوں نے پوچھا، کیوں دیر کی: میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے لئے بھیج دیا تھا، انھوں نے پوچھا کہ کیا کام تھا، میں نے کہا یہ تو راز ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی حفاظت کرو۔

(۵) بیٹھنے میں کشادگی

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی جگہ پہ کھڑے ہو کر وہیں ہرگز نہ بیٹھ جایا کرو، ذرا پھیل کر کشادہ بیٹھو۔

(۶) آخر میں کسی کا بیٹھنا

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور مجلس کے آخر میں دو آدمیوں کے مابین بیٹھ جایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کے لئے دو آدمیوں کے مابین بغیر ان دونوں کی اجازت کے

بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔

(۷) لوگوں کی گردنیں ہٹا کر صاحب مجلس تک جانا

حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا تو میں اُن لوگوں میں تھا جو اُن کو اُٹھا کر گھر لے گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ بھتیجے جاؤ، دیکھو مجھ پر کس نے حملہ کیا، اور میرے ساتھ اور کون کون زخمی ہوا، میں گیا اور دیکھ کر اطلاع دینے کے لیے واپس آیا تو دیکھا کہ سارا گھر بھرا پڑا ہے، مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ لوگوں کی گردنیں موڑ موڑ کر جاؤں، اس وقت میں نوعمر تھا، اس لیے میں بیٹھ گیا۔ حضرت عمر کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو کام سے بھیجتے تھے تو اُسے تاکید کرتے تھے کہ انھیں بعد کو مطلع کر دے، اس وقت حضرت عمر بہ مشکل سانس لے رہے تھے۔ اتنے میں کعب آئے اور انھوں نے کہا کہ امیرالمومنین کو دعا کرنی چاہیے کہ خدا انھیں باقی رکھے ورنہ یہ اُٹھا لیے گئے تو اس اُمت میں یہ ہوگا وہ ہوگا وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور اُن کی کنیتیں شمار کیں، میں نے کہا کہ امیرالمومنین کو یہ سب کہہ دوں، اُنھوں نے کہا کہ میں نے تو اسی ارادہ سے کہا ہے کہ تم ان سے کہہ دو، اب مجھے جرأت ہوئی، اٹھا اور لوگوں کی گردنیں موڑتا ہوا اُن کے سر کے قریب جا بیٹھا، اور کہا کہ آپ نے مجھے بھیجا تھا، آپ کے ساتھ اور تیرہ آدمی زخمی ہوئے، اور کلیب الجزار کو زخم آیا، وہ اوکھلی کے پاس وضو کر رہے ہیں، اور کعب قسم کھا کر یہ بیان کر رہے ہیں، کہا کہ کعب کو بلاؤ اُن سے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو، کہا یہ کہہ رہا ہوں، کہا کہ نہیں واللہ میں دعا نہیں کروں گا۔ اللہ نے اگر عمر کی مغفرت نہ کی تو وہ بدبخت ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا، اِن کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے، آنے والے لوگوں میں سے ہو کر اُن کے پاس جانا چاہا۔ لوگوں نے منع کیا تو ابنِ عمر نے کہا، چھوڑ دو، جب اُن کے قریب جا کر بیٹھا تو بولا۔ مجھے کچھ ایسی باتیں بتائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سُنی ہوں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے

(۸) ہم نشین سب سے زیادہ مکرم ہے

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ مکرم میرا ہم نشین ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ مکرم میرا ہم نشین ہے اگرچہ وہ لوگوں کی گردنیں موڑ کر میرے پاس آ بیٹھا ہو۔

(۹) پیر پھیلا کر بیٹھنا

کثیر بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے روز مسجد میں گیا تو عوف بن مالک الاشجعی کو ایک حلقہ میں اس طرح بیٹھا ہوا پایا کہ سامنے اپنے پیر پھیلائے ہوئے تھے، مجھے دیکھا تو پیر سمیٹ لیے اور کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں پیر کیوں پھیلائے ہوئے تھا، اس لیے کہ کوئی نیک آدمی آئے تو اس جگہ بیٹھے۔

(۱۰) تھوک پھینکنا

حضرت حارث بن عمرو السہمی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مقام منیٰ میں تھے یا شاید عرفات میں تھے، اور لوگ آپ کے گرد گھوم رہے تھے، بدوی آتے تھے، اور آپ کا چہرہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے یہ مبارک چہرہ ہے۔ میں نے عرض کیا میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اے اللہ ہم سب کی مغفرت فرما۔ میں گھوم کر پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمایئے، فرمایا اے اللہ ہم سب کی مغفرت فرما۔ میں پھر گھوم کر آیا، اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے مغفرت کی دُعا فرمایئے، آپ نے فرمایا، اے اللہ ہماری مغفرت فرما۔ آپ

سے تھوک ہاتھ میں لے کر اس ڈر سے کہ ان کے گرد کسی پر پڑ جائے اپنے جوتے سے پونچھ دیا۔

(۱۱) بیرونی چبوتروں کی مجلسیں

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ بیرونی چبوتروں پر بیٹھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ گھروں میں بیٹھنا بڑا بار ہوتا ہے، کہا کہ اگر بیرونی چبوتروں پر بیٹھو تو اس کا حق ادا کرو، لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا حق کیا ہے، فرمایا، راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا، سلام کا جواب دینا، آنکھیں نیچی رکھنا، اچھی باتوں کا حکم دینا، بُری باتوں سے روکنا

حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو، لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس سے تو کوئی چارہ ہی نہیں، وہیں تو بیٹھ کر ہم باتیں کرتے ہیں، فرمایا تو پھر راستہ کو اس کا حق دو، لوگوں نے عرض کیا راستہ کا حق کیا ہے۔ فرمایا، آنکھیں نیچی رکھنا، تکالیف کو روکنا، اچھی باتوں کا حکم دینا، بُری باتوں سے روکنا۔

(۱۲) کوئیں پر پیر لٹکا کر اور پنڈلیاں کھول کر بیٹھے

سعید بن المسیب حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے احاطوں میں سے ایک احاطہ کو گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آپ اس احاطہ میں داخل ہوگئے تو میں دروازے پر بیٹھ گیا، اگرچہ آپ نے مجھے حکم نہیں دیا تھا، لیکن میں نے کہا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے، رفع حاجت کی، اس کے بعد ایک کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا ہٹا کر کنوئیں میں پیر لٹکا دیئے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی، میں نے کہا ٹھہرے رہیے میں آپ کے لئے اجازت طلب کر لوں، وہ ٹھہر گئے میں آپ

کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، فرمایا آنے دو اور جنت کی بشارت دے دو، ابو بکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف، اسی طرح پنڈلی کھول کر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عمر آئے انھیں بھی کہا کہ ٹھہریئے میں آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنے دو، اور جنت کی بشارت دے دو، حضرت عمر آئے اور رسول اللہ کے بائیں طرف اسی طرح پنڈلی کھول کر کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ جگت کی ساری جگہ بھر گئی اب بیٹھنے کی اور جگہ باقی نہ رہی۔ اس کے بعد عثمان آئے، میں نے ان سے بھی کہا کہ ٹھہریئے میں آپ کے لئے اجازت لے لوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آنے دو اور ان کو ایک مصیبت کے بعد جوان کو اٹھانی پڑے گی جنت کی بشارت دے دو، حضرت عثمان وہاں آئے اور کوئی جگہ نہ پاکر کنوئیں کے دوسری طرف پنڈلی کھول کر کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں تمنا کرنے لگا کہ میرے بھائی آجاتے اور میں دعا کرنے لگا کہ خدا انھیں لائے۔ لیکن وہ نہیں آئے، یہاں تک کہ وہ لوگ کھڑے ہو گئے۔ ابن المسیب نے کہا کہ میں نے اس واقعہ کی تاویل یہ کی کہ ان کی قبریں ایک جگہ ہوں گی اور عثمانؓ الگ دفن ہوں گے۔

(مترجم) اس روایت میں اہلِ فن کو باعتبار سند اعتراضات ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلے، نہ آپ مجھ سے کچھ بولتے تھے اور نہ میں آپ سے کچھ بولتا تھا، یہاں تک کہ آپ بنی قینقاع کے بازار تک آئے، عائشہؓ کے گھر کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ عائشہؓ نے کہا کہ آرہی ہوں، آرہی ہوں پھر وہ ٹھہر گئیں، میں نے یہ خیال کیا کہ وہ کپڑے پہن رہی ہیں یا کپڑے دھو رہی ہیں پھر حسینؓ تیزی آئے آپ نے معانقہ کیا، بوسہ دیا اور کہا کہ یا اللہ اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت

کرے اس سے محبت کرے۔

(۱۴۴) اگر کوئی آدمی کسی کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو تو اُس کی جگہ پر نہ بیٹھے

حضرت ابنِ عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ ایک شخص اپنی جگہ سے اُٹھ جائے اور دوسرا اس جگہ بیٹھ جائے، حضرت ابنِ عمر کے لئے اگر کوئی آدمی کھڑا ہو جاتا تھا تو حضرت ابنِ عمر اس جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

(۲۷)

امانت اور دیگر آداب زندگی

(۱) امانت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اس کے بعد جب خدمت سے فارغ ہو گیا تو سوچا کہ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ فرمائیں گے۔ تو میں آپ کے پاس سے نکلا، راستہ میں لڑکے کھیل رہے تھے، میں کھڑا ہو کر ان کا کھیل دیکھنے لگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور جب لڑکوں کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کو سلام کیا، اس کے بعد مجھے ایک کام کے لئے بھیجا، وہ کام گویا میری زبان پر ہے، میں واپس آیا، اور اپنی ماں کے پاس دیر سے پہنچا، انھوں نے پوچھا کیوں رک گئے تھے، میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ ماں نے پوچھا کس کام کے لئے، میں نے کہا کہ یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ہے۔ اماں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کی حفاظت کرو، تو میں نے کسی سے وہ نہیں بیان کیا۔ اگر بیان کرتا تو تمھیں بتا دیتا۔

(۲) جب آپ متوجہ ہوتے تھے تو پوری طرح متوجہ ہوتے تھے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے طویل القد سے قریب تر نہایت گورے چٹے، ڈاڑھی کے بال کالے ہنس

کھو، ابھری ابھری آنکھیں، چوڑا سینہ، چڑھے گال، آپ کے پیر پورے پڑتے تھے، تلوے میں گہرائی نہ تھی، جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پورے اور جب منہ پھیرتے تو مکمل، میں نے آپ کے جیسا شخص نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا۔

(۴۳) کسی شخص کو کام کے لئے بھیجا اور خبر دینے سے روک دیا

عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے مجھ سے کہا کہ جب میں تم کو کسی شخص کے پاس بھیجوں تو اُسے یہ نہ بتاؤ کہ تمھیں کس کام کے لئے بھیجا ہے، ورنہ شیطان اسی وقت جھوٹ اس کے لئے تیار کر دے گا۔

(۴۴) کیا یہ کہے کہ کدھر سے آئے

مجاہد نے کہا کہ یہ ناپسندیدہ بات ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو تیز نظر سے دیکھے یا جب وہ اُٹھ کر جانے لگے تو نظروں سے اس کا تعاقب کرے یا یہ پوچھے کہ کدھر سے آئے، کدھر جاؤ گے۔

مالک بن زبید بیان کرتے ہیں کہ ربذہ میں حضرت ابوذر کے پاس ہم گئے تو کہا کہ تم لوگ کدھر سے آئے ہم نے کہا مکہ سے یا کہا کہ بیت العتیق (کعبہ) سے، کہا تمھارا یہی کام ہے، ہم نے کہا ہاں، کہا اس کے ساتھ کوئی تجارت اور لین دین نہیں ہے ہم نے کہا نہیں، کہا اپنا کام جاری رکھو۔

(۴۵) کسی کی گفتگو اس کی ناپسندیدگی کے باوجود سُننا

حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے کوئی تصویر بنائی اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے، اور اس پر عذاب ہوگا۔ وہ کبھی نہیں روح پھونک سکے گا، اور جس نے نقلی بردباری دکھائی اُسے مجبور کیا جائے گا کہ جَو کے

دو دانوں میں گرہ لگائے، اس پر عذاب ہوگا اور وہ گرہ نہ لگا سکے گا، اور جو کسی قوم کی گفتگو سنے، حالانکہ وہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں تو اُس کے کان میں گرم سیسہ پلا دیا جائے گا۔

(مترجم) یہ روایت معلق ہے۔

(۸) تخت پر بیٹھنا

عربان بن الہیثم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت معاویہ کے پاس ایک وفد میں گئے ہیں اس زمانہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا، جب حضرت معاویہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا مرحبا مرحبا، ایک شخص اُن کے ساتھ تخت پر بیٹھا تھا، اُس نے پوچھا، اے امیر المومنین یہ کون ہیں جنھیں آپ مرحبا کہہ رہے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ یہ ہیں پورب والوں کے سردار، اور یہ ہیں الہیثم بن الاسود، میں نے کہا اور یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص، میں نے کہا کہ اے ابو فلاں دجال کہاں سے نکلے گا، انھوں نے کہا کہ کسی دیار کے لوگوں کو دور کی باتیں پوچھنے والا اور نزدیک کی باتیں چھوڑنے والا اُس دیار کے لوگوں سے زیادہ نہیں پایا جس کے دیار کے تم رہنے والے ہو۔ وہ زمین عراق سے نکلے گا جس میں درخت اور کھجوریں ہوں گے۔

ابو العالیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوں۔

ابو جمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا تھا تو وہ مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا کرتے تھے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم میرے ہی ساتھ رہا کرو، میں اپنے مال میں سے تمہارا ایک حصہ مقرر کردوں گا میں اُن کے پاس دو مہینے رہا۔

ابو خلدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ وہ الحکم امیر بصرہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تھی تو ذرا ٹھنڈی کرکے نماز پڑھتے تھے۔ اور جب سردی ہوتی

تھی تو جلد ہی پڑھ لیتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپؐ کھجور کی رسّی کے ایک پلنگ پر لیٹے تھے، آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں پتیاں بھری ہوئی تھیں، آپؐ کے بدن اور پلنگ کے مابین کوئی کپڑا بھی نہ تھا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے اور رو پڑے تو اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا واللہ میں نہ روتا یا رسول اللہ اگر مجھے یہ نہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپؐ قیصر و کسریٰ سے زیادہ واجب التکریم ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں جس عیش و عشرت سے رہتے ہیں معلوم ہے اور آپ جس مقام پر ہیں وہ بھی دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا، کیا تم اس سے راضی نہیں ہو اے عمر کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت، عرض کیا کیوں نہیں، یا رسول اللہ، فرمایا کہ تو یہ اسی طرح ہوتا ہے۔

ابو رفاعہ العدوی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک غریب الدیار شخص اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اس کو خبر نہیں ہے کہ اس کا دین کیا ہے۔ تو آپ نے اپنا خطبہ چھوڑ دیا، اور میرے پاس آگئے، آپ آکر ایک کرسی پر بیٹھے جس کے پائے میرے خیال میں لوہے کے تھے، حمید کہتے ہیں کہ غالباً سیاہ لکڑی کے تھے جسے انھوں نے لوہا سمجھ لیا۔ وہاں بیٹھ کر مجھے وہ سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے انھیں علم دیا تھا، پھر آخر میں اپنے خطبہ کو مکمل فرمایا۔

موسیٰ بن دہقان کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عمر کو دلہن کی چوکی پر لال کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے اور عمران بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے انسؓ بن مالک کو ایک تخت پر اس طرح بیٹھے دیکھا ہے کہ ایک پیر دوسرے پر چڑھائے تھے۔

(۷) جب کچھ لوگوں کو سرگوشی کرتے ہوئے دیکھے تو ان میں نہ شریک ہو

سعید المقبری کہتے ہیں کہ میں ابنِ عمر کے پاس گیا اور وہ کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ میں ان دونوں کے قریب جا کھڑا ہوا تو انھوں نے میرے سینہ پر ایک تھاپ ملا۔ اور کہا کہ جب دیکھو کہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں تو ان کی اجازت کے بغیر نہ اُن کے پاس کھڑے ہو اور نہ بیٹھو۔ اس پر میں نے کہا، اے ابو عبدالرحمٰن اللہ آپ کا بھلا کرے، میں نے تو اُمید کی تھی کہ آپ دونوں سے کوئی اچھی بات سُنوں گا۔

حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا، جس شخص نے کسی ایسی جماعت کی گفتگو سننے کی کوشش کی جو اسے ناپسند کرتے ہیں تو اُس کے کان میں گرم سیسہ ڈال دیا جائے گا اور جس نے بہ تکلف نقلی تبرد ماری دکھائی اُس کو جَو کے دانہ میں گرہ لگانے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۸) تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

(۹) جب چار ہوں

حضرت عبداللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، اس سے اُس کو صدمہ ہوگا۔ اور ابو صالح نے بھی ابنِ عمر سے یہی روایت کی ہے، اس پر ہم نے کہا اور اگر چار ہوں، کہا اس میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، ایک کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

اس لیے کہ اس سے اُس کو دُکھ ہوگا۔

ابن عمر سے ابو صالح نے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر چار ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰) جب کوئی کسی کے پاس بیٹھے تو اُٹھنے کی اُس سے اجازت لے

حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ میں عبداللہ بن سلام کے پاس بیٹھا تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آکر بیٹھے اور میرے اُٹھنے کا وقت ہو گیا ہے تو میں نے اُن سے کہا، آپ کا دل چاہے تو اُٹھ جایئے، وہ اُٹھے اور میں دروازے تک اُن کے ساتھ ساتھ گیا۔

(۱۱) آفتاب کے رُخ پر نہ بیٹھے

قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ خطبہ دے رہے تھے، یہ دھوپ میں کھڑے ہوگئے، آپ نے حکم دیا تو یہ سایہ میں چلے گئے۔

(۱۲) احتباء

حضرت ابو سعید الخدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس اور دو اقسام بیع سے منع فرمایا ہے۔ بیع کی دو اقسام ملابسہ و منابذہ سے منع فرمایا۔ ملابسہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس کے کپڑے کو چھو لے اور منابذہ یہ ہے کہ کپڑا پھینک دے، اور یہی بیع قرار پائے وہ فروخت ہونے والی چیز کو دیکھے نہیں۔ اور دو لباس سے منع کیا، وہ ہیں صماء اور صماء یہ ہے کہ کپڑے کو ایک کاندھے پر ڈالے، دوسرا کاندھا بالکل ننگا ہو جس پر کچھ نہ ہو، اور دوسری قسم لباس کی احتباء ہے۔ احتباء یہ ہے کہ بیٹھ کر اپنے اپنے چاروں طرف کپڑا لپیٹ لے، شرم گاہ پر کچھ نہ ہو۔

(۱۴) کسی کے لئے تکیہ پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے سامنے تکیہ پیش کیا، یہ چمڑے کا تھا جس میں پتیاں بھری تھیں، آپ زمین پر بیٹھ گئے، میرے اور آپ کے درمیان تکیہ تھا، مجھ سے فرمایا، کیا تمہارے لئے ہر ماہ میں تین روزے کافی نہیں ہیں، کہا پانچ تک، میں نے عرض کیا گیارہ روزے، یا رسول اللہ فرمایا کہ حضرت داؤد کے روزوں سے زیادہ روزے نہیں ہیں، انھوں نے وقت کو دو برابر حصوں پر تقسیم کر دیا تھا، ایک روز روزہ اور ایک روز افطار۔

حضرت عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے والد کے پاس آئے تو انھوں نے چھوٹا سا گدا پیش کیا، آپ اس پر بیٹھے۔

(۱۵) اُکڑوں بیٹھنا

بی بی قیلہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیروں پر اُکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا، جب میں نے آپ کو خشوع کی حالت میں اسی طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں بہت گھبرائی۔

(۱۶) چارزانو بیٹھنا

حنظلہ بن حذیم بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ کو چارزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ابو رزیق بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے علی بن عبداللہ بن عباس کو چارزانو بیٹھے ہوئے دیکھا، ایک پیر کو دوسرے پیر پر چڑھائے ہوئے، دائیں پیر کو بائیں پیر پر۔

عمران بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے کہ

وہ اس طرح چارزانو بیٹھے تھے، اپنا ایک پیر دوسرے پر رکھ کر۔

(۱۷) الاحتباءُ

حضرت سلیم بن جابر الہجیمی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے، اس کے پھندنے آپ کے قدموں پر تھے، میں نے عرض کی، یارسول اللہ، مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا اللہ سے اتقاء کو لازمی کرلو، اور کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، چاہے پانی چاہنے والے کو اپنے ڈول سے ایک ڈول اس کے برتن میں پانی ہی ڈال دیا ہو، اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ باتیں کرو، تہبند کو بہت نیچا لٹکانے سے پرہیز کرو، یہ ایک غرور ہے جسے اللہ پسند نہیں فرماتا۔ اگر کوئی شخص تمھیں کسی ایسے عیب کا عار دلائے جو وہ جانتا ہو تو تم اسے کسی عیب کا جو تم اس کا جانتے ہو عیب نہ دلاؤ بلکہ چھوڑ دو، اس کا وبال اسی پر رہے گا اور اجر تمھیں ملے گا۔ اور کسی چیز کو کبھی گالی نہ دیا کرو، حضرت سلیم نے بیان کیا میں نے اس کے بعد سے کبھی جانور یا آدمی کسی کو گالی نہیں دی۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن کو جب کبھی دیکھا میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور یہ اس وجہ سے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ کھولتے اور حسن اپنا منہ آپ کے منہ سے ملاتے، پھر آپ نے فرمایا، اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما، اور اس سے محبت فرمایا جو اس سے محبت کرے۔

(۱۸) گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر لیا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور یاد دلایا کہ قیامت میں بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ پھر فرمایا کہ جس کو کوئی بات پوچھنی ہو وہ پوچھ لے۔ واللہ جب تک میں اس جگہ پر ہوں تم جو پوچھو گے

بتادوں گا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ بات سُنی تو بہت رونے لگے اور آپؐ یہ کہتے رہے کہ پوچھو، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے گھٹنے ٹیک کر کہا کہ ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمدؐ کو رسول مان کر راضی ہیں۔ جب عمرؓ نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے، مجھ پر نماز پڑھنے میں جنت دوزخ اس دیوار کی پہنائیوں میں پیش کی گئیں، میں نے آج کی طرح کبھی خیر و شر کو نہیں دیکھا تھا۔

(۱۹) لیٹنا

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لیٹے ہوئے دیکھا، آپ کا ایک پیر دوسرے پیر پر تھا۔

اُمّ بکر بنت المسور اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اس طرح لیٹے دیکھا ہے کہ ایک پیر کھڑا کر کے دوسرا پیر اس پر رکھ لیا تھا۔

(۲۰) مُنہ کے بل سونا

ابن طخفۃ الغفاری بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے جو اصحاب صفہ میں تھے یہ بیان کیا کہ میں مسجد میں سو رہا تھا، آخر شب تھی کہ میرے پاس ایک شخص آیا، میں اپنے پیٹ کے بل سو رہا تھا، آنے والے نے اپنے پیر سے مجھے ہلایا اور کہا کہ اس طرح سونے سے اللہ تعالیٰ کو نفرت ہے، اٹھو، میں نے اپنا سر اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پہ کھڑے تھے۔

حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے، وہ مسجد میں منہ کے بل پڑا تھا تو آپ نے اپنے پیر سے اُسے ٹھوکر دی، اور فرمایا اٹھو یہ جہنمی نیند ہے۔

(۲۱) دائیں ہاتھ ہی سے لے اور دے

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ کچھ پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ نافع بن یزید اس روایت میں یہ بھی اضافہ کرتے ہیں نہ بائیں ہاتھ سے کچھ لے اور نہ کچھ دے۔

(۲۲) جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے

حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں کہ سنت یہ بھی ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو جوتے اُتار کر اپنی بغل میں رکھ لے۔

(۲۳) شیطان تنکے اور دوسری چیزیں لاکر بستر پر بکھیر دیتا ہے

ابوامامہ کہتے ہیں کہ جب کسی کا بستر اُس کی بیوی تیار کر چکتی ہے تو شیطان اُس پر تنکے، کنکر اور دوسری چیزیں اس لئے ڈال دیتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی پر غصہ کرے، جسے یہ چیزیں بستر پر ملیں وہ غصہ نہ ہو کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے۔

(۲۴) بے روک سطح پر سو جانا

عبدالرحمٰن بن علی اپنے والد سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو کسی گھر کی چھت پر سو جائے اور کوئی پردہ حائل نہ ہو تو میری ذمہ داری سے باہر ہے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند محل نظر ہے۔

علی بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری آئے، میں ان کو لے کر ایک کھلی چھت پر چلا گیا، وہاں وہ ٹھہرے اور کہا کہ میں یہاں سوتا تو لیکن میری ذمہ داری نہ ہوگی۔

زہیر صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جو شخص مچان پر سو جائے اور اس پر سے گر جائے اس سے میں بری الذمہ ہوں، اور جو طوفان بحر میں بحری سفر شروع کر دے اور ہلاک ہو جائے تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

(۲۵) کیا پیر لٹکا کر بیٹھے

حضرت ابو موسیٰ الاشعری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک احاطہ میں کنوئیں کی جگت پر اس طرح تشریف فرما تھے کہ اپنے پیر کنوئیں میں لٹکا رکھے تھے۔

(۲۶) کسی کام کے لئے گھر سے نکلے تو کیا کہے

سلم بن ابی مریم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب اپنے گھر سے نکلتے تھے تو کہتے تھے کہ اے اللہ مجھے سلامت رکھ، اور دوسروں کو مجھ سے سلامت رکھ۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تھے تو کہتے تھے، اللہ کے نام کے ساتھ نکلتا ہوں، اور اللہ ہی پر بھروسہ ہے، نہ کوئی حرکت ہو سکتی ہے اور نہ کہیں کوئی قوت ہے، بجز اللہ کی امداد کے۔

(۲۷) کیا کوئی شخص اپنے دوستوں کے سامنے پیر پھیلائے اور تکیہ لگائے

شہاب بن عباد العصری بیان کرتے ہیں کہ وفد عبد القیس کے بعض ارکان کو یہ بیان کرتے ہوئے انھوں نے سنا ہے کہ ہم لوگ جب ایک وفد بناکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو ہم ــــ جب سفر کے اختتام کے قریب اب مدینہ پہنچنے والے ہی تھے ــــ ایک شخص کو دیکھا کہ سر راہ بیٹھا ہوا ہے

اُس نے ہمیں سلام کیا، ہم نے اُسے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوگیا اور اُس نے پوچھا، تم لوگ کون ہو، ہم نے کہا کہ بنی عبدالقیس کا وفد ہے، اُس نے کہا تمھیں مرحباً و اہلاً، میں صرف تمھاری تلاش میں آیا تھا کہ تمھیں بشارت پہنچادوں، کل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا انھوں نے مشرق کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کل صبح اس طرف سے یعنی جانب مشرق سے عرب کا بہترین وفد آئے گا۔ میں نے رات کروٹیں بدل کر کاٹی، جیسے ہی صبح ہوئی میں نے سواری کسی اور راستہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا، حتیٰ کہ دن چڑھ آیا اور میں نے واپسی کا ارادہ کیا ہی تھا کہ تمھاری سواریوں کے سر دکھائی دیئے۔ یہ کہکر اُس شخص نے اپنی سواری کی لگام تھامی اور سواری کو پھیر کر انتہائی تیزی کے ساتھ واپس روانہ ہوگیا۔ جب یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ کے اصحاب مہاجرین اور انصار آپ کے گرد بیٹھے تھے۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، میں آپ کی خدمت میں وفد عبدالقیس کے آنے کی خوش خبری لے کر آیا ہوں، آپ نے فرمایا، اے عمر تمھاری ان سے کہاں ملاقات ہوئی۔ کہا کہ وہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں اب پہنچنے والے ہی ہیں جب انھوں نے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تم کو بشارت دے، اور لوگ اُن کے بٹھانے کا انتظام کرنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنی چادر کا کنارہ ہاتھ کے نیچے رکھ کر اس پر ٹیک لگالیا اور پیر پھیلا دیئے۔ وفد آیا اور مہاجرین وانصار ان سے خوش ہوئے، وفد والوں نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو دیکھا تو خوشی کے مارے اپنے رکابوں کو بجانے لگے اور تیزی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے لوگوں نے پھیل کر انھیں مجلس میں جگہ دے دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ٹیک لگائے رہے، الاشج یعنی منذر بن عائذ بن منذر بن الحارث بن النعمان بن زیاد بن عصر پیچھے رہ گئے۔ انھوں نے سواریوں کو اکٹھا کیا، بٹھایا اور اسباب اُتر واکر جمع کیا اس کے بعد اپنا ایک دست بقچہ نکالا، سفر کے کپڑے اُتارے، پیراہن پہنا پھر

دامن لٹکائے ہوئے چلے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارا سردار اور تمھارا زعیم اور تم میں صاحب اختیار کون ہے؟ سب کے سب نے الاشج کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا، یہ ہیں تمھارے سرداروں کے فرزند، لوگوں نے کہا ان کے آباؤاجداد زمانۂ جاہلیت میں ہمارے سردار تھے اور یہ ہمارے اسلام کی طرف قائد ہیں، پھر جب الاشج آپؐ کے پاس پہنچے تو چاہا کہ ایک طرف کو بیٹھ جائیں، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا یا اشج اس جگہ، یہ پہلا دن تھا جب کہ ان کا نام الاشج (زخمی) ہو گیا، ایک گدھی کا کھُر ان کو لگ گیا تھا اور زخم کا نشان ان کے چہرے پر چاند کی طرح چمکتا تھا، آپؐ نے اُن کو اپنے پہلو میں بٹھایا، بڑی مہربانی فرمائی اور آپؐ نے ان کی قوم پر الاشج کی فضیلت کا اعتراف فرمایا۔ پھر تو سارے ہی لوگ آپ کے سامنے آئے اور آپ سے سوالات کرنے لگے اور آپ ان کو بتاتے رہے، گفتگو کے آخر میں آپ نے فرمایا، کیا تمھارے ساتھ تمھاری زادِ راہ میں سے کچھ ہے، لوگوں نے کہا، جی ہاں، ہر آدمی تیزی سے اپنے سامان کی طرف گیا اور کھجوریں لے آیا جسے ایک چمڑے پر آپ کے سامنے ڈال دیا گیا۔ آپ کے سامنے کھجور کی ایک چھڑی تھی دو ہاتھ سے کم اور ایک ہاتھ سے زیادہ۔ آپ اسے اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت کم اسے علیحدہ کرتے تھے۔ تو آپ نے اسی چھڑی سے کھجوروں کے ڈھیر کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا اسے تم لوگ التعضوض کہتے ہو، لوگوں نے کہا جی ہاں کہا اور اسے الصرفان کہتے ہو، کہا جی ہاں، کہا اور اسے البرنی کہتے ہو، لوگوں نے کہا جی ہاں، فرمایا یہ تمھاری بہترین اور بہت پھلنے والی کھجوریں ہیں۔ قبیلہ کے بعض شیوخ نے کہا کہ اور سب سے زیادہ بابرکت، اور ہمارے پاس ہری کھجوریں کبھی تھیں جو ہم اپنے اونٹوں، اور گدھوں کو چارہ میں دیتے ہیں، پھر جب اپنے وفد سے لوٹے تو ان کھجوروں میں ہماری رغبت بڑھ گئی اور ہم نے ان کھجوروں کی کاشت کی حتیٰ کہ ہماری پیداوار ہی یہ ہو گئیں اور ہم نے اُن میں برکت دیکھی۔

(۲۸) صبح کے وقت کی دعا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح ہوتی تھی یہ دعا کرتے تھے، اے اللہ تیرے حکم سے ہماری صبح ہوئی، تیرے حکم سے شام، تیرے ہی حکم سے ہماری زندگی ہے اور ہماری موت اور تیرے ہی پاس اٹھ کر جانا ہے۔ اور جب شام ہوتی تو کہتے اے اللہ تیرے حکم سے شام ہوئی، تیرے ہی حکم سے صبح، تیرے ہی حکم سے ہماری زندگی ہے اور ہماری موت، اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ان کلمات کو چھوڑتے نہ تھے، اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت کی عافیت کا سوال کرتا ہوں، اور تجھ سے اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل اور اپنے مال میں عفو اور عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ میرا پردہ رکھ اور مجھے خوف سے امن دے اے اللہ میری حفاظت کر میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میرے نیچے سے میں خطرے میں ڈالا جاؤں۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کے وقت یہ کہہ لیا اللہ تعالٰے اس کو اس دن کے چوتھائی حصہ سے، جو دو بار کہے اسے نصف حصہ سے اور جو چار بار کہے اُسے پورے دن میں جہنم سے آزادی بخشتا ہے۔

دعا یہ ہے۔ اے اللہ، ہماری صبح ہو گئی ہم تجھ کو، تیرے حاملانِ عرش کو تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوقات کو گواہ کر کے اس کا اقرار کرتے ہیں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

(۲۹) شام کے وقت کی دُعاء

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کچھ مجھے بتادیجیے جو میں صبح شام کہا کروں۔ فرمایا یہ کہا کرو، اے اللہ تو عالم غیب و شہادت ہے، فاطر آسمان و زمین ہے، ہر چیز تیرے ہی ہاتھوں میں ہے میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور شرک سے، تم یہ صبح و شام اور رات کو بستر پر لیٹتے وقت کہہ لیا کرو۔

یہی روایت بہ سند دیگر جس میں ہے کہ تو ہی سب چیزوں کا پروردگار ہے۔

ابو راشد الحبرانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ کوئی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو تو انھوں نے میری طرف ایک نوشتہ بڑھادیا اور کہا کہ یہ وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے لکھوا دیا تھا، میں نے دیکھا تو اس میں تھا کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں صبح و شام کیا دعا کروں تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر یہ کہا کرو۔ اے اللہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کا علم رکھنے والے ہر چیز کے پالنے والے اور اس کے مالک، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے، اور اس بات سے کہ میں اپنے حق میں کوئی بُرائی کروں یا کسی مسلمان کے حق میں۔

(۳۰) بستر پر جاتے ہوئے کیا دعا کرے

حضرت حذیفہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تھے تو کہتے تھے، تیرے نام کے ساتھ اے اللہ میں مرتا اور جیتا ہوں اور جب سو کر اٹھتے تھے تو کہتے تھے، شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے مردہ کرکے پھر زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر جاتے تو فرماتے تھے۔
شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا پلایا، ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔
بہت سے ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ان کا کوئی ٹھکانا ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے بغیر نہیں سویا کرتے تھے۔ ابوالزبیر کہتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید کی اور تمام سورتوں پر ستر حسنات کے برابر زاید فضیلت رکھتی ہیں، جو انھیں پڑھے گا اسے ستر نیکیوں کا ثواب ملے گا، ستر درجہ اس کو رفعت عطا ہوگی، اور ان کی وجہ سے اس کے ستر گناہ معاف ہوں گے۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ اللہ کو یاد کرو تو شیطان کی طرف سے نیند آجائے گی۔ اگر چاہو تو تجربہ کرکے دیکھ لو جب کوئی خواب گاہ میں بیٹھے تو اللہ عزوجل کو یاد کرے۔

حضرت جابر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تبارک اور الم تنزیل السجدہ پڑھے نہیں سوتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جب کوئی بستر پر آئے تو اپنا اندرونی کپڑا کھول کر اس سے بستر کو جھاڑے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ بستر پر کیا ہے، اور دائیں پہلو پر لیٹے۔ اور یہ کہے۔
اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں اپنا پہلو رکھتا ہوں، اگر آپ میری روح قبض کریں تو اس پر رحم کیجئے اور اگر اسے واپس بھیجیں تو اسی طرح اس کی حفاظت کیجئے، جیسے صالحین یا کہا کہ اپنے صالح بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آتے تھے تو دائیں پہلو پر لیٹتے تھے اور کہتے تھے۔ اے اللہ، میں نے اپنا منہ تیری طرف کیا، اپنی جان کو تیری سپردگی میں دیا، اور اپنی پشت تجھ ہی پر ٹیکی، تیرے خوف اور تیری طرف رغبت کے ساتھ، تجھ سے چھوٹ کر اور بھاگ کر تیری ہی طرف آنا ہے۔ جو کتاب تو نے اتاری اور جو

نبی تو نے بھیجا ہیں اُن پر ایمان لایا۔ جس نے یہ کہا اور اسی رات میں وفات پائی تو اُس کی وفات فطرت صحیح پر ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر جاتے تھے تو کہتے تھے "اے اللہ آسمانوں، زمینوں اور ساری چیزوں کے پالنے والے، بیجوں میں سے پھل پھول اور دانے پیدا کرنے والے، توراۃ انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے، میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر برے کی برائی سے جس کی چوٹی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے، تو اول ہے تجھ سے قبل کچھ نہیں، تو آخر ہے تجھ سے بعد کچھ نہیں، تو ظاہر ہے، تیرے اوپر کچھ نہیں، تو باطن ہے جس کے اندر کچھ نہیں، میرا قرض ادا کرا دے اور فقر سے مجھے غنا عطا کر۔

(۳۱) سونے کے وقت دعا کی فضیلت

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر آتے تھے تو دائیں پہلو پر لیٹتے تھے اور کہتے تھے "اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اپنا منہ تیری طرف کیا، اپنا کام تیرے حوالہ کیا، اپنی پشت دل سے یا خوف سے تجھ ہی پر ٹکائی۔ تجھ سے چھوٹ کر یا بھاگ کر تیری ہی طرف جانا ہے۔ جو کتاب تو نے نازل کی اور جو نبی تو نے بھیجے، میں ان پر ایمان لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ جملے کہے گا اور اسی رات وفات پائے گا تو اس کی موت فطرت پر ہوگی۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص گھر میں آتا ہے یا اپنے بستر پر آتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان دونوں اس کی طرف بڑھتے ہیں، فرشتہ کہتا ہے کہ خیر پر دن تمام کرو، شیطان کہتا ہے، شر پر دن تمام کرو، اگر اس بندہ نے اللہ کی حمد کی اور اُسے یاد کیا، اُس نے شیطان کو بھگا دیا۔ اور اس نے رات اللہ کی حفاظت میں بسر کی، اور جب کوئی شخص جاگتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کی طرف بڑھتے ہیں، اور ویسا ہی کہتے ہیں، اگر آدمی

نے خدا کو یاد کر لیا اور کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میری جان مجھے واپس کر دی اور نیند میں موت نہ دے دی، شکر ہے اس خدا کا جو زمینوں اور آسمانوں کو گر جانے سے روکے ہوئے ہے۔ اور اگر نہ روکے تو اس کے بعد کون روک سکتا ہے۔ وہ حلیم و غفور ہے۔ شکر ہے اُس خدا کا جو آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روکے ہوئے ہے۔ مگر اُسی کی اجازت سے۔ تا بہ۔ رؤف رحیم۔ اگر مر گیا تو شہید ہوگا، اور اگر اٹھ کر نماز پڑھی تو فضائل کے ساتھ نماز پڑھی۔

(مترجم) یہ روایت چند سطور پہلے ہی گزر چکی ہے، دونوں کے متون میں اختلاف ہے، یہ اور اس قسم کی تمام وہ روایتیں جن میں اک ذرا سے عمل پر اجر کثیر کا بلکہ شہید، اور انبیاء کے مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ تمام کی تمام فرضی اور جعلی ہیں۔ عہد صحابہ کے بعد پیشہ ور واعظوں نے گرمی محفل کے لئے ایسی بہت سی روایتیں بنا کر پھیلا دی ہیں۔

(۴۴) گال کے نیچے ہاتھ رکھنا

حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا ہاتھ دائیں گال کے نیچے رکھ لیتے تھے، اور کہتے تھے کہ اے اللہ مجھے اس دن جب کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا، اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔

(یہی روایت بہ سند دیگر)

حضرت عبد اللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، دو عادتیں وہ ہیں کہ ایک مسلمان جب انھیں اختیار کرے گا تو جنت میں جائے گا، یہ عادتیں پھیلتی رہتی ہیں، اور جو ان پر عمل کرتے ہیں وہ بہت کم ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہیں یا رسول اللہ، فرمایا کوئی شخص ہر نماز کے بعد دس بار اللہ اکبر کہہ لے، دس بار الحمد للہ کہہ لے، اور دس بار سبحان اللہ کہہ لے، یہ ڈیڑھ سو ہوں گے زبان پر اور قیامت کے میزان میں پندرہ سو ہوں گے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو اپنے ہاتھوں پر گِنا کرتے تھے، اور جب اپنے بستر پر جاتے تھے سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر

کہا کرتے تھے - یہ سو ہیں زبان پر اور ہزار ہیں میزانِ حشر میں۔ تم میں سے کون ہے جو دن رات میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہو، عرض کیا گیا، یارسول اللہ کیسے یہ عادتیں ڈالی جائیں، فرمایا، نماز میں شیطان آتا ہے اور اسے یہ وہ کام یاد دلاتا ہے۔ اُسے نہ یاد کیا کرے۔

(۳۳) بستر سے اُٹھ کر جائے اور پھر واپس آئے تو اُسے جھاڑ دے

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو اپنے تہبند کے اندرونی حصہ کو کھول کر اس سے بستر کو جھاڑ لے، اور اللہ کا نام لے، اسے نہیں معلوم کہ بستر پر کیا پڑا ہے اور جب لیٹنے کا ارادہ کرے تو دائیں پہلو پر لیٹے اور یہ کہے کہ پاک ہے میرا پروردگار تیرے ہی نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو ٹکایا اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر میری جان نکال دی جائے تو اس کی مغفرت فرما، اور اگر اسے محفوظ رکھے تو جیسے اپنے صالح بندوں کو محفوظ رکھتا ہے اس کی بھی حفاظت فرما۔

(۳۴) رات کو جاگ اُٹھے تو کیا کہے

حضرت ربیعہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے قریب سوتا تھا اور آپ کے لئے وضو کا پانی دیا کرتا تھا۔ رات کے پچھلے حصہ میں سُنا کرتا تھا۔ سمع اللہ لمن حمدہ اور الحمد للہ رب العالمین کہہ رہے ہیں۔

(۳۵) رات کو جھوٹے ہاتھوں سمیت سو جانا

حضرت ابنِ عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس حالت میں سو جائے کہ ہاتھ میں شوربا لگا رہ گیا ہو، اور دھویا نہ ہو، پھر اُسے تکلیف پہنچے تو اپنی ذات کے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (یہی روایت مروی عن ابی ہریرہ)

(۳۶) چراغ گُل کر دینا

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازوں کو بند کر دو، مشکیزے کو باندھ دو۔ برتنوں کو چھپا دو، جرتن پر ڈھکنے ڈال دو، اور چراغ بجھا دو، کیونکہ شیطان، بند دروازے کو نہیں کھولتا، بندھن ڈھیلے نہیں کرتا، برتن کے ڈھکن نہیں الٹتا اور چوہیا لوگوں کے گھر پھونک دیتی ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی، ایک چھوکری اسے ہنکانے کو چلی تو آپ نے منع فرمایا، اور فرمایا، کہ اسے چھوڑ دو، چوہیا بتی کو لے کر آئی اور اس نے اس جاجم پر ڈال دیا جس پر آپ بیٹھے تھے، تو اس میں سے ایک درہم کے برابر جل گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سونے لگو تو چراغوں کو بجھا دیا کرو، شیطان اسی طرح کی حرکت کرے گا اور تمھیں جلا دے گا۔

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں نیند سے اٹھے تو دیکھا کہ چوہیا چراغ کی بتی لے کر چھپر پر چڑھ گئی کہ گھر پھونک دے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت کی اور احرام والوں کے لئے اس کا مارنا جائز قرار دیا۔

(۳۷) گھر میں آگ چھوڑ کر سارے لوگ سو نہ جائیں

سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سوتے وقت اپنے گھر میں آگ نہ رہنے دو۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آگ ہماری دشمن ہے اس سے بچو، اس لئے ابن عمر اپنے گھر کی آگ کو سونے سے پہلے ضرور بجھا دیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر کا بیان ہے کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سُنا ہے کہ گھر میں آگ نہ چھوڑ دو یہ دشمن ہے۔

حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ کے ایک گھر میں رات کو آگ لگ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ آگ دشمن ہے، سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

(۳۸) بارش سے حصول برکت و مسرت

ابن ابی ملیکہ حضرت ابن عباس کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب بارش ہوتی تھی تو وہ لونڈی سے کہتے تھے کہ میری زین اور میرے کپڑے نکال کر رکھ دو، اور دعا کرتے تھے اے اللہ آسمان سے برکت والی بارش بھیجیے۔

(۳۹) رات کو دروازہ بند کر دینا

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو دیر گئے تک قصہ کہانیوں سے پرہیز کرو، تمھیں کیا معلوم کہ اللہ کی مخلوق کس طرح رات بسر کر رہی ہے، دروازوں کو بند کر دو، مشکیزوں کو باندھ دو، برتنوں کو ڈھانک دو، اور چراغوں کو بجھا دیا کرو۔

(۴۰) بچّوں کو ابتدائے شب میں سمیٹ لینا

حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ابتدائے شب میں اپنے بچوں کو سمیٹ لیا کرو، اس وقت شیاطین اُڑتے پھرتے ہیں۔

(۴۱) جانوروں کو مقابلہ کے لیے للکارنا

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ جانوروں کو مقابلہ پر للکارنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(۴۲) کتوں کا بھونکنا اور گدھے کا رینکنا

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیر گئے رات میں کم نکلا کرو، اللہ کے بہت سے جانور ہیں جنھیں وہ چھوڑ دیتا ہے جو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا رینکنا سنے وہ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگے، کیونکہ یہ جانور وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

ان ہی جابر سے بروایت دیگر باضافہ:۔ اور دروازوں کو بند کرلو اور اللہ کو یاد کرو، شیطان ایسے بند دروازوں کو نہیں کھولتا جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، گھڑوں کو ڈھانک دو مشکیزوں کا منہ باندھ دو، اور برتنوں کو الٹا کر کے رکھ دو۔

بروایت دیگر اس حدیث کے پہلے والی حدیث۔

(۴۳) مُرغ کی اذان

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعا کرو، مُرغ نے فرشتہ کو دیکھا۔ اور جب گدھے کی آواز رات کو سنو تو اس نے شیطان کو دیکھا، شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۴۴) مچھر کو بُرا نہ کہو

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مچھر پر لعنت کی تو آپ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو، ایک نبی کو اس نے نماز کے لئے جگایا تھا۔

(۴۵) قیلولہ کرنا

سائب عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود کے دروازے پر اکثر قریش کے لوگ بیٹھا کرتے تھے، جب سایہ ڈھل جاتا تو کہتے اب جاؤ جو دن باقی رہ گیا

ہے وہ شیطان کا حصہ ہے، اس کے بعد جس آدمی کے پاس سے گذرتے، اُس کو اٹھا دیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ ایک بار یہ ہوا کہ وہ یہی کر رہے تھے کہ ان سے کہا گیا یہ مولیٰ بنی الحسحاس شعر کہتا ہے، اُسے بلایا اور کہا کہ کیا کہا ہے، اُس نے کہا،

سلمٰی کو اگر تم نے معشوق بنا رکھا ہے تو رخصت کردو، انسان کے لئے بڑھاپا اور اسلام روکنے کے لئے کافی ہیں۔ اس پر کہا کہ یہی بہت ہے، سچ کہا، سچ کہا۔

السائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے دوپہر کو اس کے قریب سے گذرتے تھے اور کہتے تھے کہ اٹھو، جا کے قیلولہ کرو، اب جو بات باقی رہ گئی وہ شیطان کے لئے ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ لوگ جمع ہوتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں شراب حرام قرار دی گئی ہے اس زمانہ میں اہلِ مدینہ کی مرغوب ترین شراب کھجور اور چھوہارے سے بنی ہوئی ایک شراب تھی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو شراب پلا رہا تھا، یہ لوگ ابوطلحہ کے پاس تھے، ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ خمر حرام ہوگئی، لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ کب حرام ہوئی، تحقیق تو کرلیں، بلکہ یہ کہا کہ انسؓ اس کو بہادو، اس کے بعد اُم سلیم کے یہاں گئے، ٹھنڈے ہوئے، غسل کیا، اس کے بعد اُم سلیم نے ان سب کے خوشبو لگائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو خبر وہی تھی جو اُس شخص نے دی تھی، انس نے کہا کہ اس کے بعد پھر کبھی شراب نہ چکھی۔

(۴۶) دن کے آخر میں سو جانا

خوات بن جبیر کہتے ہیں کہ دن کے اول میں سونا غیر معمولی بات ہے۔ وسط میں عادت ہے، اور دن کے آخر میں سونا حماقت ہے۔

(۴۷) دعوتِ عام

ابنِ مہران کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا، ابن عمر دعوت عام بھی دیتے تھے؟ کہا کم لیکن ایک بار یہ ہوا کہ اُن کا اونٹ بہت کمزور ہو گیا ہم نے اُسے ذبح کر ڈالا۔ اُنھوں نے کہا کہ شہر میں دعوت عام دے دو۔ نافع کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن کس چیز پر، ہمارے پاس روٹی تو نہیں ہے، کہا کہ اللہ تیرا شکر ہے، یہ گوشت یہ پتھے ہیں، شوربا ہے، یا کہا کہ شوربا بھی ہے اور کچھ زیادہ بھی، جو چاہے گا کھائے گا، جو چاہے گا واپس چلا جائے گا۔

(۴۸) ختنہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کے بعد ختنہ کیا، اور اُنھوں نے (کنعان) آکر ختنہ کیا۔ ابو عبد اللہ (البخاری) نے کہا کہ ایک جگہ پر آکر (یعنی اپنی قیام گاہ پر)

(۴۹) عورت کو بٹھانا

عبد الواحد کہتے ہیں کہ کوفہ کی ایک بوڑھی عورت نے جو علی بن غراب کی دادی تھیں، مجھ سے بیان کیا کہ اُمّ المہاجر نے کہا کہ میں روم کی لونڈیوں میں گرفتار ہو کر آئی، حضرت عثمان نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، میرے اور ایک دوسری کے سوا کسی نے قبول نہ کیا، حضرت عثمان نے کہا کہ ان دونوں کو لے جاؤ بٹھاؤ، اور ان کی تطہیر کرو۔

(۵۰) ختنہ میں دعوت دینا

سالم بن عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر نے میرا اور نعیم کا ختنہ کرایا، تو ہمارے لئے ایک مینڈھا ذبح کرایا، ہمیں یاد ہے کہ ہم بچوں سے کہتے تھے کہ ہمارے لئے ایک مینڈھا ذبح کیا گیا ہے۔

(۵۱) ختنہ میں کھیل تماشا

اُمِ علقمہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی بھتیجیوں کا ختنہ ہوا تو حضرت عائشہؓ سے لوگوں نے کہا کہ ان کو بہلانے کو کسی کو بلا نہ لیں، کہا بہت اچھا، عدی کو بلا بھیجا گیا، وہ آیا، گھر میں عائشہؓ آئیں تو دیکھا کہ وہ گا رہا ہے اور خوشی میں اپنا سر دھن رہا ہے اس کے بال بہت تھے، بی بی عائشہؓ نے کہا، اُف یہ تو شیطان ہے، اسے نکال باہر کرو، نکال باہر کرو۔

(۵۲) کسی ذمی کی دعوت

اسلم حضرت عمر کے غلام سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام پہنچے تو آپ کے پاس کچھ دہقان آئے اور اُنھوں نے کہا یا امیر المؤمنین ہم نے آپ کی دعوت کا انتظام کیا ہے آپ چند شرفا کے ساتھ ہمارے پاس آئیں اس سے ہمیں قوت بھی حاصل ہوگی اور ہماری عزت افزائی بھی، اُنھوں نے کہا کہ ہمارے بس کی یہ بات نہیں کہ تمھارے ان کنیسوں (بُت خانوں) میں آؤں اور وہاں تصویریں بھی ہوں۔

(۵۳) لونڈیوں کا ختنہ کرانا

عبدالواحد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ کوفہ کی ایک بوڑھی عورت نے اُم المہاجر کا یہ بیان مجھ سے نقل کیا کہ میں اور روم کی اور بہت سی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں حضرت عثمان نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا، میرے اور ایک اور لونڈی کے سوا کسی نے اسلام قبول نہ کیا، اس پر کہا کہ دو لڑکیوں کو بٹھاؤ اور ان کی تطہیر کرو، میں حضرت عثمانؓ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ (مترجم) عرب اور افریقہ کے بعض علاقوں میں طبی ضرورت سے لڑکیوں کا ختنہ مروج تھا

(۵۴) بڑی عمر والے کا ختنہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے ختنہ اُس وقت کرایا جب کہ اُن کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی، اس کے بعد اسّی سال اور زندہ رہے۔ سعید بن ابراہیم نے کہا کہ وہی تھے جنھوں نے پہلے ختنہ کرایا۔ مہمان داری کی، مونچھیں کتروائیں، ناخن کتوائے، سفید بال رکھے، کہا کہ اے رب یہ کیا ہے، ارشاد ہوا وقار ہے۔ عرض کیا اے اللہ ہمارا وقار زیادہ کر۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ اُس شخص کے یعنی مالک بن المنذر کے بارے میں کیوں تعجب کرتے ہو، یہ شخص اہل لگر کے شیوخ کے یہاں گیا۔ وہ لوگ مسلمان ہوتے تھے تو انھوں نے کھول کھول کر دیکھا اور اُنھیں حکم دیا، چنانچہ اُنھوں نے ختنے کرائے اور اسّال جاڑے میں مجھے معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض مر گئے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رومی اور حبشی ایمان لائے تھے اور اُنھیں کھول کر نہیں دیکھا گیا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ ایک شخص جب مسلمان ہوتا تھا تو چاہے وہ بڑی عمر کا ہو اُسے ختنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

(۵۵) پیدائش کے موقعہ پر دعوت

کعب العکی بیان کرتے ہیں کہ ایک گاؤں میں ہم نے یحییٰ بن حسان سے ملاقات کی، میں تھا، ابراہیم بن ادہم تھے، عبدالعزیز بن قریر تھے اور موسیٰ بن یسار تھے، ہمارے [illegible] کھانا لایا گیا تو موسیٰ کھانے سے محترز رہے، وہ روزے سے تھے، یحییٰ نے کہا کہ اس مسجد میں بنی کنانہ کے ایک صاحب ہیں جو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں، ان کی کنیت ابو قرصافہ ہے، چالیس سال سے اُن کا یہ طریقہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے ہیں اور ایک دن افطار کرتے ہیں۔ میرے والد کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو انھوں نے اُس دن جس دن اُن صاحب کا روزہ تھا، اُنھیں دعوت دی، اس پر اُنھوں نے روزہ افطار کر دیا۔ ابراہیم نے اُن کو اپنی چادر نذر کر دی اور موسیٰ نے روزہ افطار کر دیا۔

(۵۶) بچّے کی تحنیک (کھجور دانتوں سے کُچل کر چٹانا)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جس دن عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے۔ میں اُن کو

لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ لبادہ پہنے اپنے اونٹ کو کھلا رہے تھے، آپ نے فرمایا تیرے پاس کھجور ہے، عرض کیا جی ہاں اور چند کھجوریں آپ کو دیں، آپ نے انھیں اپنے دانتوں سے کچلا، اور بچے کو گود میں لے کر اسے بٹھایا، بچہ زبان چٹ پٹانے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ شے کھجور ہے۔ اور اس کا نام عبداللہ رکھ دیا۔

(۵۷) ولادت پر دعا

معاویہ بن قرہ کہتے ہیں جب میرے گھر ایاس پیدا ہوا تو میں نے کچھ صحابۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، ان کو کھانا کھلایا، ان لوگوں نے دعا کی، اس پر میں نے کہا کہ آپ لوگوں نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو برکت دے، آپ حضرات نے جو دعا کی اس کو قبولیت بخشے، میں دعا کرتا ہوں، آپ لوگ آمین کہیں پھر میں نے اس کے دین، اور عقل کے لئے بہت سی دعائیں کیں، اور کہا کہ اس دن کی دعا کا اثر پاتا ہوں۔

(۵۸) بچہ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی، جب بچہ تندرست تھا، یہ پرواہ نہ کی کہ بچہ ہے یا بچی

کثیر بن عبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب اُن کے گھر والوں میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو یہ نہیں پوچھتی تھیں کہ لڑکا پیدا ہوا یا لڑکی بلکہ یہ پوچھتی تھیں کہ تندرست بچہ ہوا، جب کہا جاتا کہ ہاں، تو کہتیں الحمد للہ رب العٰلمین۔

(۵۹) ناف کے نیچے کے بال مونڈنا

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ باتیں فطرت ہیں، مونچھیں تراشنا، ناخن کاٹنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال صاف کرنا، اور مسواک

(۶۰) اس بارے میں وقت کی تعیین

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ہر پندرہ روز میں ناخن کاٹتے تھے اور ہر ماہ اُسترہ لیتے تھے۔

(۶۱) قمار بازی (جوا)

حضرت ابنِ عباس نے بیان کیا کہ کہا جاتا تھا، ابن الیسار الجزور، دس آدمی مل کر ایک بڑا اونٹ لے لیتے تھے۔

حضرت ابنِ عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا، تیر پر بازی لگانا جوا ہے۔

(۶۲) مُرغ بازی

ربیعہ بن عبداللہ بن الھدیر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دو اشخاص نے دو مرغوں پر قمار بازی کی، حضرت عمر نے مرغوں کو مار دینے کا حکم دیا، اس پر انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ آپ ایک ایسے جانور کو قتل کرتے ہیں جو اللہ کی تسبیح کرتا ہے تو انھوں نے مرغوں کو چھوڑ دیا۔

(۶۳) جو شخص اپنے بھائی سے کہے کہ آؤ تم سے جُوا کھیلتا ہوں

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اگر قسم کھانے میں لات و عزیٰ کا نام لے بیٹھے تو اسے لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہیے اور اگر کوئی اپنے دوست سے کہے کہ آؤ تم سے جوئے کی شرط بدتے ہیں تو اسے صدقہ دینا چاہیے۔

(۶۴) کبوتر بازی میں شرط

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم لوگ دو کبوتروں میں شرط لگاتے ہیں اور اُسے ناپسند کرتے ہیں کہ کوئی ثالث مانیں مگر ڈرتے ہیں کہ ثالث ہی نہ لے جائے، اس پر ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہ بچوں کا فعل ہے، کیا تم اُسے نہ ترک کردوگے۔

(۶۵) عورتوں کی سواری میں حدی خوانی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت البراء بن مالک مردوں کی سواریوں کے لئے حدی خوانی کرتے تھے اور انجشہ عورتوں کی سواریوں کے لئے انجشہ کی آواز بہت اچھی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انجشہ ذرا آہستہ تمھاری سواریاں کانچ ہیں (یعنی نازک ہیں)۔

(۶۶) غناء

حضرت ابن عباس سے اللہ عزوجل کے اس قول (اور کچھ لوگ وہ ہیں جو گفتگو کے کھیل خریدتے ہیں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد غناء (گانا بجانا) اور اسی قسم کی باتیں ہیں۔

حضرت البراء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السلام علیکم کو پھیلاؤ، سلامت رہوگے، اور الاشرہ شر ہے، ابو معاویہ نے کہا ہے کہ الاشرہ، یعنی عبث (بے کار باتیں)

فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ ایک مجمع تھا، انھیں اطلاع ملی کہ کچھ لوگ پانسوں سے کھیل رہے ہیں، وہ غصہ میں اٹھے، اور نہایت سختی کے ساتھ منع کیا، اور کہا کہ یاد رکھو کوبہ۔ نرد (یعنی پانسہ) سے کھیلنے والا اس کا حاصل کھاتا ہے اور وہ سور کا گوشت کھانے والے کے برابر ہے اور اس کے خون سے وضوء کرنے والے کے برابر۔

(۶۷) پانسہ کھیلنے والوں کو سلام نہیں کیا

فضیل بن مسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب باب القصر سے نکلے تو انھوں نے پانسہ والوں کو دیکھا، وہ ان کے پاس گئے اور انھیں صبح سے رات تک کے لئے قید کر دیا۔ ان میں سے بعض کو دوپہر تک کے لئے قید کیا، راوی کہتا ہے کہ جو لوگ دام لگا کر کھیلتے تھے انھیں رات تک کے لئے قید کیا اور جو لوگ یوں ہی کھیلتے تھے انھیں دوپہر تک کے لئے قید کیا، اور حضرت علی حکم دیتے تھے کہ ان لوگوں کو کوئی سلام نہ کرے۔

(۶۸) پانسہ کھیلنے والوں کا گناہ

حضرت ابو موسی الاشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے پانسہ کھیلا اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، خبردار! بچو ان دونوں چوکور ٹکڑوں سے جو متعین ہیں اور پھینکے جاتے ہیں، اسی سے جوا کھیلا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ اپنے والد سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، جس نے نردشیر (ایک قسم کی پانسہ کی گوٹ) سے کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون میں ہاتھ کو آلودہ کیا۔

حضرت ابوموسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نرد سے کھیلا اُس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔

(۶۹) تادیب اور نرد کھیلنے والوں کو نکال دینا، اور اہلِ باطل کو نکال دینا

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اگر کسی کو اپنے اہل وعیال میں سے نرد سے کھیلتے پاتے تھے تو اسے مارتے تھے اور اس کی نرد کو توڑ دیتے تھے۔

ابن ابی علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بی بی عائشہؓ کو اطلاع ملی کہ ایک گھر والے جو ان کے گھر میں رہتے تھے، اُن کے پاس نرد ہے، تو اُن کے پاس آدمی بھیجا کہ اگر تم نرد (گوٹی) کو نہ نکال پھینکو گے تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی، اور عائشہؓ نے ان لوگوں کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا۔

ربیعہ بن کلثوم بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ ایک بار عبداللہ بن الزبیر نے ہمیں خطبہ دیا تو کہا کہ اے اہلِ مکہ مجھے قریش کے بعض لوگوں کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ وہ ایک کھلونے سے کھیلتے ہیں جسے نردشیر (پانسہ) کہا جاتا ہے۔ اور یہ بہت مشکل چیز ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خمر اور میسر اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ جو کوئی شخص پانسہ کھیلے اور میرے پاس لایا جائے گا تو میں اسے اُس کے بال اور چمڑے پر سزا دوں گا۔ اور جو اس کو لائے گا اُسے مجرم کے بدن پر کی سب چیز دے دوں گا۔

ابوعمرو کہتے ہیں کہ میں نے اُس شخص کے بارے میں جو نرد کھیلتا ہے حضرت ابوہریرہؓ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ گویا وہ شخص سور کا گوشت کھاتا ہے اور جو بغیر بازی لگائے اُس سے کھیلتا ہے وہ گویا سور کے خون میں اپنے ہاتھ کو ڈبوتا ہے۔ اور جو وہاں بیٹھ کر دیکھتا ہے وہ گویا سور کے گوشت کو دیکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا دو مہروں سے جوا کھیلنے والا سور کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور بغیر شرط لگائے ان مہروں سے کھیلنے والا سور کے خون میں ہاتھ ڈبونے والے کی طرح۔

(۷۰) مومن ایک ہی بل سے دو بار نہیں ڈسا جاتا:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک ہی بل سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

(۷۱) رات کو تیراندازی کرنا

حضرت ابوہریرہؓ کی طرف منسوب یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ہم پر رات کو تیر چلایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ابو عبداللہ (البخاری) کہتے ہیں کہ اس کی سند میں شبہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۷۲) جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو موت دینا چاہتا ہے تو اُسی جگہ اُس کا کوئی کام بنا دیتا ہے

ابوالملیح اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جنھیں صحبت رسول اللہ حاصل تھی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ کسی مقام پر کسی بندے کی روح قبض فرمائے تو اسی جگہ اس کے لئے کوئی کام بنا دیتا ہے۔

(۷۳) کپڑے میں ناک صاف کی

محمد بن سیرین ابوہریرہؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ایک کپڑے میں ناک صاف کی، پھر کہا کہ واہ واہ ابوہریرہؓ کتان (ریشمی کپڑا) میں ناک صاف کرتے ہیں، میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے کہ بی بی عائشہؓ کے حجرے اور منبر مسجد کے درمیان لوٹ رہے ہیں، لوگ کہتے تھے کہ پاگل ہے، حالانکہ بھوک کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

(۲۱)

وسوسہ، بدگمانی اور فضول گوئی

(۱) وسوسہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے دلوں میں ایسی چیزیں بھی پاتے ہیں جسے ہم زبان پر لانا پسند نہیں کرتے چاہے آفتاب کے نیچے کی ہر چیز ہی ہمیں کیوں نہ مل جائے۔ فرمایا، کیا ایسی بات دل میں پائی، عرض کیا جی ہاں، فرمایا، یہی تو صریح ایمان ہے۔ اور ابو حوشب کہتے ہیں کہ میں اور میرے ماموں دونوں حضرت بی بی عائشہؓ کے پاس آئے، ماموں نے کہا کہ ہم میں سے بعض کے دل میں ایسی بات آتی ہے کہ اگر اُسے زبان پر لائے تو آخرت جاتی رہے اور اگر ظاہر کرے تو اُس کی وجہ سے قتل کر دیا جائے، پھر تین بار کہا کہ بہت بڑی بات ہے، پھر بی بی عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی کو یہ صورتِ حال پیش آئے تو تین بار اللہ اکبر کہے کیونکہ ایسا احساس سوائے ایماندار کے کسی اور کو نہیں ہوتا ہے۔ اور حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ اَن ہونی چیزوں کے بارے میں سوال کرنا کبھی نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ یہ بھی کہیں گے کہ اللہ نے تو سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

(۲) ظن (بدگمانی)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بدگمانی سے ہوشیار رہو، بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور ایک دوسرے کا تجسس نہ کیا کرو منافست نہ کرو، ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا نہ کہو، ایک دوسرے کا حسد نہ کرو، اور نہ

آپس میں بغض رکھا کرو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے کسی بیوی کے ساتھ تھے کہ ایک شخص وہاں پر سے گذرا۔ آپ نے اسے پکارا اور کہا کہ اے فلاں یہ میری بیوی ہے فلانہ، اس نے عرض کیا کہ کسی کے متعلق تو میں کوئی گمان بھی کرتا لیکن آپ کے متعلق تو ہرگز کوئی بدگمانی نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح گھومتا ہے۔

(مترجم) یہ واقعہ اُم المومنین بی بی صفیہ بنت حیی کے ساتھ کا ہے آپ مغرب کے بعد مسجد کے دروازے پر آپ سے کچھ باتیں کر رہی تھیں۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جس کی چیز چوری جاتی ہے وہ اتنی بدگمانیاں کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ خود چور سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

بلال بن سعد الاشعری بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے حضرت ابو درداء کو لکھ بھیجا کہ میرے پاس دمشق کے فاسقوں کی فہرست بنا کر بھیج دو، اس پر ابو درداء نے کہا فساق دمشق سے میرا کیا واسطہ، میں کہاں سے پہچانوں گا۔ ان کے بیٹے بلال نے کہا کہ میں لکھ دوں گا، چنانچہ انھوں نے لکھ دیا۔ ابو درداء نے پوچھا کہ تمھیں کیسے معلوم ہوا اور کہاں سے پہچانا کہ یہ لوگ فساق ہیں، صرف یہی ہو سکتا ہے کہ تم خود بھی ان ہی میں سے ہو، اپنے ہی نام سے فہرست کی ابتدا کرو۔ ابو درداء نے یہ فہرست بھیجی نہیں۔

(۴۳) کسی لونڈی یا بیوی کا اپنے شوہر کے بال مونڈنا

سکین بن عبدالعزیز بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا تو ان کی ایک لونڈی ان کے بال مونڈ رہی تھی انھوں نے کہا کہ مردہ چونا چمڑے کو نرم کر دیتا ہے۔

(۴۴) بغل کے بال لینا

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں (تقاضائے) فطرت ہیں، ختنہ کرنا، استرہ لینا، بغل کے بال لینا، مونچھیں ترشوانا اور ناخن کتروانا۔

(یہی روایت دو مختلف اسناد سے بہ تقدیم و تاخیر الفاظ)

(۵) حسن عہد (یعنی اپنے تعلقات کو بہتر طریقہ پر نباہنا)

حضرت ابو الطفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا ہے، میں اونٹ کا ایک ایک عضو اٹھا رہا تھا، آپ کے پاس ایک عورت آئی تو آپ نے اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی میں نے کہا کہ یہ کون ہے، آپ نے فرمایا یہ اُن کی ماں ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔

(۶) معرفت (جان پہچان)

حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح فرمائے، کہ آپ سے اجازت چاہنے والا کچھ لوگوں کو پہچانتا ہے، اُن کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، اُنھوں نے جواب دیا، اللہ نے اسے معذور کیا ہے۔ جان پہچان تو کٹ کھنا ہے کتے کے نزدیک اور مست اونٹ کے سامنے بھی نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔

(۷) لڑکوں کا جوئے سے کھیلنا

مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا ہمارے اصحاب کتوں کے علاوہ باقی ہر طرح کا کھیل کھیلنے کی اجازت دیتے تھے۔ ابو عبداللہ (البخاری) کہتے ہیں کہ یعنی لڑکوں کو اجازت دیتے تھے۔

ابو عقبہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے ساتھ ایک بار راستہ پر گذر رہا تھا کہ وہ ایسے حبشی لڑکوں کے پاس سے گذرے جو کھیل رہے تھے تو اُنھوں نے دو درہم نکلے اور بچوں کو دے دیئے۔

حضرت بی بی عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دبے پاؤں ہماری ان سہیلیوں کے پاس آجاتے تھے جو کھیلتی ہوتی تھیں، یہ چھوٹی لڑکیاں ہوتی تھیں۔

(۸) کبوتروں کو ذبح کرنا

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتری کے پیچھے بھاگ رہا ہے تو فرمایا کہ ایک شیطان ایک شیطانہ کے پیچھے پڑا ہے

حسن نے بیان کیا کہ حضرت عثمان جب جمعہ کو خطبہ دیتے تھے تو کتوں کو مارنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیتے۔

حسن سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان سے ان کے خطبہ میں کتوں کے مارنے اور کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم سُنا ہے۔

(۹) جس کو غرض ہو وہی جائے

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عمر بن الخطاب ان کے پاس آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی، زید نے اجازت دے دی، اس وقت زید کا سر اُن کی ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھا جو کنگھی کر رہی تھی، اُنھوں نے اپنا سر ہٹا لیا تو حضرت عمر نے کہا، نہیں اس کو آپ کے سر میں کنگھی کرنے دیجیے زید نے کہا یا امیر المومنین، اگر آپ مجھے بلا بھیجتے تو میں آجاتا، حضرت عمر نے کہا، غرض تو میری تھی۔

(۱۰) لوگوں میں بیٹھ کر تھوکنا

ثابت بن عبد الرحمٰن بن عیاش القرشی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب لوگوں میں بیٹھ کر تھوکے تو تھوک کے زمین پر گرنے تک ہاتھوں سے پردہ کرے اور جب روزہ رکھے تو تیل لگائے تاکہ اُس پر روزہ کا اثر نہ معلوم ہو۔

(۱۱) کسی جماعت سے بات کرتے ہوئے ایک شخص کو مخاطب نہیں بنانا چاہیے

حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ لوگ یہ بات پسند کرتے تھے کہ جب کوئی شخص گفتگو کرے تو کسی ایک ہی شخص کے مقابل ہو کر نہ کہے بلکہ ساری جماعت کو بالعموم مخاطب کرے۔

(۱۲) فضول دیکھنا

ابو الہذیل بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر ایک شخص کی عیادت کو گئے اِن کے ساتھ دوستوں میں سے ایک اور آدمی بھی تھا، جب گھر میں داخل ہوئے تو اُن کا ساتھی جو تھا وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس پر عبد اللہ نے کہا کہ بخدا اگر تیری آنکھ پھوڑ دی جاتی تو تیرے لئے بہتر ہوتا۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ اہلِ عراق میں سے کچھ لوگ حضرت ابن عمر کے پاس

آئے تو انھوں نے اپنے ایک خادم کے پاس سونے کی ہنسلی دیکھی اُس پر ایک نے دوسرے کو دیکھا، حضرت ابن عمر نے کہا کہ بُرائی کے لئے ان کی کیا چالاکی ہے۔

(۱۳) فضول باتیں کرنا

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فضول باتیں کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ میری اُمت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو بہت باتیں کرتے ہیں بے تکان بولتے ہیں اور بے پناہ باتیں بناتے ہیں اور میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق رکھتے ہیں۔

(۱۴) دورُخا آدمی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بُرے لوگ وہ ہیں جو دورُخے ہیں، ان کے پاس ایک رُخ سے آتے ہیں اور دوسروں کے پاس دوسرے رُخ سے جاتے ہیں۔

(۱۵) دورُخے آدمی کا گناہ

حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص دُنیا میں دورُخا ہوگا قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی، اس کے بعد ایک موٹا سا آدمی گذرا تو آپ نے فرمایا یہ بھی ان ہی لوگ میں سے ہے۔

(۱۶) سب سے بُرا آدمی وہ ہے جس کی بُرائی سے بچا جائے

حضرت بی بی عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا اجازت دیدو، قبیلہ کا بدترین آدمی ہے۔ جب آیا تو آپ نے اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی، میں نے کہا کہ آپ نے کہا

تو اسے ایسا اور بات کی نرمی کے ساتھ فرمایا اے عائشہؓ سب سے بُرا آدمی وہ ہے جسے لوگ چھوڑ دیں یا فرمایا کہ جسے لوگ رخصت کر دیں، اس لئے کہ اس کی فحش کلامی سے بچا جائے۔

(۱۷) حیا

حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حیاء خیر کے سوا اور کچھ نہیں لاتی۔ بشیر بن کعب نے کہا حکمت میں لکھا ہے کہ حیا سے سکینت ہے حیا سے وقار ہے۔ اس پر عمران نے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ سے حدیث سناتا ہوں اور تو اپنے کتابچے سے بیان کرتا ہے۔

حضرت ابنِ عمر نے کہا کہ حیا اور ایمان کی نوعیت ایک ہی سی ہے جب ایک اُٹھایا جائے گا دوسرا ابھی اُٹھ جائے گا۔

(۱۸) جفا

حضرت ابوبکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ بے حیائی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے۔

محمد بن علی بن الحنفیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاری سر والے آدمی تھے، بڑی بڑی آنکھیں تھیں، جب چلتے تھے تو جھوم جھوم چلتے تھے جیسے آپ اونچائی پر چڑھ رہے ہوں، اور جب التفات فرماتے تھے تو پورا پورا التفات ہوتا تھا۔

(۱۹) شرماؤ نہیں پھر جو چاہو کرو

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبل کی نبوتوں کے کلام میں سے جو لوگوں نے پا لیا ہے، ایک یہ ہے، شرماؤ نہیں پھر جو چاہو کرو۔

(۲۰) غضب (غصہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ بہادر

نہیں ہے جو کشتی مار دے بلکہ وہ شخص بہادر ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک اجر کے اعتبار سے کوئی گھونٹ غصہ کے اس گھونٹ سے بڑھ کر نہیں جو کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لئے پی جائے۔

(۲۱) غصہ میں کیا کہے

حضرت سلیمان سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گالی گلوج کی، ایک آدمی کو غصہ آیا، اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص کہہ دے تو اس کی یہ کیفیت جاتی رہے، وہ کلمہ یہ ہے، اَعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ایک شخص اس آدمی کے پاس کھڑا ہوا اور بولا تمھیں خبر ہے آپ نے کیا فرمایا، کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہو، اُس نے کہا کہ کیا تم کو میں پاگل نظر آ رہا ہوں۔

(یہی روایت بہ سند دیگر)

(۲۲) جب غصہ آئے تو چپ ہو جائے

حضرت ابنِ عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا، سکھاؤ اور آسانی کرو، سکھاؤ اور آسانی کرو، اور دو بار فرمایا جب تم کو غصہ آ جائے تو چُپ ہو جاؤ۔

(۲۳) اپنے دوست سے ایک حد تک ہی محبت کرو

محمد بن عبید الکندی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا، میں نے حضرت علی کو ابن الکوا سے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے دوست سے ایک حد تک ہی محبت کرو ممکن ہے کبھی تم کو اس سے نفرت ہو جائے، اور اپنے مخالف سے ایک حد تک ہی نفرت

ہوجائے اور اپنے مخالف سے ایک حد تک ہی نفرت کرو، ممکن ہے کہ کسی دن وہی تمھارا حبیب ہو جائے۔

(۲۴۴) تمھاری نفرت تباہی نہ ہو جائے

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تمھاری محبت کو تکلف نہیں ہو جانا چاہیے اور تمھاری نفرت کو تباہی نہیں ہونا چاہیے اس پر میں نے کہا کہ یہ کیوں کر ہوگا۔ کہا کہ جب تم محبت کرتے ہو تو لڑکوں کی طرح جھک جاتے ہو۔ اور جب تم نفرت کرتے ہو تو اپنے ساتھی کی تباہی چاہتے ہو۔

اللّٰھم اعف عنی ان نسیت او اخطأت فی بیان اقوال نبیک صلی اللّٰہ علیہ وسلم انک انت الغفور الرحیم۔

